شعبان المعظم اور شبِ برأت کے فضائل و معمولات اور احکام و مسائل کا گراں قدر مجموعہ

مُنِیرُ الاِیمَانِ فِی فَضَائِلِ شَعبَانَ

شبِ برأت

کے فضائل و معمولات

مصنف

مولانا حافظ و قاری سہیل احمد نعیمی رضوی بھاگلپوری

تحقیق و تخریج

مولانا محمد طفیل احمد مصباحی

دار الابدال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شعبان المعظم اور شبِ براءت کے فضائل و معمولات اور احکام و مسائل کا گراں قدر مجموعہ

مُنِیۡرُ الۡاِیۡمَانِ فِیۡ فَضَائِلِ شَعۡبَانۡ

شبِ براءت

کے فضائل و معمولات

مصنف

مولانا حافظ سہیل احمد نعیمی رضوی بھاگلپوری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج

مولانا محمد طفیل احمد مصباحی

ناشر

دارالابدال

www.darulabdaal.com

© جملہ حقوق بحق محقق و مخرج محفوظ ہیں

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام	شبِ براءت کے فضائل ومعمولات
مصنف	مولانا حافظ و قاری سہیل احمد نعیمی رضوی بھاگلپوری
محقق	محمد طفیل احمد مصباحی
سن اشاعت	رجب المرجب 1445ھ / جنوری 2024ء
ناشر	دارالابدال، اوکاڑا، پاکستان
رابطہ نمبر	+923177101307

NOTICE

کسی کو بھی اس کتاب کی PDF بنا کر یا Scan کر کے کسی ویب سائیٹ یا سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرنے یا طباعت کرانے کی اجازت نہیں، بصورت دیگر Copy Right کے قانون کے تحت کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

DARUL ABDAAL

OKARA, PAKISTAN

darulabdaal@gmail.com

فہرست مضامین (حصہ اول)

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	تاثرات: حضرت مفتی محمد ایوب خاں نعیمی دامت برکاتہم	8
2	تقریظ جلیل: حضرت مولانا مفتی محمد مجیب اشرف رضوی دام ظلہ	10
3	حیاتِ مصنف: حضرت مولانا تحسین عالم رضوی دام ظلہ	12
4	کلماتِ تکریم: ادیبِ عصر حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی دام ظلہ	17
۵	عرض حال: محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ	19
۶	شعبان کا لغوی معنی اور وجہِ تسمیہ	30
۷	لفظ شعبان سے متعلق ایک لطیف نکتہ	32
۸	فضائلِ ماہِ شعبان	34
۹	معجزۂ شق القمر کا واقعہ	37
۱۰	اعمالِ ماہِ شعبان	39
۱۱	جنتی اونٹنی کی سواری	41
۱۲	دریائے برکات	42
۱۳	شعبان المعظم کی پہلی رات	42
۱۴	سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سفارش	43
۱۵	سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان	43
۱۶	سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بشارت	44
۱۷	ایمان پر خاتمہ	44
۱۸	روحانی تجارت	44

۱۹	فضائلِ شب براءت	48
۲۰	فضائل ایامِ بیض	49
2۱	ایامِ بیض کی وجہ تسمیہ	50
2۲	ارشادِ غوثِ اعظم	51
2۳	چار مبارک راتیں	52
2۴	تین مخصوص راتیں	54
2۵	آسمان کے بے شمار دروازے	55
2۶	پندرہ فضیلت والی راتیں	60
2۷	انیس فضیلت والے دن	60
2۸	پانچ چیزوں کو غنیمت سمجھو	63
۲۹	شب براءت کی فضیلت: احادیث کی روشنی میں	64
3۰	دعا مقبول ہونے کی پانچ مخصوص راتیں	72
3۱	روحوں کا گھر آنا	74
3۲	نورانی طشت	75
3۳	پندرہویں شعبان کا روزہ	76
3۴	شب براءت کی نمازیں	77
3۵	دس ہزار نیکیاں	77
3۶	بہشت کی خوش خبری	78
3۷	عمر طبعی میں برکت	78
3۸	شب براءت میں فرشتوں کی ندائیں	78
۳۹	ایمان کی حفاظت	79

40	دفعِ عذاب قبر	79
41	روزی میں برکت اور زیادتی	79
42	دفعِ ہول اور وحشتِ قبر	80
43	دَفعِ چمٹاؤ قبر	80
44	ستر ستر دینی و دنیاوی حاجات پوری ہوں گی	80
45	شب براءت کی مشہور اور مجرب دعا	81
46	درازیِ عمر	83
47	وسعتِ رزق	83
48	دفعِ بلا و مصیبت	83
49	ہر جائز دعا قبول ہوگی	83
50	حج اور عمرہ کا ثواب	84
51	سرکارِ مدینہ ﷺ کے معمولات	84
52	آنکھوں کی روشنی بڑھے گی	85
53	شب براءت میں کلمۂ توحید پڑھنے کی برکت	85
54	شقاوت و بدبختی دور ہوگی	86
55	چار سو سال کی عبادت کا ثواب	86
56	شب براءت کی پانچ اہم خصوصیات	92
57	شب براءت کے معمولات	92
58	فضائلِ صلوٰۃ التسبیح	94
59	صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ	95
60	مسائلِ صلوٰۃ التسبیح	96
61	نمازِ حاجت	97

(حصہ دوم)

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	شب براءت میں فاتحہ دلانا کیسا ہے؟	100
2	ایصالِ ثواب کا ثبوت	100
3	بدنی اور مالی عبادت کا ثواب	101
4	دعائے مغفرت، مُردوں کے لیے تحفہ ہے	102
5	شیرینی وفاتحہ: شاہ ولی اللہ وشاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی نظر میں	117
6	کلمۂ طیبہ کا ثواب	119
7	مردوں کی مغفرت کا ذریعہ	120
8	ایک اعتراض اور اس کا جواب	120
9	دن اور تاریخ مقرر کرنے کی حکمتیں	121
10	شبِ براءت کا حلوہ	123
11	حلوہ شب براءت میں کیوں پکایا جاتا ہے؟	125
12	صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کا فتویٰ	126
13	شب براءت اور مسجدوں میں روشنی	129
14	مسجد کی آبادی اور اس کی زینت وآرائش	130
15	مسجدوں میں روشنی سنت صحابہ ہے	131
16	قبر کی روشنی	132
17	ستر ہزار فرشتوں کی دعا لینے کا ذریعہ	133
18	آتش بازی کی رسم	139
19	آتش بازی کی ایجاد	140

20	آتش بازی فضول خرچی ہے	141
21	زیارتِ قبور کا بیان	142
22	چند ضروری مسئلے	143
23	میت دیکھتی اور سنتی ہے	144
24	زیارت قبور کے دن	147
25	زیارتِ قبور کا اسلامی طریقہ	148
26	فاتحہ میں کیا پڑھے	150
27	کن چیزوں کا ثواب پہنچایا جاسکتا ہے؟	152
28	زیارتِ قبور کے فضائل	152
29	زیارتِ قبور کا احادیث سے ثبوت	153
30	عورتیں زیارت قبور کو نہ جائیں	155
31	حضور ﷺ کے تمام آبا واجداد مومن ہیں	161
32	ایک دیوبندی مولوی کی تقریر	168
33	روضۂ رسول ﷺ کی زیارت	170
34	روضۂ رسول ﷺ کی زیارت اور اس کا اجر وثواب	170
35	حدیث سے مستنبط چند ضروری مسائل	172
36	زیارتِ قبور کے ضروری مسائل	173
37	ایک بزرگ کی وصیت	177
38	ایصالِ ثواب کا اسلامی طریقہ	179
39	قارئین سے مخلصانہ گزارش	180
40	مصادر ومراجع	181

تاثرات

استاذ العلما حضرت علامہ مفتی **محمد ایوب** خاں صاحب قبلہ نعیمی دام ظلہ العالی
مفتی وشیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، مراد آباد (یوپی)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے بقول ”قرآن نے علمِ دین حاصل کرنے والوں کی قسم کھائی ہے۔“ جس سے ان کے مرتبے کی بلندی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ عزوجل نے ایسے طلبہ جو بحرِ علم واخلاص میں غوطہ زن ہوکر تحصیل علم دین میں مصروف رہتے ہیں یہاں تک کہ دُرہائے آب دار کو پالیتے ہیں، ان طلبہ کا ذکر ”قسم“ سے فرمایا ہے۔

شاہ صاحب کے الفاظ یہ ہیں: ”علمائے ظاہر گویند کہ مراد مراتبِ تکمیل قوتِ علمیہ است، تا آخر۔“

ایسے حضرات بے شمار ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہوا۔ **انھیں مردانِ خدا میں حافظ و قاری مولانا محمد سہیل احمد رضوی نعیمی ولد محمد کمال الدین ہیں جو مذکورہ صفات کے بطورِ کمال مصداق تھے۔**

ممدوح نے دو سال جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی) میں تعلیم حاصل کی اور سندِ فضیلت سے مستفیض ہوئے۔ ۱۴؍ مئی ۱۹۶۰ء میں بعمر ۲۳؍ سال یہاں داخلہ لیا اور ۶؍ اپریل ۱۹۶۲ء کو فارغ ہوئے۔

مولانا سہیل احمد نعیمی کو درس دینے پر مجھے فخر و ناز تھا اور آئندہ کافی ان سے امیدیں وابستہ تھیں۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا کہ فراغت کے بعد ناگ پور (مدرسہ عربیہ اور جامعہ امجدیہ) میں مصروف تدریس ہوئے۔

تفسیر ہو یا حدیث، فقہ ہو یا معانی و بیان وغیرہ کتب درسیہ کا ترجمہ اور اس کی تشریح وہ خود کرتے، جہاں کچھ شبہہ ہوتا میں اس کو دور کرتا تھا۔

یہ سب مطالعہ کی گہرائی کا ثمرہ تھا جو آج کے طلبہ میں کم ہوتا جارہا ہے۔ ان خوبیوں کے ساتھ بڑی خوبی یہ تھی کہ آواز میں درد تھا، حسن نغمہ کے باعث حمد ونعت شریف پڑھتے تھے تو مجمع کیف وسرور میں جھوم اٹھتا تھا۔ تقریر میں اصلاحی پہلو زیادہ ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ موصوف میرے طلبۂ مفتخر (قابل فخر شاگرد) میں سے ایک تھے۔

عمر نے وفا نہ کی اور جلد ہی خدا کو پیارے ہوگئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے مرقد کو فردوس بنائے، جوارِ رحمت کا شرف حاصل ہو۔

اٰمین بجاہ حبیبہٖ الکریم علیہ وعلیٰ اٰلہٖ الصلوٰۃ والتسلیم.

فقیر محمد ایوب نعیمی غفرلہ

۲۱/ نومبر ۲۰۱۳ء

تقریظ جلیل

حضرت علامہ مفتی **محمد مجیب اشرف** صاحب رضوی دام ظلہ
بانی ومہتمم دارالعلوم امجدیہ، گانجہ کھیت ناگ پور، مہاراشٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحۡمَدُہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

اما بعد! یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت بنتی جارہی ہے کہ دنیا جتنا ہی ترقی کرتی جائے گی اتنا ہی مذہب اور مذہبی اصول کی ضرورت بڑھتی جائے گی۔ اس حقیقت کا اندازہ اس سے بآسانی کیا جاسکتا ہے کہ آج سے دس سال پہلے مذہبی کتابوں کی طباعت واشاعت کی جو رفتار تھی وہ آج کی بہ نسبت بہت کم تھی۔ یہ اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ لوگ مذہب اور مذہبی روایات کی ضرورت آہستہ آہستہ محسوس کررہے ہیں۔

عوام کے اس احساس کو بڑھانے اور مستحکم کرنے کے لیے دو طریقے زیادہ مؤثر ہیں، ایک تقریر، دوسرے تحریر، ان ہر دو طریقوں میں سے پہلا طریقہ یعنی تقریر کا اثر وقتی اور ہنگامی ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ طریقہ بے کار ہے بلکہ کبھی تقریر تحریر سے زیادہ مفید اور موثر ہوتی ہے۔ مگر تقریر میں یہ بات ہوتی ہے کہ اس سے اتنے ہی لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں جتنے لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ تقریر ایک وقتی چیز ہے۔ وہ محفوظ نہیں رہتی، مگر تحریر مؤثر اور مفید ہونے کے ساتھ ساتھ محفوظ اور باقی رہنے والی ہے۔ اس سے ہر پڑھا لکھا شخص خود پڑھ کر اور اَن پڑھ سن کر ہمیشہ اور ہر وقت فائدہ حاصل کرسکتا ہے، میرے نزدیک عوام کی مذہبی خدمت کرنے کا یہ طریقہ زیادہ اچھا اور پائدار ہے۔

”منیر الایمان فی فضائل شعبان“ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کو مخلصی ومحبی حضرت

مولانا حافظ و قاری سہیل احمد صاحب نعیمی رضوی بھاگل پوری مدرس دارالعلوم امجدیہ ناگ پور نے احسن طریقہ پر ترتیب فرمایا ہے۔ اس کتاب کو میں نے اول تا آخر دیکھا ہے اور بعض مقامات کو بہت غور سے پڑھا ہے۔ میں نے اس کتاب کو لاجواب اور اپنے ڈھنگ کی نرالی کتاب پایا۔ اس کی زبان عام فہم ہے، اندازِ بیان دل نشین ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں موصوف نے بڑی محنت کی ہے۔ ماہِ شعبان سے متعلق تقریباً سبھی مستند روایتوں کو ایک جگہ جمع کر کے موصوف نے ہم کو بہت سی کتابوں کی ورق گردانی سے بچا لیا ہے۔

یہ کتاب دراصل ماہِ شعبان المعظم اور شب براءت سے متعلق ہے مگر ضمنی طور پر بہت سے ایسے واقعات و روایات اس کتاب میں درج ہیں، جن سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ غرض یہ کتاب اپنی خصوصیات کے اعتبار سے ایک بہترین کتاب ہے اور مجھے امید ہے کہ عوام کو اس سے بے شمار فائدے حاصل ہوں گے اور ان کی اصلاح کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوگی۔

مولیٰ تعالیٰ مؤلف موصوف کی عمر میں برکت عطا فرمائے آمین۔ اور ان کے علم سے ہم سب کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین. بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم.

محمد مجیب اشرف رضوی
مہتمم دارالعلوم امجدیہ، ناگپور
۵ / شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

مصنف کی مختصر سوانحِ حیات

برادرِ اکبر حضرت مولانا حافظ و قاری محمد سہیل احمد نعیمی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے جیّد عالم دین، قوی الذہن حافظ قرآن، قاری خوش الحان، مصلح قوم مصنف اور مقبول و باوقار خطیب تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۳۷ء میں ضلع بھاگل پور (بہار) کے مشہور قریہ سبحان پور کٹوریہ میں ہوئی، آپ کے والد ماجد کا نام محمد کمال الدین اشرفی اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی قصیدہ خاتون رضوی تھا۔ آپ کو والدین نے مالی عسرت کے باوجود کمال محنت و مشقت سے تعلیم دلائی۔ آپ نے حفظ قرآن کی تکمیل مدرسہ خیر المدارس عمرپور، ضلع بھاگل پور، بہار میں حضرت حافظ محمد زبیر مرحوم کے زیر نگرانی کی۔ اس وقت اس ادارہ کے بانی و مہتمم شیخ الاسلام حضرت مولانا منور حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حفظ قرآن کا دورہ مدرسہ فیض الغرباء آرہ میں کیا۔ یہ وہی مدرسہ فیض الغرباء ہے جس کے بانی و مہتمم حضرت علامہ رحیم بخش آروی علیہ الرحمۃ (مرید و خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی) ہیں۔ اس کے بعد عربی و فارسی میں اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی) تشریف لے گئے اور وہیں سے ۶/ اپریل ۱۹۶۲ء میں درس نظامیہ کے تمام علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ کے اساتذۂ کرام حضرت مفتی حبیب اللہ بھاگل پوری، اور حضرت مفتی طریق اللہ نعیمی علیہما الرحمہ کے اسما خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

جامعہ نعیمیہ سے فارغ ہوکر فن تجوید و قراءت کے لیے مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ میں داخلہ لیا اور وہاں دو سال کی مدت میں قراءت حفص کی تکمیل کرکے اپنے وطن واپس ہوئے۔

تعلیمی فراغت کے بعد درس و تدریس کی پہلی ملازمت مدرسہ عالیہ خانقاہ کبیریہ سہسرام

(بہار) میں اختیار کی۔ وہاں آپ نے ایک سال تک تفسیر و حدیث اور فقہ کا درس دیا پھر وہاں سے مدعو ہو کر جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگ پور میں مدرس ہو گئے جس کے بانی و مہتمم مولانا مفتی عبد الرشید خاں فتح پوری مرحوم تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد جامعہ کے انتظامی امور میں مہتمم و اساتذہ کے مابین سخت تنازعہ پیدا ہو گیا جس کے سبب اسٹاف کے ذی استعداد اساتذہ میں مولانا مفتی غلام محمد خاں رضوی، مولانا محمد مجیب اشرف رضوی، مولانا سید محمد حسینی اور مولانا محمد یٰسین صاحبان سمیت قاری سہیل احمد مرحوم جامعہ سے علیحدہ ہو گئے۔ جس کے نتیجے میں فوری طور پر محلہ گانجہ کھیت ناگ پور میں دار العلوم امجدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ادارہ کرائے کے ایک بڑے مکان میں چلنے لگا اور روز بروز ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا۔ اس وقت راقم الحروف دار العلوم امجدیہ میں ابتدائی درسی کتابیں، ہدایۃ النحو، فصول اکبری، نفحۃ الیمن، قلیوبی اور میزان المنطق وغیرہ پڑھتا تھا۔

حضرت مولانا قاری سہیل احمد نعیمی دار العلوم امجدیہ میں تادمِ حیات باوقار مدرس اور نعل صاحب چوک، ناگ پور کی کھدان والی مسجد میں منصب امامت و خطابت پر فائز رہے۔ آپ نہ صرف درس و تدریس میں اعلیٰ صلاحیت کے مالک تھے بلکہ خوش الحان قاری بھی تھے گاہے بگاہے ناگ پور ریڈیو اسٹیشن سے بھی آپ کی قراءت قرآن نشر ہوتی تھی۔ اس لیے آپ وہاں خواص و عوام میں "قاری صاحب" کے خطابی نام سے مشہور تھے۔

جامعہ نعیمیہ اور دیگر اداروں میں تحصیل علوم کے دوران رمضان شریف میں ۱۴ر سال تک بھاگل پور کے محلہ مجاہد پور کی جامع مسجد میں ختم قرآن کی تراویح پڑھاتے رہے۔ آپ کا حافظہ اس قدر قوی تھا کہ کلام اللہ کی تمام متشابہ آیات ہر وقت ذہن میں محفوظ رہتی تھیں یہی وجہ تھی کہ درمیان تراویح کسی دوسرے حافظ کو لقمہ دینے (بتانے) کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ شبینہ تراویح میں چند حفاظ کی شمولیت میں بروقت کہیں سے بھی پانچ دس پاروں کا پڑھ دینا آپ کے لیے مشکل امر نہ تھا۔ ایک بار آپ نے بھاگل پور کے ایک گاؤں "لوّا باندھ" کی مسجد میں تنہا پورا قرآن ایک شب کی تراویح میں پڑھ دیا تھا۔ غرض کہ آپ کی قوت حافظہ زبردست اور قابل رشک تھی۔ اس قدر یادداشت کے باوجود تلاوتِ قرآن کا مشغلہ جاری رہتا۔

آپ جہاں وجیہہ وشکیل، خلیق وشفیق، نفیس الطبع،اور خواص وعوام میں مقبول ومحبوب تھے، وہیں ایک متصلّب فی الدین، عالم باعمل اور پابندِ تقویٰ وطہارت بھی تھے۔ اپنی اجلی رنگت کے ساتھ اونچی ٹوپی سے لے کر کرتا پاجامہ تک سفید لباس میں عامل بالسنۃ کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتے تھے۔ عنّابی رنگ کے عمامہ، شیروانی اور سادہ موزے جوتیوں میں آپ کی شخصیت اور بھی پر کشش ہوتی تھی۔ اپنی بلند قامت کے ساتھ فراخ دست اور فراخ دل بھی تھے، ہر ایک شخص سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے اور ملنے والوں کی مہمان داری اور خاطر نوازی کے لیے ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ غرض کہ آپ ہر اعتبار سے نیابت رسول کا مظہر تھے۔

مگر بدمذہبوں اور بدعقیدوں سے سخت تنفّر آپ کا طرّۂ امتیاز تھا۔ اعلائے کلمۃ الحق اور حق گوئی وبے باکی میں نہ قوم کی پرواہ کرتے تھے اور نہ ہی کسی فرد کی، جس کے سبب آپ اپنے معاصر علما میں مقبول ومحمود تھے۔ آپ نے حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی، اور ان ہی سے آپ کو ۱۹۷۱ء میں خلافت واجازت بھی حاصل تھی۔ آپ دار العلوم امجدیہ میں درس وتدریس کے علاوہ جہاں تقریر وخطابت کے سلسلے میں حسب موقع صوبائی پیمانے پر دورہ فرماتے تھے وہیں تصنیف وتالیف سے گہری دلچسپی اور وابستگی بھی رکھتے تھے۔

باصلاحیت عالم وفاضل ہونے کے ساتھ آپ ایک کامیاب مصنف بھی تھے۔ عوام اہل سنت کے عقائد واعمال کی اصلاح کے لیے آپ نے ایک درجن سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں، آپ کا اسلوب تحریر نہایت واضح، سادہ اور شستہ ہے۔ آپ کی کتابوں سے عالمانہ رنگ صاف جھلکتا ہے اور تحریریں افہام وتفہیم کا انداز غالب ہے۔ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کی علمی وقلمی یادگار ہیں۔

علمی وتصنیفی خدمات:-

(۱)- منیر الایمان فی فضائل شعبان (حصہ اول و دوم) (۲)- تعزیہ بازی، (۳)- اقامت بیٹھ کر سننا سنت ہے۔ (۴)- فضائل سورۂ اخلاص، (۵)- فضائل عاشورا، (۶)- کھچڑا پکانا کیسا ہے؟ (۷)- بقر عید کے فضائل ومسائل (فضائل قربانی)، (۸)- یزید اور یزیدیوں کا انجام، (۹)- روزہ چور، (۱۹)- کھرّا کھری کا مباحثہ۔ (۱۱)- دیوبندیوں کی کج فہمی۔ (۱۲)-

پالن حقانی کی کہانی خود ان کی زبانی، (۱۳)- اسہل القرآن، (۱۴)- محمدی قاعدہ، (۱۵)- مناقبِ اعلیٰ حضرت۔

ان کے علاوہ آپ نے فن صرف ونحو، فقہ اور ردوہابیہ پر بھی کتابیں لکھی تھیں، جن کے مسوّدے طباعت واشاعت کے بغیر گردش وقت کی نذر ہوگئے۔ ناگ پور میں اپنی مسجد سے ملحق آپ کا ذاتی کتب خانہ تھا جو سیکڑوں درسی وغیر درسی کتابوں کا ذخیرہ تھا اسی مکتبہ سے اپنی تصنیف وتالیف کی اشاعت کرتے تھے۔ غرض کہ آپ کے اندر اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت اور قومی وملی اصلاح کا بے پناہ جذبہ تھا۔

ابھی آپ کو دین کا بہت سا کام کرنا تھا مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی اور اپنے ایام شباب کے مرحلوں میں ہی مرض گردہ کی تکلیف کا شکار ہوگئے۔ علاج کے لیے ناگ پور کے بڑے ہسپتال میں داخل کیے گئے۔ مگر:

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کے مصداق صحت یاب نہ ہوسکے۔ بالآخر میرے منجھلے برادر حافظ محمد عین الحق رضوی انھیں ساتھ لے کر اپنے وطن آگئے جہاں مقامی علاج بھی صحت کے لیے کارگر نہ ہوسکا۔ ان دنوں آپ کی حالت نہایت کرب ناک تھی، اس دوران بھی آپ کی زبان پر کلمۂ استغفار جاری رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ۲۰/ جنوری ۱۹۸۰ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۴۰۰ھ بروز پنج شنبہ چاشت کے وقت وفات پاگئے۔ اور یہ سہیل صفت ستارا عالم اسلام میں دین وسنیت کی چمک دمک پھیلا کر غروب ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی شمس الضحیٰ اشرفی (حسین آباد، بھاگل پور) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی نمازِ جنازہ میں عوام وخواص کی کثیر تعداد موجود تھی جن کے لبوں پر موت العالم موت العالم کا سکوت طاری تھا۔ آپ کی اہلیہ سراج النساء رضوی سے صرف ایک دختر پیدا ہوئی تھی جس کا نام ’’محمدی بیگم‘‘ رکھا گیا تھا وہ عالم شیر خوارگی میں ہی انتقال کرگئی تھی۔ ابھی اہلیہ بقید حیات ہیں۔ آپ بستی کے شمالی قبرستان میں حضرت مولانا منور حسین شاہ علیہ الرحمۃ عرف بڑے مولانا کی قبر

شریف کے قریب مغربی سمت میں مدفون ہوئے جس کی خاموش فضا زبانِ حال سے کہتی نظر آتی ہے۔

آسماں تیری لحد نور افشانی کرے		سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

تحسین عالم تحسینؔ رضوی

سبحان پور، کٹوریہ، وایا عمر پور، ضلع بانکا، بہار

مورخہ: ۱۴/۳/۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلّما

کلماتِ تکریم

علمائے ربانی انبیائے کرام کے وارث ونائب ہیں، ضلالت وگم راہی، بد عملی اور کج روی کے شکار لوگوں کو اپنی حکمت وبصیرت سے راہِ راست پر لانا اور ان تک دین کا صحیح پیغام پہنچانا ان کی منصبی ذمہ داری ہے۔ اسی لیے مخلص اور درد مند علمائے کرام اپنے علم اور صلاحیت کے مطابق ہمیشہ اصلاح وارشاد اور دعوت وتبلیغ کے میدان میں سرگرم عمل رہے ہیں۔ کسی نے وعظ وخطابت کو اس کا ذریعہ بنایا اور کسی نے تصنیف وتالیف کے ذریعے اس کارِ خیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی۔

اسی زریں سلسلے کی ایک کڑی زیر نظر کتاب کے مصنف حضرت مولانا حافظ وقاری محمد سہیل احمد رضوی نعیمی بھاگل پوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۸۰ء) کی ذات بھی ہے، جنھوں نے حالات اور موقع ومحل کی مناسبت سے مختلف موضوعات پر ایک درجن کتابیں تحریر فرمائیں، اور ان کے ذریعہ امت مسلمہ کو دینی احکام اور شرعی مسائل سے روشناس کرایا، انسانی معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کو قوم کے سامنے رکھا، غیر اسلامی عقائد وافکار اور غیر شرعی مراسم واعمال کی قباحت وشناعت واضح کرتے ہوئے صحیح اسلامی عقائد واعمال سادہ اور موثر انداز میں لوگوں کے سامنے پیش فرمائے۔

زیر نظر کتاب ”منیر الایمان فی فضائل شعبان“ بھی اسی سلسلۂ خیر وبرکت کی ایک سنہری کڑی ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں شعبان کی وجہِ تسمیہ بیان کرنے کے بعد اس کے فضائل، خصوصیات، مخصوص اعمال اور عبادات پر روشنی ڈالی ہے، اور دوسرے حصے میں خاص طور سے شب براءت اور اس موقع کے مفید اعمال وافعال بیان کرنے کے بعد آتش بازی، گولے اور پٹاخے چھوڑنے جیسی مسلم معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں اور غیر اسلامی رسموں کے

دینی اور دنیوی نقصانات بھی ذکر کیے ہیں۔

یہ کتاب قدیم طرز پر لکھی گئی تھی اور اسی طرح مصنف علیہ الرحمہ کی حیات ہی میں طبع بھی ہوئی تھی، لیکن ان کے لائق فائق بھتیجے حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی زید مجدہٗ وفضلہٗ نے اس پر گراں قدر حواشی اور تعلیقات لکھ کر اس کی علمی قدر وقیمت کو چار چاند لگا دیے۔ موصوف نے حوالے کی تمام عبارتوں کی تخریج کی، بہت سے مقامات پر عربی عبارتوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اور موضوع سے متعلق بہت سے دلائل اور فوائد کا جابجا اضافہ بھی کیا۔ مولانا طفیل مصباحی کے حواشی وتعلیقات بجاے خود موضوع سے متعلق ایک قیمتی اور علمی اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزاے خیر سے نوازے۔

مولانا طفیل احمد مصباحی زید مجدہ ودام فضلہ، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے فارغ التحصیل، محنتی، مخلص اور باصلاحیت فاضل ہیں، تعمیری اور مثبت فکر کے حامل ہیں، اپنے اوقات دینی، علمی اور ادبی کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ اب تک ان کے قلم سے (۱) ضعیف اور موضوع حدیث کا علمی وفنّی جائزہ۔ (۲) حیات انبیاء (ترجمہ)۔ (۳) قربانی صرف تین دن۔ (۴) مناقب حافظ ملت (جمع وترتیب) جیسی کئی کتابیں معرض تحریر میں آچکی ہیں۔ قرطاس وقلم سے گہرے تعلق کی بنیاد پر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور کے نائب مدیر بھی ہیں۔ ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور اور دیگر رسائل وجرائد میں ان کے مضامین شوق ورغبت سے پڑھے جاتے ہیں۔

رب کریم ان کے فکر وقلم کو مزید استحکام عطا فرمائے، انھیں دین متین کی بیش بہا خدمات کی توفیق عطا فرمائے، اور انھیں دارین کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ اور ان کے عم محترم اور اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا قاری سہیل احمد رضوی نعیمی علیہ الرحمہ کی دینی وعلمی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے، ان کی مغفرت فرما کر انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔

آمین بجاہ حبیبه الکریم، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وآله وصحبه أجمعین، ومن تبعهم بإحسان إلیٰ یوم الدین۔

مورخہ: ۱۱ر جمادی الآخرہ، ۱۴۳۵ھ　　　　**نفیس احمد مصباحی**

۱۲ر اپریل، ۲۰۱۴ء شنبہ　　　　خادم تدریس جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

باسمہٖ تعالیٰ وتقدس

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

عرضِ حال

عقل و شعور کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد بڑے ابّو حضرت مولانا حافظ و قاری محمد سہیل احمد نعیمی رضوی بھاگل پوری علیہ الرحمۃ کے نام اور کام کے چرچے سنائی دیے۔ راقمِ آثم نے اپنے آبائی وطن (سبحان پور کٹوریہ، عمر پور، ضلع بانکا بہار) میں یہاں کے لوگوں سے قاری سہیل احمد مرحوم کا ''ذکرِ جمیل'' اور ان کی علمی، دینی، روحانی اور مجاہدانہ زندگی کے واقعات سنے، جن سے ذہن ودماغ میں ایک خوش گوار اثر مرتب ہوا۔ مگر افسوس! یہ گنہ گار بھتیجا اپنے عظیم المرتبت چچا کی زیارت سے محروم رہا اور ان کی علمی و روحانی شخصیت سے براہِ راست فیض حاصل نہ کر سکا۔ ہاں! چچا جان کا چھوڑا ہوا دینی وعلمی ترکہ ''کتاب'' کی شکل میں والد محترم حضرت مولانا حافظ و قاری محمد زین العابدین رضوی دام ظلہ العالی (معروف بہ تحسین عالم رضوی) کے توسط سے اس بیٹے اور بھتیجے کے حصے میں آیا:

رضینا قسمۃ الجبار فینا   لنـا عـلـم وللجھال مال

بڑے ابو حضرت مولانا قاری سہیل احمد نعیمی علیہ الرحمۃ کو کتاب و قلم اور مکتب و مکتبہ سے حد درجہ لگاؤ اور دلچسپی تھی۔ مکتب و مدرسہ میں کتابیں پڑھتے پڑھاتے، خود کتابیں لکھتے، چھپواتے اور انھیں فروخت بھی کرتے تھے۔ آپ کے پاس ذاتی کتابوں کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد بہت ساری کتابیں ناگ پور (مہاراشٹر) ہی میں ضائع ہوگئیں، باقی ماندہ کتابیں منجھلے چچا جناب حافظ عین الحق رضوی مد ظلہ العالی گھر لے آئے جو اچھی خاصی تعداد میں تھیں۔

قرطاس و قلم، کتاب اور مکتب و مکتبہ کسی بھی انسان کی ترقی اور کامیابی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ قاری سہیل احمد مرحوم کو اس حقیقت کا ادراک واحساس تھا، اس لیے پوری زندگی درس و تدریس اور امامت و خطابت کے ساتھ کتاب و قلم اور مکتب و مکتبہ کی صحبت میں گزار دی۔

لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا کہ یہی قانونِ قدرت اور یہی دستورِ فطرت ہے۔ بھلا اس فانی دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے آتا ہی کون ہے؟

آہ! کیا آئے ریاضِ دہر میں ہم، کیا گئے
زِندگی کی شاخ سے پھوٹے، کِھلے، مرجھا گئے

شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی نے بہت پہلے کہہ دیا تھا۔

لائی حیات، آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

جانے والا اس دنیا سے چلا گیا، مگر علم و حکمت اور قرطاس وعلم کا یہ شیدائی جاتے جاتے خالص اپنی محنت و لیاقت سے ایک درجن کتابیں لکھ کر ہمیں دے گیا۔ آج یہی کتابیں ان کے نام کو زندہ اور روشن رکھنے کے لیے کافی ہیں۔ قاری سہیل احمد مرحوم کے کتابی ذخیرہ سے راقم الحروف نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ درسی کتابوں میں جلالین شریف اور شرح جامی وغیرہ پر آپ نے جگہ جگہ مفید اور گراں قدر حواشی تحریر کیے ہیں۔ غیر درسی کتابوں پر بھی آپ کے علمی افادات نظر سے گزرے ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک جیّد عالم دین، باصلاحیت مدرس اور دیدہ ور محقق و محرّر تھے۔ حاشیہ نگاری اور کتب نویسی کا آپ کے اندر فطری ملکہ موجود تھا۔ خاص آپ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریریں دیکھ کر آج بھی آنکھوں میں مسرت و حزن کے آنسو اتر آتے ہیں۔ عمر نے وفا نہ کی اور عمر طبعی سے پہلے ہی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اگر دس بیس سال تک اور زندہ رہتے تو اپنے سیّال قلم کی سے علم و حکمت اور تصنیف و تالیف کی کئی ایک دنیا اور آباد کر ڈالتے اور اپنے زورِ قلم اور قوتِ استدلال سے قصرِ باطل میں زلزلہ برپا کر دیتے۔ مگر! مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

رضوی اور نعیمی کچھار کا یہ شیر قاری سہیل احمد رضوی نعیمی بھاگل پوری زندگی بھر بدمذہبوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے خلاف گرجتا اور دہاڑتا رہا اور آنکھ میں آنکھ ڈال کر باطل پرستوں کا مقابلہ کرتا رہا۔ آپ نے جہاد بالقلم کے ساتھ جہادِ باللسان کا فریضہ زندگی کے آخری دم تک انجام

دیا۔

استقامت علی الشریعت اور تصلب فی الدین آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ حق کے مقابلے میں کبھی کسی سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ حق گوئی کی بدولت بارہاابتلاو آزمائش کی نازک گھڑیوں سے گزرے۔ مگر بحکم حدیث:

"الساکت عن الحق شیطان اخرس.

ترجمہ:- حق بات کہنے سے خاموشی اختیار کرنے والا گونگا شیطان ہے۔

ہمیشہ حق بات کہنے میں پیش پیش رہے، اور حق گوئی و بے باکی کی عملی تفسیر بنے رہے۔ احقاقِ حق وابطالِ باطل میں حیات مستعار کے سارے قیمتی لمحات گزار دیے۔ حق گوئی کے جرم میں خود اپنوں نے آپ کو مسجد آنے سے روک دیا۔ ایک بار مروجہ تعزیہ داری کی حرمت وقباحت پر گاؤں میں تقریر کررہے تھے کہ دورانِ تقریر بھرے مجمع میں آپ پر پھبتیاں کسی گئیں اور آپ کو برا بھلا کہا گیا۔ حق گوئی کی پاداش میں شہر ناگ پور (مہاراشٹر) میں آپ پر چاقو سے حملے بھی ہوئے مگر دین کا یہ نڈر سپاہی اور بے باک مجاہد انجام کی پرواہ کیے بغیر آخری دم تک اپنی قوم کو حق و صداقت کا سرمدی پیغام سناتا رہا۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی　　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

دین کا سپاسی اور ملت کا سچا مجاہد کبھی بزدل نہیں ہوسکتا۔ قاری سہیل احمد مرحوم ہمت و جرأت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ سامنے والے کو لاکھ برا لگے، اگر بات حق ہوتی تو آپ برملا کہہ دیتے کہ یہی سنتِ صحابہ اور اسوۂ شبیر ہے۔

دیوبندیوں کے محلے میں جاکر مجمع کو چیرتے ہوئے، اسٹیج پہ چڑھ کر دیوبندی مناظر کے ہاتھ سے مائک چھین لینا اور بھرے مجمع میں دیوبندی مناظر کو للکارنا یہ ہمت و جرأت کی انتہا ہے اور دین وسنیت کی خاطر یہ ہمت و جرأت دکھانے والے کوئی اور نہیں بلکہ ''مولانا قاری سہیل احمد نعیمی بھاگل پوری'' ہیں۔

کس قدر بے باک دل اس ناتواں پیکر میں تھا

شعلۂ گردوں نورد، اک مشت خاکستر میں تھا

یہ کوئی ہوائی فائرنگ یا ایک بھتیجے کے قلم سے چچا کی مبالغہ آمیز تعریف نہیں، بلکہ ناگ پور کی سرزمین پر پیش آنے والے واقعہ کی یہ عین ترجمانی ہے۔ حضرت مولانا سید حسینی صاحب اس واقعہ کے چشم دیدہ گواہ اور اس مناظرانہ کارروائی میں قاری سہیل احمد نعیمی کے شریک کار تھے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے: سوغاتِ رضا، ص:۷۵-۷۶، مطبوعہ رضا اکیڈمی)

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے اندر "مناظرانہ صلاحیت" بھی موجود تھی۔ دورانِ تقریر جس علمی و استدلالی انداز میں آپ بد مذہبوں کا رد کیا کرتے تھے، اس سے آپ کی مناظرانہ صلاحیت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

عم مکرم جناب حافظ عین الحق رضوی، مولانا علیم الدین (ڈمراواں) اور مولانا جہاں گیر خان رضوی (سگرام پور) کے بیان کے مطابق آج سے تقریباً ۴۰؍ سال پہلے سنی مسلم اکثریتی علاقہ ڈمراواں (عمر پور، بانکا) میں سنی اور دیوبندی کے درمیان مناظرہ کی بات طے ہوگئی۔ اور مناظرہ کی تاریخ بھی متعیّن ہوگئی۔ اس وقت بھاگل پور کے جلیل القدر علما میں حضرت مولانا منور حسین شاہ، مفتی شاہ جہاں، مولانا شرف الدین، مفتی شمس الضحیٰ، مولانا ساجد اللہ، مولانا ابراہیم ابرؔ، مفتی ظل الرحمٰن ضیائی، مولانا مصلح الدین، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا امام الدین اور مولانا قاری منیر الدین علیہم الرحمہ وغیرہ بقیدِ حیات تھے۔ مولانا منور حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس وقت مناظرہ کے لیے بحیثیت مناظر "مولانا قاری سہیل احمد نعیمی رضوی" کا نام پیش کیا اور مذکورہ تمام علما نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا اور مولانا قاری سہیل احمد نعیمی مناظر کی حیثیت سے منتخب کیے گئے۔ اپنی پرانی عادت کے مطابق دیوبندی حضرات مناظرہ سے راہِ فرار اختیار کر گئے اور مناظرہ کی نوبت نہ آسکی۔

بہر کیف! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاری سہیل احمد مرحوم کے اندر مناظرانہ صلاحیت بھی موجود تھی ورنہ بھاگل پور کے یہ جلیل القدر علما بحیثیت مناظر قاری سہیل احمد مرحوم کو ہرگز منتخب نہ کرتے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت کے موجودہ علمائے کرام کو آپ کی علمی لیاقت و بصیرت

پر کافی اعتماد اور بھروسہ تھا۔حقیقت خود بخود عیاں اور نمایاں ہوجایا کرتی ہے۔حقیقت یہی ہے کہ قاری سہیل احمد نعیمی دینی اور علمی حیثیت سے شہر بھاگل پور کے ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت سپوت تھے۔آپ کی علمی مہارت اور دینی لیاقت کے سبھی قائل ہیں۔

استاذ العلما حضرت مفتی محمد ایوب خاں نعیمی، شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، مراد آباد کو قاری سہیل احمد نعیمی جیسا لائق وفائق شاگرد ملنے پر فخر ہے تو مفتی مالوہ حضرت مولانا محمد حبیب یار صاحب قبلہ (قاضی شہر اندور) کو قاری سہیل احمد نعیمی جیسے باوقار استاذ ملنے پر ناز ہے۔

ع　　تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

مولانا قاری سہیل احمد نعیمی کے اساتذۂ کرام میں جامع شریعت وطریقت حضرت علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی بھاگل پوری (صاحب حبیب الفتاویٰ) اور شریعت وطریقت کے امام حضرت مفتی محمد طریق اللہ نعیمی بھاگل پوری علیہما الرحمہ کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ اول الذکر بزرگ حضرت مفتی حبیب اللہ نعیمی سے قاری سہیل احمد نعیمی کو بڑی عقیدت ومحبت اور قلبی لگاؤ تھا۔

استاذی وشاگردی کا یہ علمی وروحانی سلسلہ زندگی بھر قائم رہا۔۶/اپریل ۱۹۶۲ء میں قاری سہیل احمد نعیمی جامعہ نعیمیہ مراد آباد، یوپی سے فارغ ہوئے، اپنے گاؤں (سبحان پور کٹوریہ، عمر پور، بانکا، بہار) میں ’’جشن دستار بندی‘‘ کا پروگرام رکھا اور اس میں اپنے معزز استاذ حضرت علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی بھاگل پوری کو مدعو کیا، مفتی صاحب قبلہ اپنے عزیز شاگرد کے گھر تشریف لائے اور اپنی ذرہ نوازی کا ثبوت دیا۔ مفتی حبیب اللہ نعیمی دوسری بار اپنے شاگرد کے گھر شادی کے موقع پر تشریف لائے اور اپنے ہونہار شاگرد کا نکاح بھی پڑھایا۔ قاری سہیل احمد نعیمی اپنے استاذ کو دل وجان سے چاہتے تھے اور ہر طرح سے ان کی عزت وتکریم، احترام اور خوشنودی بجالاتے تھے۔ چچا حافظ محمد عین الحق رضوی کے بقول ’’قاری سہیل احمد نعیمی اپنے استاذ مفتی حبیب اللہ نعیمی بھاگل پوری کی خدمت میں ہر ماہ پابندی کے ساتھ ۵/روپے بطور نذر بھیجا کرتے‘‘ آج سے چالیس پچاس سال پہلے ۵/روپے ایک کثیر رقم تھی۔

حضرت قاری سہیل احمد نعیمی کے اس قابلِ تقلید رویے کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ ایک

ہونہار اور لائق شاگرد کو ہر جہت سے اپنے استاذ کا خیال رکھنا چاہیے، تاکہ استاذ کی بیش قیمت دعائیں اور نیک خواہشات شاگرد کے اوپر سایہ فگن رہیں۔

آپ کے آئینۂ حیات کا ایک اہم عکس ”اتباعِ سنت اور استقامت علی الشریعۃ“ ہے۔ خود بھی اتباعِ شریعت کے سانچے میں سر سے پاؤں تک ڈھلے ہوئے تھے اور اپنے معاشرہ کو بھی اسی رنگ میں دیکھنا چاہتے تھے۔ یہ اتباع سنت اور پیروی شریعت ہی کا نتیجہ تھا کہ زندگی بھر حق کی آواز کو بلند کرتے رہے اور اس سلسلے میں اپنے بے گانے کی کوئی پرواہ نہیں کی، قاری سہیل احمد مرحوم کی زندگی صاف ظاہر اور پاک باطن کا مکمل نمونہ تھی۔ آپ اخلاص وعمل کے پیکر اور اخلاق ومعاملات میں سنتِ نبویہ کے آئینہ دار تھے۔ احسان وتصوف کے حال آشنا اور اولیاو مشائخ کی بارگاہوں کے ادب شناس تھے۔ صبر وقناعت کے مرقع جمیل ہونے کے ساتھ ساتھ اسلاف کی روایات کے پرجوش امین ومبلغ تھے۔

قاری سہیل احمد مرحوم، حضور مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ اپنے پیر ومرشد کی روحانی زندگی کی بھرپور نقل اتارتے تھے، قاری صاحب مرحوم صوم وصلوٰۃ، تہجد واشراق، تلاوتِ قرآن اور ذکر واذکار کے بڑے پابند تھے۔ آپ ایک زبردست حافظ اور عمدہ قاری تھے تلاوت کلام اللہ سے اکثر زبانیں تر رہا کرتی تھیں۔ انھیں روحانی مشاغل کا نتیجہ تھا کہ چہرے پر تقدس وروحانیت کی لکیریں صاف دکھائی دیتی تھیں۔ چہرے کی کشش اور روحانیت وجاذبیت دیکھ کر کوئی بھی کہہ دیتا کہ ”یہ مردِ خدا ہے۔“ بڑوں کی عزت، بچوں پر شفقت، بھائی بہنوں کا خیال اور عزیز واقارب کی خاطر داری میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ قاری سہیل احمد نعیمی علیہ الرحمۃ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے تقریباً ۳۴ر سال کا عرصہ بیت گیا، لیکن آج بھی لوگ ان کا نام عزت واحترام سے لیتے ہیں، ان کی دینی، علمی اور قلمی خدمات کو سراہتے ہیں، ان کی مجاہدانہ اور تقویٰ شعار زندگی کے گن گاتے ہیں اور ان کی عظمتوں کو سلام کرتے ہیں۔

حضرت مولانا قاری سہیل احمد نعیمی علیہ الرحمۃ سراپا جہاد اور آپ کی زندگی ایک ”مجاہدانہ زندگی“ تھی۔ درس وتدریس اور امامت وخطابت کے علاوہ اپنی زندگی میں آپ نے جو لسانی اور قلمی جہاد فرمایا ہے وہ حد درجہ قابل تقلید اور لائق تعریف ہے۔

تقریباً ایک درجن کتابیں آپ کے قلمی وفکری جہاد کی خوب صورت یادگاریں ہیں۔ ان کتابوں کی روشنی میں ہم قاری سہیل احمد مرحوم کی فکر وشخصیت اور ان کی مجاہدانہ زندگی کے صحیح خدو خال دیکھ سکتے ہیں اور ان کے مجاہدانہ کردار کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آپ کی نوکِ قلم سے وجود میں آنے والی کتابوں میں زیرِنظر کتاب ''منیر الایمان فی فضائل شعبان، حصہ اول و دوم'' سب سے عظیم اور ضخیم ہے۔

آپ کی ساری کتابوں کی تفصیل والد مکرم حضرت مولانا حافظ و قاری محمد زین العابدین رضوی دام ظلہ العالی (تحسین عالم) کی لکھی ہوئی مختصر سوانح حیات میں (جو اس کتاب میں شامل ہے) ملاحظہ کریں۔

راقم الحروف نے ہوش سنبھالنے کے بعد اپنے والدین، دادی، پھوپھی، بڑی امی اور چچا، چچی وغیرہ سے سنا کہ بڑے ابو بہت بڑے عالم دین تھے اور کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ لیکن بڑے ابو کا جو کتابی ذخیرہ اس گنہگار بھتیجے کے حصے میں آیا اس میں بڑے ابو کی لکھی ہوئی ایک بھی کتاب نہیں تھی۔ پانچ سال پہلے چچا عین الحق رضوی دام ظلہ کے گھر سے بڑے ابو کی جو کتاب سب سے پہلے راقم الحروف کی نظروں سے گزری وہ یہی کتاب ''منیر الایمان فی فضائل شعبان'' تھی۔ مادرِ علمی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی کی علمی آغوش میں پل کر اس حقیقت کا اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ ''کتاب کیا چیز ہوتی ہے، اور خاص طور سے نادر ونایاب کتابوں کی اہمیت کیا ہوتی ہے۔''

چچی سے کافی منت و سماجت کر کے کتاب کی فوٹو کاپی (زیراکس) ہم نے کرالی اور اصل کتاب چچی کے حوالے کر دی۔ کتاب مبارک پور لے کر آیا اور کتابوں کی دنیا کے بادشاہ مفکر اسلام حضرت مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ کو دکھایا۔ حضرت نعمانی صاحب فرمانے لگے کہ ''اچھا قاری سہیل احمد نعیمی مرحوم آپ کے بڑے ابو تھے، ہم نے انھیں دیکھا ہے، ردِّ وہابیہ میں پیش پیش رہتے تھے۔''

اور خاص کتاب کے بارے میں فرمایا کہ: ''میری معلومات کی حد تک اردو زبان میں

شعبان اور شب براءت کے فضائل ومعمولات اور ان کے احکام و مسائل پر اتنی موٹی اور ضخیم کتاب میری نظر سے نہیں گزری ہے۔"

اور یہی سچائی بھی ہے کہ اس موضوع پر اردو زبان میں "منیر الایمان" جیسی عظیم وضخیم اور مدلل ومفصل کتاب اب تک نہیں لکھی گئی ہے۔ کتاب کی اہمیت و معنویت کے پیش نظر نئی ترتیب وتہذیب اور تحقیق وتخریج کے ساتھ ہم نے اسے دوبارہ شائع کرنے کا فیصلہ کر لیا اور حضرت نعمانی صاحب قبلہ سے اس کا ذکر بھی کیا، آپ نے فرمایا: "کتاب بڑی اہم ہے اور شعبان و شب براءت کے فضائل ومعمولات اور ان کے احکام و مسائل پر ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، تحقیق وتخریج کے ساتھ اسے دوبارہ ضرور شائع کروائیے۔"

حضرت نعمانی صاحب قبلہ کے ارشاد نے حوصلہ بخشا اور میں اس گراں قدر علمی وتحقیقی کام کو اپنی بے بضاعتی کے باوجود انجام دینے میں منہمک ہو گیا۔

"منیر الایمان فی فضائل شعبان" کے بارے میں بتا دوں کہ یہ کتاب آج سے تقریبًا ۴۵/ سال پہلے مصنف کے زمانۂ حیات میں ہی شائع ہوئی تھی اور آج تک دوبارہ اس کی اشاعت کی نوبت نہ آسکی تھی۔ کتاب میں حوالوں کا التزام تھا، مگر اس حد تک کہ صرف اصل مآخذ ومراجع کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا تھا۔

مثلاً مصنف علیہ الرحمہ نے شعبان یا شب براءت کے فضائل ومعمولات ذکر کرنے کے بعد بریکیٹ میں بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، غنیۃ الطالبین، احیاء العلوم یا نزہۃ المجالس وغیرہ کتابوں کا نام لکھ دیا تھا۔ آج سے پچاس، سو سال پہلے تصنیف و تالیف میں حوالہ درج کرنے کا تقریبًا یہی انداز تھا۔ مصنف منیر الایمان نے بھی اسی قدیم انداز وروایت کو اپنایا تھا، مگر آج کی تصنیفی دنیا میں تحقیق وتوثیق پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور ہر بات اس انداز سے پیش کی جاتی ہے کہ پہلے حوالہ جاتی کتابوں کے نام، پھر جلد، حصہ، صفحہ نمبر اور سب سے آخر میں مطبع وناشر کے نام لکھے جاتے ہیں۔ جو کتاب اس تحقیقی اسلوب ومعیار پر کھری اترتی ہے، وہ معتبر اور مستند سمجھی جاتی ہے۔

ہم نے خیال کیا کہ "منیر الایمان" کو بھی اسی انداز میں ڈھالا جائے اور حوالہ جاتی اصول و معیار پر اسے پوری طرح اتارا جائے تاکہ کتاب کی اہمیت و معنویت میں مزید اضافہ ہو سکے۔

شروع میں تو یہ کام بہت آسان لگ رہا تھا مگر جب تحقیق وتخریج کے لیے بیٹھا تو اپنی اوقات سمجھ میں آگئی اور اپنے علمی افلاس کا بھرپور اندازہ ہونے لگا۔شروع میں دو چار حوالوں کی تحقیق وتخریج کی اور ابتدائی مرحلے نے ہی دماغ کو بوجھل کر دیا اور اس عظیم علمی وتحقیقی کام کی دشواری دیکھ کر ایسا لگا کہ اب یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ کتاب کی فائل بند کر کے رکھ دی اور سوچا زندگی میں کبھی فرصت اور موقع ملا تو تحقیق وتخریج کا یہ کام کریں گے یا پھر اسی حال میں کتاب دوبارہ چھپوادیں گے۔ تحقیق و تخریج کا یہ جھمیلا کون مول لے گا؟

دو ڈھائی سال تک کتاب یوں ہی پڑی رہی۔ اسی درمیان ہمارے کرم فرما دوست محب گرامی حضرت مولانا ابرار احمد قادری مصباحی پورنوی دام ظلہ العالی کو اس کتاب کی بھنک لگ گئی۔ نادر ونایاب کتابوں کی اشاعت ان کا محبوب مشغلہ ہے۔

ان کی طرف سے شدید تقاضے اور پیہم اصرار ہونے لگے اور آخر میں یہاں تک کہہ دیا کہ ”طفیل بھائی! جس طرح سے بھی ہو سکے ”منیر الایمان فی فضائل شعبان“ کی تحقیق وتخریج کا کام کر دیجیے، اس کتاب کو چھپوانے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں“ ایک طرف خود راقم الحروف کی دلی تمنا اور دوسری طرف ایک مخلص دوست کا پیہم اصرار، ان ملے جلے جذبات نے سمندِ قلم کو مہمیز کیا اور رہوارِ فکر کو کچوکے لگائے اور میں دوبارہ تحقیق وتخریج کے اس دشتِ مغیلاں میں کود پڑا۔ کیا بتاؤں اس خاردار جھاڑی میں پاؤں میں آبلے بھی پڑے، زخمی بھی ہوا، پریشان بھی ہوا، رات کی نینداور دن کا چین وسکون بھی اس کام کے پیچھے قربان کرنا پڑا، غرض کہ بہت کچھ برداشت کیا، تب کہیں جا کر اس کتاب کو زیورِ تخریج وتحقیق سے مزین ومرصع کرنے اور اس عروسِ نو کی مشاطگی میں کچھ حد تک کامیاب ہوا۔

علم نے اضطراب بخشا ہے　　　کس قدر پر سکوں تھی لاعلمی

تحقیق وتخریج کے دوران موضوع سے متعلق کچھ ضروری باتیں اور مفید حواشی ذہن میں آگئے تو انھیں بھی کتاب کے نیچے حاشیہ میں جگہ دے دی اور اس طرح کتاب پہلے سے کہیں زیادہ ضخیم ہو گئی۔ ہم اپنے کام اور مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟ اس کا فیصلہ قارئین کی صواب دید پر چھوڑتا ہوں۔

راقم الحروف کی جبین قلم بارگاہِ ذوالجلال میں سراپا عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہے اور دل

اس عمل خیر کی توفیق پر حمد الٰہی اور شکر خداوندی کے جذبوں سے لبریز ہے:　ع

گر قبول افتد زہے عزّو شرف!

میرے مولیٰ! ہماری اس معمولی اور حقیر سی خدمت کو قبول فرما اور اس عمل خیر کا ثواب مصنفِ کتاب حضرت مولانا حافظ و قاری سہیل احمد نعیمی علیہ الرحمہ کو پہنچا اور ان کے والدین محمد کمال الدین مرحوم اور قصیدہ بی بی مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور ہمارے مادرِ علمی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، جس کی علم پرور چھاؤں میں رہ کر ہم نے یہ خدمت انجام دی ہے، اسے دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرما۔ اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے علم و قلم کے فیضان سے اپنے عاجز بندے طفیل احمد کو مالا مال فرما۔ آمین یارب العالمین۔

مورخہ ۱۳؍ مئی ۲۰۱۴ء
بمطابق
۱۳؍ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ
بروز بدھ

محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ
خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور
اعظم گڑھ (یوپی)
Mob:-08416960925

منیر الایمان فی فضائل شعبان

شبِ براءت کے فضائل ومعمولات

(حصہ اول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علیٰ حبیبه النبی الکریم و علیٰ اٰله و أصحابه أجمعین

شعبان کا لغوی معنیٰ اور وجہِ تسمیہ

قمری مہینوں میں سے آٹھویں مہینہ کو عربی میں "شعبان" کہتے ہیں۔ یہ لفظ "شعب" سے بنا ہے، جس کے معنیٰ جدا ہونا۔ شاخ در شاخ ہونا، متفرق ہونا، فاصلہ اور دوری کے ہیں۔ (1)

چوں کہ اہلِ عرب ماہِ شعبان میں پانی کی تلاش میں اپنے گھروں اور خیموں سے نکل پڑتے اور دور دور نکل جاتے تھے اور اکثر لوگ اپنے قبیلوں سے جدا ہو جاتے تھے۔ اس لیے اس کا نام "شعبان" پڑ گیا۔ (2)

بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ اس کو شعبان اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں روزہ داروں

(1) القاموس الجدید میں ہے: "تشعب: شاخ در شاخ ہونا۔" (القاموس الجدید، ص:۴۷۲)
مختار الصحاح میں ہے: وشعب الشئ فرقه۔ یعنی متفرق ہونا، جدا ہونا اور دور ہونا۔
(مختار الصحاح، ص:۱۹۲، دار الحدیث، قاہرہ)
المصباح المنیر میں ہے: "وشعبت القوم شعبا جمعتهم وفرقتهم"
(المصباح المنیر، ص:۱۸۹، دار الحدیث، مصر)
(2) لسان العرب میں ہے: "شعبان إسم الشهر سمی بذلک لتشعبهم فیه أی تفرقهم فی المیاه" (لسان العرب، ۸/۸۷، دار صادر، بیروت)
ترجمہ: شعبان (عربی میں) ایک مہینہ کا نام ہے۔ اس کو شعبان اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ اس مہینے میں پانی کی تلاش میں دور دور نکل جاتے تھے۔
امام احمد بن مرزوقی لکھتے ہیں: "لتشعبهم القبائل فیها واعتزال بعضهم بعضا".
(الأزمنة والأمكنة، ۱/۲۴۶، عالم الکتب، بیروت)
اس مہینے کو شعبان اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ اس مہینے میں اپنے قبیلوں سے جدا ہو جاتے تھے (پانی کی تلاش میں) اور ایک دوسرے سے دور ہو جاتے تھے۔　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

کے لیے نیکیاں شاخ در شاخ ہوتی ہیں۔ [1]

نیز شعبان المعظم میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کثرت سے خیر وبرکت نازل فرماتا ہے اور سال بھر ہونے والے امور اور بندوں کو ملنے والا ارزق اسی مہینے میں منشعب یعنی تقسیم ہوتا ہے۔ اس لیے اس مہینے کو شعبان کہاجاتا ہے۔

جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا اور سرکارِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ کی نظرِ پاک پہلی تاریخ کے چاند پر پڑتی تو اپنا دست مبارک اٹھاکر ارشاد فرماتے:

"أللّٰہم بارک لنا في رجب و شعبان و بلغنا رمضان۔"

ترجمہ: اے اللہ! رجب اور شعبان کو بابرکت بنا اور ہم کو رمضان تک پہنچا۔

قارئینِ کرام! بلا شبہہ شعبان المعظم ایک مبارک مہینہ ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ نے محبوب رکھا ہے، یہ وہ مقدس مہینہ ہے کہ اس میں گناہوں کی معافی ہوتی ہے اور اہلِ دوزخ کے عیوب چھپائے جاتے ہیں۔ یہ وہ بزرگ مہینہ ہے جو کامل بزرگی رکھتا ہے اور بڑے فضل وشرف کا حامل ہے۔

نبی کریم ﷺ جب شعبان المعظم کا چاند دیکھتے تو فرماتے:

اے اللہ! یہ میرا مہینہ ہے، لہٰذا اس ماہ میں میری امت کی زیادہ مغفرت فرما۔

ایک مثال: جیسے کھیتی بونے اور اس کو پانی دینے اور کاٹنے کے اوقات مقرر ہیں، اسی طرح رجب المرجب نیکیوں کا بیج بونے کا مہینہ ہے اور ماہِ شعبان المعظم پانی دینے کا اور رمضان

---

(1) "درۃ الناصحین" میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "اتدرون لم سمی شعبان" کیا تمھیں معلوم ہے کہ شعبان کو شعبان کیوں کہاجاتا ہے؟ تو صحابۂ کرام نے جواب دیا: "اللّٰہ ورسوله أعلم" کہ اللہ ورسول بہتر جانتے ہیں۔ اس پر آپ نے جواب دیا: "لأنه يتشعب فيه خير كثير" اس مہینے میں نیکیاں شاخ در شاخ ہوتی ہیں، اس لیے اسے "شعبان" کہاجاتا ہے۔

(درۃ الناصحین، مکتبہ ابنائے غلام رسول سورتی، ممبئی)

نزہۃ المجالس عربی ۱۵۶/۱، دار الفکر، بیروت میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

المبارک کھیتی کاٹنے اور فصل جمع کرنے کا مہینہ ہے۔ تو جس شخص نے رجب کے مہینہ میں حسنات (نیکیوں) کے تخم بو دیے اور ماہِ شعبان المعظم میں اس کو نیکی اور خیر کے پانی سے سینچا وہ رمضان المبارک میں برابر نیکیوں سے کامیاب ہوتا رہے گا اور جو شخص شعبان المعظم میں کھیتی کرنے سے غافل رہا یا کھیتی بوئی مگر اس کو شعبان المعظم میں پانی نہیں دیا تو رمضان المبارک میں اس نے اپنے حصے کو نقصان پہنچایا۔ (1)

شعبان المعظم بڑا ہی مقدس و متبرک مہینہ ہے، یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے ایک طرف تو رجب المرجب ہے اور دوسری طرف رمضان المبارک ہے، تو گویا شعبان المعظم "کریم الطرفین" ہوا، جسے دونوں طرف سے دو بزرگ مہینے گھیرے ہوئے ہیں۔

---

(1) شیخ عثمان بن حسن شاکر خوبوی لکھتے ہیں:

"رجب لتطهير البدن و شعبان لتطهير القلب و رمضان لتطهير الروح، فإن من يطهر البدن في رجب يطهر القلب في شعبان و من يطهر القلب في شعبان يطهر الروح في رمضان، فإن لم يطهر البدن في رجب والقلب في شعبان فمتى يطهر الروح في رمضان؟" (درة الناصحين فی الوعظ والارشاد، ص:۲۰۸، مکتبه ابناء مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی)

ترجمہ: رجب کا مہینہ بدن کو پاک وصاف کرنے کے لیے ہے، جب کہ شعبان دل کو پاکیزہ بنانے اور رمضان کا مہینہ یہ روح کو صاف وستھرا اور پاکیزہ بنانے کے لیے ہے۔ تو جو شخص رجب کے مہینے میں بدن کو ظاہری و باطنی اعتبار سے پاک وصاف کر لے وہ شعبان میں دل کو پاک وصاف بنالے گا اور جو شعبان کے مہینے میں دل کو پاکیزہ اور ستھرا بنا لے وہ رمضان میں روح کو پاکیزہ اور صاف ستھرا بنانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور اگر ماہِ رجب میں بدن کو پاک و صاف اور شعبان میں دل کو صاف ستھرا نہ کیا جائے تو بھلا رمضان المبارک میں روح کو پاکیزہ کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

یہی مصنف آگے چل کر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

"ولذا قال بعض الحكماء: إن رجب للاستغفار من الذنوب و شعبان لإصلاح القلب من العيوب ورمضان تنوير القلوب۔" (درة الناصحين، ص:۲۰۸)

ترجمہ: اسی لیے بعض حکما نے کہا ہے کہ رجب یہ گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کا مہینہ ہے، شعبان یہ عیوب اور خامیوں سے دل کی اصلاح اور رمضان یہ دلوں کو روشن اور منور و مجلی کرنے کا مہینہ ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ایک نکتہ: اس جگہ علمائے کرام نے لفظ "شعبان" کے حروف میں ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ لفظ "شعبان" کے اندر پانچ حروف ہیں، یعنی ش-ع-ب-ا-ن-

ہر حرف سے متعلق توضیح وتشریح ملاحظہ فرمائیں۔

(ش) سے مراد شرف (بزرگی) ہے۔ یعنی اس مہینہ کو دوسرے مہینوں پر سوائے رمضان المبارک کے مخصوص شرف حاصل ہے۔ یہ اعمالِ حسنہ کا شاہد (گواہ) ہے اور مومن کے لیے شبِ معراج کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے اس ماہ میں روزہ رکھنے والے کو شرف حاصل ہوتا ہے۔

(ع) سے مراد عقبیٰ ہے۔ یعنی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شعبان المعظم کی عظمت کرنے والے کی دنیا میں عزت ہوگی اور عقبیٰ وآخرت میں اس کو بڑا مرتبہ ملے گا۔

"اللہم وفقنا العبادات والطاعات بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم۔"

(ب) سے مراد برکت، بہبودی، بہتری اور بہتات ہے۔ یعنی بؔ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں برکت و بہبودی حاصل ہوگی اور قبر میں روشنی کی بہتات (زیادتی) ہوگی اور میدانِ قیامت میں بلندیِ درجات حاصل ہوگی۔

(ا) سے امن وامان اور الفت وانوار مراد ہیں۔ یعنی الفؔ سے اشارہ ہے اس طرف کہ شعبان المعظم کی عزت کرنے والے کو دنیا میں امن وامان ملے گا اور بروزِ حشر امان حاصل ہوگا۔ وہ قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ ومامون رہے گا۔

(ن) سے مراد نار (آگ) ہے یعنی شعبان المعظم کی خیر وبرکت حاصل کرنے والا، جہنم سے نجات پائے گا اور اس مہینہ میں نمازِ نفل پڑھنے والے کے دل میں نور نشوونما پاتا ہے اور جو شخص شعبان المعظم کی عظمت کا لحاظ رکھتا ہے اور اس کی تعظیم وتوقیر کرتا ہے، اس کو دنیا میں

نورِ ایمان اور آخرت میں آگ سے نجات ملتی ہے۔ (1)

فضائل ماہِ شعبان

سیدِ عالم ﷺ نے شبِ معراج اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کی تھی کہ اے اللہ! تونے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا عطا کیا تھا، مجھ کو تونے اپنی بارگاہ سے کیا چیز عنایت کی؟ حکمِ باری تعالیٰ ہوا، آپ کو شعبان المعظم کا مہینہ دیا۔ یہ شعبان المعظم آپ کی امت کے گناہوں اور شیطانی فریب کاریوں کو دور کرے گا اور سارے گناہوں کو مٹادے گا۔

سلطان الانبیا حبیبِ کبریا ﷺ نے شعبان کے متعلق ارشاد فرمایا:

"فضل شعبان شهري على سائر الشهور كفضلي على سائر الأنبياء۔" (2)

ترجمہ: میرے مہینہ شعبان المعظم کو تمام مہینوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی مجھے فضیلت حاصل ہے تمام نبیوں پر۔

اشرف الانبیا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"رجب شهر الله و شعبان شهري و رمضان شهر أمتي۔" (3)

---

(1) [الف] غنیۃ الطالبین عربی ۱/۱۸۸، ابنائے مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی
[ب] درۃ الناصحین، ص:۲۰۸، مکتبہ ابنائے مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی

(2) درۃ الناصحین، ص:۲۰۷، مکتبہ ابنائے مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی / غنیۃ الطالبین عربی، ۱/۲۳۴ دار البشائر دمشق، و نزہۃ المجالس عربی، ۱/۱۵۶، دار الفکر، بیروت۔

(3) [الف] شعب الإيمان، ۳/۳۶۹، دار الكتب العلمية، بيروت۔ [ب] المقاصد الحسنة، ص:۲۶۲، دار الكتب العلمية، بيروت۔ [ج] الجامع الصغير على فيض القدير، ۴/۲۴، دار الكتتب العلمية بيروت۔

فائدہ: ایک روایت میں رجب کے بجائے "رمضان شہر اللہ" آیا ہے۔ (جامع الصغیر مع فیض القدیر، ۴/۲۱۳، کشف الخفاء للعجلونی، ۲/۱۲، دار التراث، قاہرہ)

ترجمہ: رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

ماہِ شعبان کی خصوصیات: سال بھر کے اعمال کی تفصیلی پیشی ماہِ شعبان المعظم میں ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ سال کا آخری مہینہ ہے اور رمضان المبارک سال کا شروع مہینہ ہے، جیسے دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ غرض کہ فرشی سال کچھ اور ہے اور عرشی سال کچھ اور۔ فرشی سال کی ابتدا تو محرم الحرام سے ہوتی ہے اور انتہا ذی الحجہ یعنی بقر عید پر ہوتی ہے۔ اور عرشی سال کی ابتدا رمضان المبارک سے ہوتی ہے اور انتہا شعبان المعظم پر ہوتی ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال: نبی اکرم ﷺ تو ارشاد فرماتے ہیں:

"تعرض الأعمال يوم الإثنين والخميس۔"(1)

بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں۔

یعنی اس طرح اعمال پیش کیے جاتے ہیں کہ اعمال کے لکھنے والے فرشتے بندوں کے ہفتہ بھر کے اعمال ان دو دنوں (پیر و جمعرات) میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

امام مناوی قدس سرہ فرماتے ہیں: "والمراد بكون شعبان شهره أنه كان يصومه من غير إيجاب عليه وبكون رمضان شهر الله أنه أوجب صومه۔"

(فيض القدير، ۴/۲۱۳، دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: شعبان، یہ حضور ﷺ کا مہینہ اس لیے ہے کہ آپ اس میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے اور رمضان، یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، کیوں کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پورے ماہِ رمضان کا روزہ فرض کیا ہے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) پوری حدیث اس طرح ہے: تعرض الأعمال يوم الإثنين والخميس فأحب أن يعرض عملي وأنا صائم۔" (جامع الترمذی، کتاب الصوم، ص:۲۲۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت [ب] سنن الدارمی، ۲/۱۵، دار الفکر، بیروت)

جواب: اعمال کا اٹھانا یعنی آسمان پر پہنچانا اور ہے، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کچھ اور ہے۔ اعمال کا اٹھانا تو روزانہ چوبیس گھنٹے میں دو مرتبہ ہوتا ہے کہ دن کے اعمال رات آنے سے پہلے اور رات کے اعمال دن ہونے سے پہلے پہنچائے جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیشی ہفتہ میں دو بار ہوتی ہے، یعنی پیر اور جمعرات کو۔ لیکن سال بھر کے اعمال کی تفصیلی پیشی ماہِ شعبان المعظم میں ہوتی ہے، کیوں کہ وہ عرشی سال کا آخری مہینہ ہے۔

اسی ماہِ شعبان المعظم میں معجزۂ شق القمر (چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ) کا ظہور ہوا۔

چناں چہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے "خطب" میں نقل کیا ہے:

"شعبان إنشق فيه القمر لسيد ولد عدنان۔"(1)

ترجمہ: یعنی شعبان المعظم وہ مبارک مہینہ ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے چاند دو ٹکڑے ہوا، یعنی اسی ماہ میں معجزۂ شق القمر کا واقعہ ظہور پذیر ہوا۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اجداد (باپ دادا) میں سے ایک شخص کا نام "عدنان" تھا جو نہایت فصیح و بلیغ تھے۔ قریش کا نسب نامہ بالاتفاق انھیں تک پہنچتا ہے۔(2)

---

(1) شرح معانی الآثار میں امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ "أفضل الصيام بعد رمضان، شعبان" (شرح معانی الآثار، ۱۴۲/۲، دار الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ: رمضان شریف کے بعد سب سے افضل روزہ شعبان کا ہے۔

اسی لیے حدیث میں فرمایا گیا: "قوموا ليلها وصوموا نهارها" شعبان کی پندرہویں شب (یعنی شبِ براءت میں) قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو۔

فائدہ: شبِ براءت کی فضیلت میں تقریباً ایک درجن احادیث جلیل القدر صحابۂ کرام سے مروی ہیں، جن میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابو ثعلبہ، معاذ بن جبل، عوف بن مالک، عثمان بن ابی العاص، حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسما قابلِ ذکر ہیں۔

(2) المواہب اللدنیہ، ۹۴/۱، برکات رضا، پور بندر، گجرات

دلائل النبوۃ، ۱۷۹/۲، دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے:

"ونسبة رسول الله ﷺ صحيحة إلىٰ عدنان وماوراء عدنان فليس فيه شئ يعتمد عليه۔"

معجزۂ شق القمر کا واقعہ

حضرت علامہ احمد خرپوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح قصیدہ بردہ شریف میں نقل فرمایا ہے کہ ابو جہل نے اپنے دوست والیِ یمن حبیب بن مالک یمنی کو خط لکھا کہ تمھارا دین مٹا جا رہا ہے، جلد آؤ۔ حبیب یمنی یہ پیغام پاکر فوراً مکہ معظّمہ آیا۔ ابو جہل نے ان سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی غلط سلط باتیں کہیں اور بہت سی شکایات کیں۔ ابو جہل کا مقصد صرف یہ تھا کہ حبیب یمنی کا اہلِ مکہ پر اچھا اثر ہے، یہ اہلِ مکہ کو سمجھا دے کہ وہ دین اسلام قبول نہ کریں۔ مگر حبیب یمنی نے کہا کہ دونوں فریق کی گفتگو سن کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کلام بھی سن لوں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کہلا بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں اور دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع یارِ غار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس میں تشریف لے گئے۔ جب حضور اس مجلس میں پہنچے تو تمام اہلِ مجلس پر ہیبت چھاگئی اور کسی کو بھی کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخر خود ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ حبیب یمنی نے ہمت کرکے عرض کیا کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ فرمایا ہے اور نبوت کے لیے "معجزہ" ضروری ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو جو کہے وہ معجزہ دکھاؤں گا۔ حبیب یمنی نے عرض کی، میں آسمان کا معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں، اور پھر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں کس چیز کی تمنا ہے؟ سرکارِ دوعالم نے فرمایا کہ چل کوہِ صفا پر۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور چاند کو اشارہ کیا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک دوسری طرف ہو گیا۔ (1) پھر سرکارِ دوعالم نے فرمایا کہ اے حبیب یمنی! دوسری بات بھی سن لے!

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب شریف حضرت عدنان تک صحیح ہے۔ عدنان سے اوپر نا قابلِ اعتماد ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) معجزۂ شق القمر سے متعلق حدیث "شرح الطیبی" میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

تیری ایک لڑکی ہے، ہمیشہ بیمار رہتی ہے، ہاتھ پاؤں سے معذور ہے، تو چاہتا ہے کہ اس کو شفا ہو جائے، تندرستی مل جائے۔ جا اس کو شفا ہوئی۔ یہ سنتے ہی حبیب یمنی بے اختیار پکار اٹھے۔ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور جب حبیب یمنی ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر مکہ معظّمہ سے واپس ہوئے اور گھر پہنچے تو رات کا وقت تھا۔ دروازے پر آواز دی تو وہ مجبور و معذور لڑکی جو زمین سے نہ اٹھ سکتی تھی، اٹھ کر آئی اور دروازہ کھولا اور اپنے والد کو دیکھ کر پڑھنے لگی "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" حبیب یمنی نے پوچھا کہ بیٹی! تو نے یہ کلمہ طیبہ کہاں سے سنا؟ لڑکی نے جواب دیا کہ خواب میں ایک چاند سی صورت والے کو دیکھا جو فرماتے ہیں کہ بیٹی تیرے باپ تو مکہ معظّمہ آکر مسلمان ہو گئے، لہٰذا تو بھی کلمہ پڑھ لے، تجھے ابھی شفا ہو جائے گی۔ جو صبح کو اٹھی تو کلمۂ طیبہ زبان پر جاری تھا اور ہاتھ پاؤں سلامت تھے۔

فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریاے نیل پھاڑا گیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیِ پاک کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل الانبیا والرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاے کرام سے بڑھ کر معجزات عطا ہوئے۔

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

"إن أهل مكة سألوا رسول الله ﷺ أن يريهم آية فأراهم القمر شقتين حتى رأواحراء بينهما۔"

(شرح الطيبی لمشکوٰة المصابيح ۱۱/۶۷، إدارة العلوم الإسلامية، کراچی)

ترجمہ: اہلِ مکہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ کوئی معجزہ دکھائیں تاکہ ہم آپ پر ایمان لائیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند کو اشارے سے دو ٹکڑے کر دیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان حرا کے پہاڑ دیکھے۔

واقعۂ شق القمر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ بعض اہلِ علم نے اس کا انکار کیا ہے جو غلط ہے۔ علامہ طیبی اور ملا علی قاری نے شرح مشکاۃ میں اور علامہ احمد قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے المواہب اللدنیہ میں اور اکثر سیرت نگاروں نے آپ کے اس جلیل الشان معجزے کا ذکر کر کے اس کا اعتراف کیا ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

صلى الله على النبى الامى و اٰله صلى الله عليه وسلم صلوٰة و سلاماً عليك يا رسول الله وحبيب الله.

اعمالِ ماہِ شعبان

تاج دارِ دوعالم ﷺ رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینے میں اتنے روزے نہ رکھتے تھے جتنے شعبان المعظم کے مہینے میں رکھتے تھے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ شعبان المعظم میں بہت روزے رکھتے ہیں تو رحمتِ عالم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ذاک شهر بين رجب و رمضان يغفل الناس عنه وفيه يرفع أعمال العبد إلى الرب فأحب أن يرفع عملي و أنا صائم۔"(1)

ترجمہ: شعبان کا مہینہ رجب اور رمضان کے بیچ میں ہے، لوگ اس کی اہمیت سے غافل ہیں۔ شعبان میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل روزے کی حالت میں پیش کیے جائیں۔

ام المومنین حضرت امِ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس مہینے میں مدنی تاج دار احمدِ مختار ﷺ کے روزے کے متعلق فرماتی ہیں:

"ما رأيت النبی ﷺ يصوم شهرين متتابعين إلا شعبان ورمضان۔"(2)

ترجمہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان اور رمضان کے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"ما رأيت النبي ﷺ أكثر صياما منه في شعبان۔"(3)

---

(1) [الف] الترغيب والترهيب، ۴۰۶/۱، دار البيان العربي، مصر۔
[ب] شعب الايمان، ۳۷۷/۳، دار إحياء التراث العربی، بيروت
(2) سنن النسائی، کتاب الصيام، ص:۳۴۵، دار ابن حزم، بيروت
(3) بخاری شريف کتاب الصوم، ص:۳۹۱، دار الکتاب العربي، بيروت۔

ترجمہ: میں نے سرکارِ دوعالم ﷺ کو شعبان کے مہینے سے زیادہ کسی اور مہینے کا روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من صام يوماً من شعبان فتحت له أبواب الجنان و غلقت عليه أبواب النيران۔"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے شعبان کا ایک روزہ رکھا اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیثِ پاک کے راوی وہ مردِ بزرگ ہیں کہ جب مشرف بہ اسلام ہونے کی نیت سے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حکم خداوندی ہوا کہ ان کی تعظیم کرو۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادرِ مبارک بچھا دی۔ جب حضرت ابوامامہ باہلی نے آپ کی چادرِ مبارک کو دیکھا تو فوراً اس کو اٹھا لیا اور اسے چوما، آنکھوں اور سینے سے لگایا۔ سر پر رکھا اور عرض کیا، یارسول اللہ! میری یہ مجال نہیں کہ حضور کی چادرِ مبارک پر اپنا

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

فائدہ: سنن ابی داؤد کی حدیث ہے: "كان أحب الشهور إلىٰ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أن يصومه شعبان ثم يصله برمضان۔"

(سنن أبي داؤد، ص: ۴۱۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو تمام مہینوں کے روزوں میں سب سے زیادہ رمضان اور شعبان کا روزہ پسند تھا۔

علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح بخاری میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

" لم يكن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يصوم شهراً أكثر من شعبان فإنه كان يصوم شعبان كله۔"(ارشاد الساری شرح صحيح البخاري، ۵۳۶/۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ ماہِ شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزہ نہیں رکھتے تھے، یہاں تک کہ شعبان کا پورا مہینہ (بعض اوقات) روزے میں گزار دیتے تھے۔

امام بیہقی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔

(شعب الایمان، ۳۷۶/۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

پاؤں رکھوں۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے خوش ہوکر فرمایا:

''أبو أمامة كنز الأدب والصيانة۔"

ترجمہ: ابوامامہ ادب اور دانائی کا خزانہ ہے۔

اشرف الانبیاوالرسل ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"إذا دخل شعبان طهروا أنفسكم لشهر رمضان وحسنوا نيتكم فيه فإن فضل شعبان كفضلي عليكم الا إن شعبان شهرى فمن صام منه يوماً حلت له شفاعتى۔"

ترجمہ: جب شعبان کا مہینہ آئے تو اپنے نفسوں کو رمضان کے لیے پاک وصاف کرو اور اپنی نیتوں کو اچھا کرو کہ بے شک شعبان کی بزرگی ایسی ہے جیسے تم لوگوں پر میری عظمت وبزرگی ہے۔ بے شک خبر دار ہو جاؤ کہ شعبان میرا مہینہ ہے تو جس نے شعبان میں ایک دن روزہ رکھا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

جنتی اونٹنی کی سواری

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک حدیثِ پاک روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"شعبان شهري ترفع فيه أعمال العباد إلى الله تعالىٰ ما من عبدٍ يصوم منه ثلاثة ثم يصلى على عند إفطاره ثلاث مرّاتٍ إلا غفرت ذنوبه وبورک له في رزقه وحمله الله تعالىٰ يوم القيامة علىٰ ناقة من فوقِ الجنة فلا يبرح عليها حتى يدخل الجنة۔"(1)

ترجمہ: شعبان میرا مہینہ ہے، اس میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

(1) نزہۃ المجالس، عربی، ۱/۱۵۶، دار الفکر، بیروت۔
مگر "نزہۃ المجالس" میں آخری جملہ "وحمله الله تعالىٰ يوم القيامة ....." نہیں ہے۔
(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

پیش کیے جاتے ہیں۔ جو مسلمان بھی اس مہینہ یعنی شعبان میں روزے رکھے گا اور افطار کے وقت مجھ پر تین مرتبہ درود پڑھے گا، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کی روزی میں برکت ہوگی اور اس کو بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ جنت کی اونٹنی پر سوار کرے گا اور وہ اس پر بیٹھ کر جنت میں جائے گا۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ! کس قدر متبرک اور مقدس مہینہ ہے۔

دریائے برکات

آسمان میں ایک دریا ہے جسے "دریائے برکات" کہتے ہیں اور اس کے کنارے ایک درخت ہے، اس کو "درختِ تحیات" کہتے ہیں اور اس درخت پر ایک مرغ ہے اس کا نام "صلوات" ہے۔ اس کے بہت سے پَر ہیں۔ جب کوئی بندۂ مومن شعبان کے مہینے میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ پر درودِ پاک بھیجتا ہے تو وہ مرغ اس دریا میں غوطہ مار کے باہر آتا ہے اور اس درخت پر بیٹھ کر اپنے پروں کو جھاڑتا ہے، اللہ تعالیٰ پانی کے ہر قطرے سے جو کہ اس کے پروں سے ٹپکتا ہے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے، اور وہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کا ثواب اس بندے کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔[1]

شعبان المعظم کی پہلی رات

جو شخص شعبان المعظم کی پہلی رات کو بارہ رکعتیں نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پوری سورہ دس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے بارہ ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا اور بارہ سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا، اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا

(1) صلوات ناصری بحوالہ دلائل الخیرات شریف مترجم، ص:۱۷۵، مطبوعہ مجیدی پریس، کانپور

جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔[1]

نیز جو شخص شعبان المعظم کی پہلی رات کو صبح صادق سے پہلے پہلے دو رکعت نماز پڑھے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اللہ تعالیٰ عذاب دوزخ سے مامون و محفوظ رکھے گا اور بہشت میں اعلیٰ جگہ عنایت کرے گا اور دعائیں قبول فرمائے گا۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سو سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور رکوع میں "سبحان ربی العظیم" پڑھنے کے بعد اور سجدے میں "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھنے کے بعد ایک مرتبہ "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ ، سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ" پڑھے۔

سیدہ فاطمہ کی سفارش

ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعت نفل نماز پڑھے اور ہر دو رکعت میں قعدے میں بیٹھے اور التحیات، درود شریف اور دعا پڑھے اور جب سلام پھیرنے کا وقت آئے تو سلام نہ پھیرے، بلکہ کھڑا ہو جائے اور پھر ثنا یعنی "سبحانک اللّٰھم" آخر تک پڑھے، اسی طرح ہر دو رکعت پر بجائے سلام پھیرنے کے کھڑا ہو جائے، یوں ہی آٹھ رکعتیں ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نماز کا ثواب حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روحِ پاک کو بخشے۔ حضرت سیدہ فاطمہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ یہ نماز مجھے بہت محبوب ہے، جس نے یہ نماز پڑھ کر میری روح کو ایصالِ ثواب کیا تو میں قیامت کے روز اس کی سفارش کروں گی۔

سیدہ فاطمہ کا فرمان

حضرت شیخ الاسلام ابو القاسم صفا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے دریافت کیا، اے سیدہ! آپ کو سب

(1) نزہۃ المجالس و منتخب النفائس، عربی ۱۵۶/۱، دار الفکر، بیروت

سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے؟ تاکہ میں آپ کی روحِ پاک کو ایصالِ ثواب کروں۔ سیدہ فاطمہ نے فرمایا کہ ماہِ شعبان المعظم میں ایک سلام اور چار قعدے کے ساتھ آٹھ رکعت نفل نماز مجھے بہت پسند ہے۔ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جائے، پھر سیدہ فاطمہ نے فرمایا: اے ابوالقاسم! جو کوئی مجھے اس نماز کا ثواب پہنچائے میں اس کی شفاعت کیے بغیر جنت میں قدم نہ رکھوں گی۔

سیدہ فاطمہ کی بشارت

ایک بزرگ نے ماہِ شعبان المعظم میں آٹھ رکعت نفل نماز پڑھ کر سیدہ فاطمہ کی روح پاک کو اس کا ایصالِ ثواب کیا تو خواب میں سیدہ فاطمہ کو اس بزرگ نے دیکھا کہ آپ فرمائی ہیں۔ اے فلاں شخص! تو نے مجھے شرمندہ کیا، تجھ کو بشارت دیتی ہوں کہ جب تک تیری شفاعت نہ کروں گی بہشت میں نہ جاؤں گی۔

فائدہ: یہ آٹھ رکعت نفل نماز ماہِ شعبان المعظم کی کسی بھی رات میں پڑھی جا سکتی ہے، اگر پہلی شعبان المعظم کی رات میں پڑھی جائے تو زیادہ بہتر ہے ورنہ اس ماہ میں جب چاہے پڑھے۔ شبِ براءت میں بھی پڑھ سکتے ہیں، یہ اور بھی بہتر ہے۔

ایمان پر خاتمہ

جو شخص ماہِ شعبان المعظم کے آخری جمعہ کو مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعت نفل نماز پڑھے، اس طور پر کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص دس مرتبہ اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک مرتبہ، تو اگر وہ شخص آئندہ شعبان المعظم تک مرے گا تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔

روحانی تجارت

عرصۂ قدیم سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ ہر ملک، ہر صوبہ، ہر شہر، ہر قصبہ، ہر گاؤں کے

لیے خاص خاص بازار قائم کیے جاتے ہیں، یوں ہی میلے اور نمائش کی جاتی ہیں جس میں لوگوں کا کافی ہجوم ہوتا ہے، چلنے پھرنے میں بڑی دشواری ہوتی ہے، جس کی غرض و غایت صرف تجارت کی ترقی اور عوام الناس کی ضرورتوں کا بہ آسانی پورا کرنا ہے۔

ناظرینِ کرام! تجارت پیشہ حضرات ان مہینوں، دنوں اور موسم کو یاد رکھتے ہیں اور یہ لوگ ان دنوں کے آنے پر کافی اہتمام کرتے ہیں۔ بسا اوقات یہ دن اور موسم آنے سے بہت پہلے تیاریاں کرتے ہیں اور ان دنوں کو تاجر حضرات تجارت کی ترقی کا زینہ سمجھتے ہیں، پھر یہ بازار کہیں صبح و شام کھلتے اور بھرتے ہیں اور کہیں ہفتہ وار یا مہینے میں۔ اور سب سے زیادہ مہتم بالشان اور عظیم الشان سالانہ نمائشیں ہوتی ہیں۔

اسی طرح ہر انسان شریعتِ مطہرہ کی نظر میں ایک تاجر کی حیثیت رکھتا ہے۔ رحمتِ عالم، نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شخص صبح اٹھتا ہے تو اپنے نفس کو فروخت کرتا ہے، پھر اس کو کوئی آزاد کرا لیتا ہے اور کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے۔

ناظرینِ کرام! دنیاوی تجارت گاہیں اکثر بازار ہیں، جن کو حدیث پاک میں "ابغض البقاع" یعنی بہت بری جگہ فرمایا گیا۔ اور دینی تجارت کی جگہ مسجدیں ہیں جن کو "احب البقاع" یعنی بہترین جگہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ صبح و شام جب کہ ہر شخص اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوتا ہے، تو اس منڈی کے ہوشیار تاجر اپنی اپنی دوکانیں "احب البقاع" میں جا لگاتے ہیں۔

سرکارِ دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"أحب البلاد إلى الله تعالىٰ مساجدها وأبغض البلاد إلى الله تعالىٰ أسواقها."(1)

---

(1) [الف] مشکوٰۃ المصابیح، باب المساجد، ۲۲۴/۱، دار الفکر، بیروت۔

نوٹ: مشکوٰۃ المصابیح میں مذکورہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

شر البقاع أسواقها وخير البقاع مساجدها۔　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ترجمہ: آبادیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیاری جگہ مسجدیں ہیں اور بد ترین جگہ وہاں کے بازار ہیں۔

کیوں کہ مسجدوں میں اکثر وبیش تر ذکرِ الٰہی کے لیے حاضری ہوتی ہے اور بازاروں میں اکثر جھوٹ، غیبت، فریب وغیرہ ہوتا ہے۔ اگرچہ کبھی کبھی مسجدوں میں جوتے چور اور بازاروں میں اولیاء اللہ چلے جاتے ہیں۔

اس حدیثِ پاک میں شہروں سے مراد عام شہر ہیں۔ مدینۂ منورہ اور مکۂ معظّمہ ان میں داخل نہیں ہیں۔ یہاں کے تو گلی کوچے وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

''وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ۔''[1]　　اس امان والے شہر کی قسم!

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔''[2]　　مجھے اس شہر کی قسم!

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کے شہر ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم　　اس کفِ پاکی حُرمت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ! جب مسجد کا تذکرہ آگیا ہے تو اس ضمن میں ایک اور حدیث پاک ملاحظہ فرما کر ایمان تازہ کیجیے۔

ہادیِ سبل، اشرف الانبیاء والرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"إذا مررتم برياض الجنة فارتعوا۔"[3]

ترجمہ: جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو چَر لیا کرو۔

---

(1) قرآن مجید، سورۃ التین، آیت:۳، پ:۳۰

(2) قرآن مجید، سورۃ البلد، آیت:۱، پ:۳۰

(3) [الف] مسند امام احمد بن حنبل، ۱۰/۴۸۷، دار الحدیث قاہرہ۔

[ب] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، ۲/۱۴، دار الفکر، بیروت۔

یعنی اگر تم مسجد میں نماز کے لیے نہ بھی جاؤ بلکہ ویسے ہی وہاں سے گزر جاؤ تب بھی کچھ پڑھ لیا کرو۔ کیوں کہ باغ میں جا کر بغیر کچھ کھائے واپس آنا محرومی ہے۔ خصوصًا جب کہ باغ کا مالک سخی ہو۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "المساجد" یعنی مسجدیں۔ پھر صحابۂ کرام نے عرض کیا: "وما الرتع یا رسول اللّٰہ" یعنی چَرنا کیا ہے یا رسول اللہ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: "سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ أکبر" کہنا۔ جنت میں جسمانی غذائیں ہوں گی اور نہ ختم ہونے والے میوے، جن پر کوئی روک ٹوک نہیں، ایسے ہی مساجد میں اللہ تعالیٰ کا ذکر روحانی غذائیں ہیں جن کے لیے فنا نہیں۔ اسی لیے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے جنت اور مسجد میں جانے کا اختیار دے تو میں جنت کے بجائے مسجد کو اختیار کروں۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ دنیوی تجارت گاہیں اگر بازار ہیں تو دینی تجارت گاہیں مسجدیں ہیں۔ اس غیر محسوس تجارت کے لیے بھی ہفتہ وار، ماہ وار اور سالانہ نمائشیں مقرر ہیں اور سب سے بڑی سالانہ نمائش ماہ رمضان المبارک میں ہوتی ہے جو تمام مہینہ رہتی ہے، جس میں رات اور دن بازار بالکل گرم رہتا ہے، اور مال کی نکاسی زیادہ اور ہر چیز کی قیمت ستّر گنی ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اگر دنیاوی بازاروں کو آراستہ کیا جاتا ہے اور صاف رکھا جاتا ہے تو اس دینی بازار سے بھی خس وخاشاک یعنی شیاطین کو ایک طرف کر دیا جاتا ہے، یعنی قید کر دیے جاتے ہیں اور چھوٹی نمائشیں ہفتہ وار ہوتی ہیں، جن کو جمعہ کہا جاتا ہے اور شاید حدیثِ پاک میں اسی طرف اشارہ ہے:

"إذا سلمت الجمعة سلمت الأيام وإذا سلم رمضان سلمت الأيام۔"(1)

ترجمہ: جب جمعہ کا دن سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ ہفتہ کے باقی دن بھی صحیح و

(1) احیاء العلوم العربي، ۱/۴۷۵، دار صادر، بیروت۔

سالم گزر جائیں گے اور جب رمضان المبارک سلامتی سے گزر جائے تو سمجھ لو کہ سارا سال سلامتی سے گزر جائے گا۔

ان دونوں کے علاوہ بیچ سال میں مختلف مہینوں میں چھوٹی چھوٹی نمائشیں ہوتی ہیں، مثلاً شبِ عاشورا، بارہویں شریف، گیارہویں شریف، شبِ معراج، شبِ براءت وغیرہ۔

ان میں ایک ہماری مقصود بالذکر "ليلة البراءة" یعنی شبِ براءت بھی ہے۔ براءت کے لغوی معنیٰ "بَری ہونے" کے ہیں۔ اس رات میں چوں کہ گنہگاروں کی مغفرت اور مجرموں کی براءت ہوتی ہے، اس لیے اس کو شبِ براءت کہتے ہیں۔ [1] اور پھر کثرتِ استعمال سے "شبِ برات" زبان زد ہو گیا اور یہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہے جو شعبان المعظم کی چودہ تاریخ کی شام سے شروع ہوتی ہے۔ اس مبارک رات میں بھی اخروی تجارت کی ایک بہت بڑی نمائش ہوتی ہے۔

فضائلِ شبِ براءت

یہ شب، شبِ برات ہے، رحمت کی رات ہے
بخشش کی آج شام ہے، برکت کی رات ہے

شعبان المعظم کی پندرہویں رات کا نام "شبِ براءت" ہے۔ یعنی نجات کی رات۔ اس مبارک اور مقدس رات کے چار نام اور بھی ہیں:

(۱) ليلة البراءة　نجات والی رات

(۲) ليلة الرحمة　رحمت والی رات

(۳) ليلة المباركة　برکت والی رات۔

اطاعت وبندگی کرنے والوں کے لیے یہ رات مبارک ہے۔

---

(1) [الف] غنية الطالبين العربي، ۱/۲۳۴، دار البشائر، دمشق
[ب] تفسیر روح البیان، ۱۳/۱۱۰، مکتبہ امدادیہ، ملتان، پاکستان

(۴) لیلۃ الصّک[1] نجات کا پروانہ اور چیک ملنے والی رات۔

قارئینِ کرام! پروردگارِ عالم نے شبِ براءت کو بڑی فضیلت و بزرگی عنایت کی ہے، مولا تعالیٰ شبِ براءت میں بے شمار برکتوں اور رحمتوں کو نازل فرماتا ہے۔

ہادیِ سبل، افضل الانبیا والرسل ﷺ نے ماہِ شعبان کی پندرہویں رات یعنی شبِ براءت میں عبادت، توبہ و استغفار اور تلاوتِ قرآن پاک کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور پندرہویں شعبان کو روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت و بزرگی بیان کی ہے۔

اس مہینے میں جو شخص صرف ایک نفل روزہ رکھنا چاہے وہ پندرہویں شعبان کو رکھے، چوں کہ اس کی بڑی فضیلت ہے اور جو شخص دو روزے رکھنا چاہے، وہ چودہویں اور پندرہویں کو رکھے اور جو شخص تین روزے رکھنا چاہے وہ تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں شعبان کو روزے رکھے، تاکہ "ایامِ بیض" کے روزے کا بھی ثواب پائے۔

فضائلِ ایامِ بیض

(1) تفسیر قرطبی میں ہے:

"ولها أربعة اسماء: الليلة المباركة، الليلة البراءة، الليلة الرحمة، الليلة الصک۔"

(الجامع لأحكام القرآن، ۸/۸۴، دار الكتب العربيه، بيروت)

ترجمہ: اس مبارک رات کے چار نام ہیں: لیلۃ المبارکۃ، لیلۃ البراءۃ، لیلۃ الرحمۃ، لیلۃ الصک۔

امام فخر الدین رازی نے بھی اپنی تفسیر میں یہی لکھا ہے۔

(التفسير الكبير، ج:۱۴، ص:۲۰۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

فائدہ: علامہ سید محمد بن علوی مالکی نے "ابو الخیر طالقانی" کے حوالے سے لکھا ہے کہ شبِ براءت کے بائیس نام ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

(۱) ليلة المباركة (۲) ليلة القسمة (۳) ليلة التكفير (۴) ليلة الإجابة (۵) ليلة الحياة و ليلة عيد الملائكة (٦) ليلة الشفاعة (۷) ليلة البراءة والصک، (۸) ليلة الجائزه (۹) ليلة الرجحان (۱۰) ليلة التعظيم (۱) ليلة القدر (۱۲) ليلة الغفران (ماذا في شعبان، ص:۷۲–۷۵، مكة المكرمة)　　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ایامِ بیض کے روزے یعنی ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے۔
سلطان الانبیاء والرسل ﷺ نے فرمایا: ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے ہمیشہ کا روزہ۔(1)
سیدِ عالم ﷺ نے "ایامِ بیض" کے روزے سے متعلق ارشاد فرمایا:
جس سے ہو سکے تو ہر مہینہ میں تین روزے رکھے، ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسے پاک کر دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو۔(2)
سیدِ عالم ﷺ سفر و حضر میں ایامِ بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔
چناں چہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبیِ مکرم ﷺ سفر وحضر میں ہمیشہ ایامِ بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔(3)
نیز تاج دارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "رمضان المبارک کے روزے اور ہر مہینہ میں تین دن کے روزے سینہ کی خرابی کو دور کرتے ہیں۔"(4)
ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ چار چیزوں کو نہ چھوڑتے تھے۔(۱)عاشورہ کا روزہ(۲)بقر عید کے ۹/ دن کے روزے(۳)ہر مہینے کے ۳/

---

(1)[الف]جامع الترمذي، كتاب الصوم، ص:۲۲۵، دار احياء التراث العربي، بيروت۔
[ب] شعب الإيمان ۳/باب الصوم، دار الكتب العلميه، بيروت
[ج] سنن الدارمي، ۲/ ۱۴، دار الفكر، بيروت [د] مسند أبي داؤد طيالسی، ۲/ ۱۱۷، دار الكتب العلمية، بيروت۔
(2)طبرانی۔
(3)سنن النسائي، كتاب الصيام، ص:۳۵۴، دار ابن حزم، بيروت۔
نوٹ: سنن نسائی میں یہ حدیث موجود ہے، لیکن اس میں "سفر و حضر" کی قید نہیں ہے۔ نیز اس میں راوی حضرت عبد اللہ بن عباس نہیں ہیں۔ ہاں! مشکوٰۃ شریف ۱/۵۶۶ میں یہ حدیث عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے اور اس میں سفر و حضر کی قید ہے۔　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)
(4)جامع الصغير مع فيض القدير، ۴/ ۲۷۸، دار الكتب العلمية، بيروت

دن کے روزے (۴) فجر سے پہلے کی دو رکعتیں۔[1]

سوال: ”ایامِ بیض“ کو ایامِ بیض کیوں کہتے ہیں؟

جواب: یا تو اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی راتیں یعنی مہینے کی تیرہویں، چودہویں، اور پندرہویں راتیں روشن اور اجیالی ہیں۔ یا اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے روزے دلوں کو نورانی اور اجیالا کرتے ہیں یا اس لیے کہ کہا گیا ہے، حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے اعضا جنت سے آکر سیاہ پڑ گئے تھے۔ خداوند قدوس نے انھیں ان تین روزوں کا حکم دیا، ہر روزہ سے آپ کا تہائی جسم چمکیلا ہوا۔ حتیٰ کہ تین روزوں کے بعد سارا جسم روشن اور نہایت حسین ہو گیا۔[2]

رحمتِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر سے فرمایا۔ اے ابوذر! جب تم ہر مہینے میں تین روزے رکھو تو مہینے کی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں کو رکھو۔

قارئینِ کرام! انھیں دنوں کو عربی میں ”ایام بیض“ یعنی چمک دار دن کہا جاتا ہے، جن کی راتیں روشن ہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تاریخوں میں اکثر روزہ رکھتے تھے۔[3]

ہاں تو میں فضائلِ شبِ براءت عرض کر رہا تھا۔ درمیان میں ایامِ بیض کا تذکرہ آگیا۔ لہٰذا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس کے متعلق بغیر کچھ تذکرہ کیے آگے بڑھوں۔ میں نے برائے افادہ قدرے بیان کر دیا۔ آمدم بر سرِ مطلب!

ارشادِ غوثِ اعظم: پیرانِ پیر، پیرِ دستگیر، غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات، یعنی شبِ براءت فرشتوں کی عید ہے۔

---

(1) سنن النسائی کتاب الصیام، ص: ۳۵۴، دار ابن حزم، بیروت۔
(2) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۲۰۲/۸، دار الفکر، بیروت۔
(3) [الف] سنن النسائی، کتاب الصیام، ص: ۳۵۳، دار ابن حزم، بیروت۔
[ب] مسند امام احمد بن حنبل ۵۲۱/۱۷، حدیث: ۲۵۰۰۷، دار الحدیث، قاہرہ۔
[ج] صحیح ابن خزیمہ ۳۰۰/۳، المکتب الإسلامی، بیروت

فرشتوں کی عید رات میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کبھی سوتے نہیں [1]۔ شبِ قدر کے بعد جو فضیلت شبِ براءت کو حاصل ہے، وہ کسی اور رات کو حاصل نہیں۔

چار مُبارک رَاتیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

چار راتیں اپنے دنوں ہی کی طرح مبارک ہیں، یعنی دن اور رات دونوں ہی مبارک ہیں-

١-شبِ براءت -٢-شبِ قدر -٣-عرفہ کی رات -٤-جمعہ کی رات

نیز حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خداوند قدوس چار راتوں میں بھلائی کو پھیلاتا اور وسیع کرتا ہے -١-شعبان المعظم کی پندرہویں رات (یعنی شبِ براءت) کو -٢-عید الفطر کی رات کو -٣-عید الاضحیٰ کی رات کو -٤-عرفہ کی رات کو۔ [2]

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم کو شبِ براءت ہی میں پیغمبری ملی، چناں چہ اس کا مختصر سا واقعہ یہ ہے کہ شہر مدین سے شہر مصر کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت ورخصت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ کے اہلِ بیت آپ کے ہم راہ تھے اور آپ نے بادشاہانِ شام کے اندیشہ سے سڑک

---

(1)فعید الملائکة لیلة البراءة.........وعید الملائکة باللیل لانهم لاینامون۔
(الغنیة، ١٩٢/١، مکتبہ ابنائے مولوی غلام رسول، ممبئی)

(2)الغنیة لطالبی الحق، عربی، ٢٣٤/١، دار البشائر، دمشق

نوٹ: مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں یہ رایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من أحيا الليالي الخمس وجبت له الجنة: ليلة التروية وليلة العرفة وليلة النحر وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان۔

ترجمہ: عبادت وریاضت کے ذریعہ جو شخص پانچ راتوں کو زندہ کرے گا، اس کے لیے جنت واجب ہے اور وہ پانچ راتیں یہ ہیں۔ (١) شبِ ترویہ (٢) شبِ عرفہ (٣) شبِ نحر (٤) شبِ عید الفطر (٥) شبِ براءت۔
(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

چھوڑ کر جنگل میں قطعِ مسافت اختیار فرمائی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حاملہ تھیں۔ جب آپ جنگل میں پہنچے تو چلتے چلتے کوہِ طور کے غربی جانب پہنچے۔ یہاں رات کے وقت آپ کی اہلیہ محترمہ کو دردِ زہ (پیٹ میں درد) شروع ہوا۔ اندھیری رات تھی، برف پڑ رہی تھی۔ سردی شدت کی تھی، راستہ گم ہو گیا تھا، اس وقت آپ نے آگ دیکھ کر اپنی اہلیہ سے کہا، تم ٹھہرو۔(1)

''اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ''(2) مجھے (طور کی طرف) آگ نظر آئی ہے۔

شاید میں تمھارے لیے اس میں سے ایک چنگاری لاؤں تاکہ تم تاپو اور سردی کی تکلیف سے امن پاؤ۔ پھر جب آگ کے پاس تشریف لائے تو وہاں ایک درخت سر سبز و شاداب دیکھا جو اوپر سے نیچے تک نہایت روشن تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جتنا اس کے قریب جاتے تھے، وہ دور ہوتا جاتا تھا۔ جب ٹھہر جاتے تھے تو قریب ہو جاتا تھا۔ اس وقت آپ کو ندا فرمائی گئی:(3)

'' اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّکَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ ۚ اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی ﴿ؕ۱۲﴾ وَ اَنَا اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی ﴿۱۳﴾ ''(4)

ترجمہ: اے موسیٰ! بے شک میں تمھارا رب ہوں تو اپنے جوتے اتار دے، بے شک تو پاک جنگل ''طویٰ'' میں ہے اور میں نے تجھے پسند کیا۔ اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے۔

یہ ندا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہر جزوِ بدن سے سنی اور قوتِ سامعہ ایسی عام

---

(1)[الف]تفسیر بغوی، سورۃ طٰہٰ، ۱۷۸/۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[ب]البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید، ۲۶۴/۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[ج]تفسیر البحر المحیط ۲۱۵/۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2)قرآن مجید، سورہ طٰہٰ، پ:۱۶، آیت:۱۰

(3)[الف]تفسیر بغوی، ۱۷۹/۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[ب]تفسیر خزائن العرفان، مع کنز الایمان، ص:۵۰۱، مجلس برکات، مبارک پور

(4)قرآن مجید، سورۃ طٰہٰ، پ:۱۶، آیت:۱۲، ۱۳

ہوئی کہ تمام جسمِ اقدس کان بن گیا۔ (1)

فائدہ: طویٰ اس وادی مقدس کا نام ہے جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ (2)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو معرفتِ الٰہی شبِ براءت ہی میں ملی۔

"فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا۔"(3)

ترجمہ: پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا، ایک تارا دیکھا۔

تین مخصوص راتیں

امتِ محمدیہ کو تین مخصوص راتیں ملی ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) شبِ معراج　(۲) شبِ براءت　(۳) شبِ قدر

شبِ قدر تو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ! جو مسلمان ان راتوں میں عبادت کرے گا بے حد ثواب پائے گا اور دین و دنیا کی کامیابیوں سے ہم کنار ہو گا۔

فائدہ: ہزار مہینہ کے تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں۔

یہ شب شبِ براءت ہے، رحمت کی رات ہے
بخشش کی آج شام ہے، برکت کی رات ہے

مسلمانو! شعبان المعظم کی پندرہویں رات یعنی شبِ براءت میں جاگنے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شبِ براءت کی صبح کو روزہ رکھنے کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ چناں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدنی تاج دار احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد

(1) [الف] تفسیر بیضاوی مع حاشیہ شیخ زادہ ۶۰۱/۵، ۶۰۲ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ [ب] البحر المدید في تفسیر القرآن المجید، ۲۶۵/۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(2) [الف] تفسیر خزائن العرفان مع کنز الایمان، ص:۵۰۱، مجلس برکات، مبارک پور [ب] تفسیر مراغی ۱۹/۱۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

(3) قرآن مجید، سورۃ الانعام، پ:۷، آیت:۷۶

فرمایا:

"جاءنی جبرئیل (علیه السلام) لیلة النصف من شعبان وقال یا محمدُ إرفع راسک إلی السماء فقلت ما ہذه اللیلة قال ہذه لیلة یفتح اللہ تعالیٰ فیها ثلاث مائة باب من أبواب الجنة یغفر اللہ تعالیٰ لجمیع من لا یشرک به شیئاً إلا ساحراً أو کاهنا أو مصراً علی الزنا أو مُدمن خمرٍ."(1)

ترجمہ: جبرئیل (علیہ السلام) میری خدمت میں شعبان کی پندرہویں رات (یعنی شبِ براءت) میں حاضر ہوئے اورعرض کیا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا سر آسمان کی طرف بلند فرمائیے، میں نے ان سے پوچھا یہ کون سی رات ہے؟ توجبرئیل نے جواب دیا کہ یہ وہ مبارک رات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے اور سب مسلمانوں کو بخشتا ہے سوائے بدمذہبوں، مشرکوں، جادوگروں، کاہنوں، زنا پر اصرار کرنے والوں اور شراب پینے والوں کو نہیں بخشتا۔　　　معاذ اللہ رب العالمین۔

مسلمانو! شبِ براءت بہت ہی مبارک رات ہے۔ یہ مقدس و متبرک رات آنے سے قبل ان افعال سے توبہ کر لینی چاہیے اور اس حدیثِ پاک سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو ان برائیوں میں ملوث ہیں۔ اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ شبِ براءت میں رحمت کے تین سو دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

صلی اللہ علی النبی الأمي و اٰله صلی اللہ علیه وسلم صلوٰة و سلاما

---

(1) [الف] تفسیر کشاف، ۲۶۳/۴، برکات رضا، پوربندر، گجرات۔
[ب] غنیة الطالبین عربي، ۲۳۴/۱، دار البشائر، بیروت۔
[ج] نزہة المجالس عربی، ۱۵۶/۱، دار الفکر، بیروت

نوٹ: تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت حدیث کی کسی مشہور اور معتبر کتاب میں دستیاب نہ ہوسکی۔ البتہ جار اللہ زمخشری کی تفسیر کشاف، سرکار غوثِ پاک محی الدین جیلانی علیہ الرحمۃ سے منسوب کتاب "غنیة الطالبین" عربی ۲۵۳/۱۔ اور "نزہة المجالس" عربی ۱۵۶/۱، مطبوعہ دار الفکر، بیروت میں یہ روایت موجود ہے۔
(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

علیک یا رسول اللہ ویا حبیب اللہ۔

آسمان میں بے شمار دروازے ہیں

آسمان میں بہت سے قسم کے دروازے ہیں اور لا تعداد و بے شمار دروازے ہیں۔ آسمان کے دروازوں کا ثبوت تو قرآن پاک سے بھی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا.''(1)

اور آسمان کھولا جائے گا تو دروازے ہوجائے گا۔

آسمان کے دروازے ہر وقت بند رہتے ہیں، ضرورتاً کھلتے ہیں اور بہت قسم کے دروازے ہیں۔ روزی اترنے کے دروازے، فرشتے اترنے کے دروازے۔ بعض دروازے سے دعائیں اور توبہ جاتی ہیں۔ بعض بعض سے خاص خاص فرشتے اترتے ہیں اور بعض سے مرنے والوں کی روحیں اندر جاتی ہیں ۔ نیز خاص خاص اوقات میں اخص الخاص فرشتوں کی آمد کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ نیز ہر روح کے لیے آسمان سے جانے کا دروازہ مقرر ہے، جس کی فرشتوں کو بھی خبر ہے۔ نمازیوں کے لیے اور دروازے ہیں۔ حاجیوں کے لیے اور۔ غازیوں کے لیے اور دروازہ ہے اور صحابیوں کے لیے اور۔ ایک دروازہ وہ بھی ہے جو خاص حضور اقدس

---

(1) قرآن مجید، سورۃ النباء، پ:۳۰، آیت:۱۹

توضیح: امام احمد بن محمد بن عجیبہ الحسینی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فکانت أبوابا فصارت ذات أبواب و طرق و فروج۔

(البحر المدید، ۲۹۱/۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ترجمہ: یعنی جب آسمان کھولا جائے گا تو اس کے بہت سارے دروازے اور راستے ہوجائیں گے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں:

ومعنیٰ الکلام وفتحت السماء فکانت قطعاً کالأبواب۔

(تفسیر طبری، ۴۰۲/۱۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر ابن وہب ۴۶۷/۲ میں ہے: فصارت طرقا۔ یعنی دروازے کے مانند راستے ہوجائیں گے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ آسمان میں بہت سے دروازے ہیں۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ﷺ کے معراج شریف میں عرشِ اعظم بلکہ لامکاں تک جانے کے لیے تھا۔ وہ پہلے کسی کے لیے نہ کھُلا تھا اور نہ بعد میں کسی کے لیے کھُلا۔

شبِ معراج حضور ﷺ کے ساتھ جبریل امیں گئے تو پہلے آسمان کا دروازہ کھلوایا، تو پہلے آسمان کے دربان نے پوچھا، تم کون ہو؟ اور تمھارے ساتھ کون ہے؟ اگر یہ بھی عام دروازہ ہوتا تو اس سوال کے کیا معنیٰ تھے کہ "تم کون ہو اور تمھارے ساتھ کون ہے" صرف آج پوچھا گیا۔ حالاں کہ دن میں کئی بار جبرئیل علیہ السلام آتے اور جاتے تھے، لیکن کبھی نہ پوچھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ یقیناً آسمان میں دروازے ہیں۔ بے شمار اور انگنت دروازے ہیں۔ نیز ایک دروازہ وہ ہے جس سے بندوں کی توبہ جاتی ہے۔ یہ دروازے مدینہ منورہ سے جانب مغرب آسمان میں واقع ہے۔ اس کی چوڑائی ستر سال کی راہ ہے۔ اللہ اکبر! جب اس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت ہے تو لمبائی اور اونچائی کتنی ہوگی، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ آسمان کے دروازے تو مخصوص اوقات میں بند ہوجاتے ہیں، جیسے بندے کے مرنے پر اس کی روزی اور اعمال کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، مگر توبہ کا دروازہ تو قربِ قیامت ہی میں بند ہو گا۔ اشرف الانبیا والرسل ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"إن الله تعالىٰ جعل بالمغرب باباً عرضه مسيرة سبعين عاما للتوبة لايغلق مالم تطلع الشمس من قبله۔"(1)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لیے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی ہے، وہ اس وقت تک بند نہ ہو گا، جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

اس سلسلہ میں ایک اور حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے۔

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے تو جبریل علیہ السلام نے اوپر سے ایک آواز سنی، اور اپنا سرِ مبارک اٹھایا اور عرض کی کہ یہ آسمان کا دروازہ کھولا گیا ہے جو آج کے علاوہ نہ کھولا گیا تھا اور اس سے

(1) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، ۳۶/۲، دار الفکر، بیروت

ایک فرشتہ اترا۔ یہ وہ فرشتہ زمین پر اترا ہے جو آج کے علاوہ کبھی نہ اترا۔ اس فرشتہ نے آکر سلام کیا اور پھر کہا کہ آپ خوش و خرم ہوں، ان دو نوروں سے جو آپ کو دیے گئے اور آپ سے پہلے کسی کو نہ دیے گئے۔ وہ دو نور یہ ہیں: ایک سورۂ فاتحہ، دوسرا سورۂ بقر کی آخری آیتیں ہیں، یعنی آخری رکوع للہ ما فی السمٰوٰت سے فانصرنا علی القوم الکافرین تک۔ نیز فرشتہ نے کہا: یا رسول اللہ! ان دو نوروں کے ہر حرف کے بدلے میں آپ کو اس کا اجر ملے گا۔

حدیث پاک کا یہ مطلب ہے کہ آج آسمان کا یہ دروازہ اس فرشتہ کے لیے کھولا گیا تھا۔ اس سے پہلے یہ فرشتہ کبھی زمین پر کسی کام کے لیے نہیں آیا تھا، اور نہ کبھی کسی پیغمبر کو کوئی پیغام سنانے کے لیے آیا تھا۔ یہ فرشتہ اسی روز آیا تھا اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔ نیز اس فرشتہ کا نزول صرف حضور انور ﷺ کی کرامت و عزت کے ظہور کے لیے تھا، ورنہ یہ پیغام تو حضرت جبریل امین بھی آپ کو سنا سکتے تھے۔

اس حدیثِ پاک سے بھی معلوم ہوا کہ آسمان میں دروازے ہیں۔

ہاں! تو میں عرض کر رہا تھا کہ شبِ براءت مبارک رات ہے اور شبِ براءت میں تین سو رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

سبحان اللہ والحمد للہ رب العالمین۔

حدیث: اسی شبِ براءت کے متعلق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها۔"(1)

ترجمہ: شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس (یعنی شبِ براءت) میں نماز پڑھو اور پندرہویں شعبان یعنی شب براءت کی صبح روزہ رکھو۔

---

(1) [الف] سنن ابن ماجه، ۱/۱۹۱، دار الکتب العلمية، بيروت

[ب] مشکوٰة المصابيح، ص:۱۱۵، فاروقيه بک ڈپو، دہلی۔

نبی اکرم ﷺ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

"فإنها ليلة مباركة فإن الله تعالىٰ يقول ألا من مستغفرٍ فأغفر له ألا من مبتلى فأُعافيه ألا من مسترزق فأرزقه ألا كذا وكذا حتىٰ يطلع الفجر."(1)

ترجمہ: شب ِبراءت یہ برکت والی رات ہے اور اللہ تعالیٰ اس رات میں فرماتا ہے۔ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ اس کو بخش دوں۔ ہے کوئی عافیت چاہنے والا کہ میں اس کو عافیت دوں۔ ہے کوئی روزی مانگنے والا کہ میں اسے روزی عطا کروں۔ ہے کوئی یہ مانگنے والا، ہے کوئی یہ مانگنے والا۔ صبح صادق طلوع ہونے تک یہ ندائیں اور یہ بخششیں ہوتی رہتی ہیں۔

حدیث: ایک حدیثِ پاک میں یوں ارشاد ہوا ہے:

"من أحيا ليلتى العيد وليلة النصف من شعبان لم يمت قلبه يوم تموت القلوب۔"(2)

ترجمہ: جس نے عید کی دو راتیں اور پندرہویں شعبان کی رات کو زندہ کیا (یعنی ان راتوں میں عبادت کی) تو اس کا دل مردہ نہیں ہوگا، جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

حدیث: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها و صوموا نهارها فإن الله تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا ويقول ألا من مستغفر فأغفرله ألا من مسترزق فأرزقه ألا من مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا، حتىٰ يطلع الفجر۔"(3)

---

(1) [الف] سنن ابن ماجه، ۱/۱۹۱، دار الكتب العلمية، بيروت

[ب] شعب الإيمان، ۳/۳۷۹، دار إحياء التراث العربی، بيروت۔

(2) [الف] نور الايضاح مع مراقی الفلاح، ص:۲۰۶، المدينة العلمية، پاکستان

[ب] احياء علوم الدين، ۱/۴۷۵، دار صادر، بيروت

(3) [الف] سنن ابن ماجه، ۱/۱۹۱، دار الكتب العلمية، بيروت

[ب] مشكوٰة المصابيح، ص:۱۱۵، فاروقيه بک ڈپو، دہلی۔

ترجمہ: جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس میں قیام کرو اور اس کے دن یعنی پندرہویں شعبان کو روزہ رکھو کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں غروب آفتاب سے آسمانِ دنیا پر تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ میں اس کو روزی دوں۔ ہے کوئی عافیت چاہنے والا کہ میں اس کو عافیت عطا کروں۔ ہے کوئی اس کا چاہنے والا۔ ہے کوئی اس کا چاہنے والا۔ یہ عطیات اور بخششیں صبح صادق کے طلوع ہونے تک جاری رہتی ہیں۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

یہ شب براءت ہے، رحمت کی رات ہے
بخشش کی آج شام ہے، برکت کی رات ہے

سوال: سال میں کتنی راتیں فضیلت والی ہیں؟

جواب: پندرہ راتیں بڑی فضیلت والی ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱- شعبان المعظم کی پندرہویں رات یعنی شب براءت -۲- رمضان المبارک کی سترہویں رات -۳- رمضان المبارک کی اکیسویں رات -۴- رمضان المبارک کی تیئیسویں رات - ۵- رمضان المبارک کی پچیسویں رات -۶- رمضان المبارک کی ستائیسویں رات -۷- رمضان المبارک کی انتیسویں رات -۸- عید الفطر کی رات -۹- عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کی رات -۱۰- عید الاضحیٰ یعنی ذی الحجہ کی دسویں رات -۱۱- محرم الحرام کی پہلی رات -۱۲- عاشورہ یعنی محرم الحرام کی دسویں رات -۱۳- ماہِ رجب کی پہلی رات -۱۴- رجب کی پندرہویں رات -۱۵- معراج کی رات یعنی رجب کی ستائیسویں رات۔[1]

سوال: سال میں کتنے دن فضیلت والے ہیں؟

جواب: سال میں ۱۹/ (انیس) دن بڑے فضیلت والے ہیں۔

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

[ج] اسی مفہوم سے ملتی جلتی حدیث "شعب الایمان ۳/۳۷۹" دار احیاء التراث العربی، بیروت میں بھی ہے۔
(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) احیاء علوم الدین، ۱/۴۷۵، دار صادر، بیروت

-۱- پندرہویں شعبان المعظم کا دن -۲- سترہ رمضان المبارک یعنی جنگِ بدر کا دن - ۳- یکم شوال المکرم یعنی عید الفطر کا دن -۴- یکم ذی الحجہ یعنی بقر عید کی پہلی تاریخ کا دن -۵- دو ذوالحجہ یعنی بقر عید کا دوسرا دن -۶- بقر عید کا تیسرا دن -۷- بقر عید کا چوتھا دن -۸- بقر عید کا پانچواں دن -۹- بقر عید کا چھٹا دن -۱۰- بقر عید کا ساتواں دن -۱۱- بقر عید کا آٹھواں دن -۱۲- بقر عید کا نواں دن -۱۳- بقر عید کا دسواں دن -۱۴- بقر عید کا گیارہواں دن -۱۵- بقر عید کا بارہواں دن -۱۶- بقر عید کا تیرہواں دن -۱۷- جمعہ کا دن -۱۸- دسویں محرم یعنی عاشورا کا دن - ۱۹- ستائیسویں رجب المرجب یعنی معراج کا دن۔ (1)

مسلمانو! یوں تو ہر دن اور ہر رات اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔ مگر پھر بھی بعض راتوں اور بعض دنوں کو خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں "أيام الله" یعنی خدا کے دنوں کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ (2) اور چوں کہ مندرجہ بالا دنوں اور راتوں میں رحمتِ خداوندی کے مقدس جلوے نمودار ہوتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کی شانِ جمالی کی عجیب عجیب تجلیاں بندوں پر جلوہ فگن ہوتی ہیں، اس لیے یہ دن اور راتیں توبہ واستغفار کے لیے بیش بہا اوقات ہیں۔ آخرت کی کھیتی کے لیے بہترین اور پر بہار موسم اور تجارتِ عقبیٰ کا خاص

---

(1) احیاء علوم الدین عربی، ۱/۴۷۵، دار صادر، بیروت

فائدہ: فضیلت والے مہینے حسب مراتب یہ ہیں: (۱) رمضان (۲) ربیع الاول (۳) رجب (۴) شعبان (۵) ذی الحجہ (۶) شوال (۷) ذی قعدہ

(تفسیر روح البیان، ۸/۴۰۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(2) قرآن کریم کے تیرہویں پارے کی آیت ہے: "وذكرهم بأيام الله" کہ اللہ کے دنوں کو یاد کرو۔ مفسرین کرام نے "ایام اللہ" کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے:

امام قرطبی فرماتے ہیں: بوقائع الله في الأمم السالفة۔

(الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، ۵/۲۲۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

تفسیر ابی سعود میں ہے: أيام الله وقائع التي وقعت على الأمم قبلهم۔

(تفسیر ابی سعود ۳/۴۷۲، دار الکتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: ایام اللہ سے وہ عظیم واقعات مراد ہیں جو گزشتہ اقوام کے ساتھ پیش آئے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

الخاص سیزن ہیں۔ لہٰذا وقت کی قدر کرو اور اسے غنیمت جانو۔

سدا دور دورہ دکھاتا نہیں   گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

حدیث: حضور سیدِ عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! باہر تشریف لاکر آسمان کو ملاحظہ فرمائیں۔ میں نے آسمان کو دیکھا کہ اس کے دروازے کھلے ہیں۔ اور منادی ندا کر رہا ہے:

"طوبیٰ لمن يعمل خيرا في هذه الليلة۔ طوبیٰ لمن صلیٰ في هذه الليلة۔ طوبیٰ لمن قام في هذه الليلة، طوبیٰ لمن ركع في هذه الليلة، طوبیٰ لمن سجد في هذه الليلة، طوبیٰ لمن بكیٰ في هذه الليلة۔"(1)

ترجمہ: خوش خبری ہو اسے جو اس رات (شبِ براءت) میں نیک عمل کرے۔ خوش خبری ہو اسے جو اس رات میں نماز پڑھے۔ خوش خبری ہو اسے جو اس رات میں قیام کرے۔ خوش خبری ہو اسے جو اس رات میں رکوع کرے۔ خوش خبری ہو اسے جو اس رات میں سجدہ کرے۔ خوش خبری ہو اسے جو اس رات میں روئے گڑگڑائے اور دعائیں مانگے۔

اور یہ بھی سرکار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ منادی ندا کر رہا ہے کہ ہے کوئی گناہوں سے مغفرت مانگنے والا کہ اس کی مغفرت کی جائے، ہے کوئی اولاد کا طالب کہ اسے اولاد دی جائے، ہے کوئی روزی کا چاہنے والا کہ اسے روزی دی جائے، ہے کوئی مقدمہ میں کامیابی اور فتح یابی مانگنے والا۔ ہے کوئی مراد مانگنے والا کہ اس کی مراد پوری کی جائے۔ اور ہے کوئی یہ مانگنے والا اور ہے کوئی یہ مانگنے والا۔ حضور نے فرمایا: اے جبرئیل! یہ ندائیں اور بخششیں کب تک جاری رہتی ہیں؟ جبریل نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ عطیات اور ندائیں چودھویں شعبان کی عصر سے شروع ہوتی ہیں اور پندرھویں شعبان کی فجر طلوع ہونے تک یہی رحمت و بخشش اور ندا

(1) [الف] الغنیۃ الطالبین (عربی)، ۱/۲۳۴، دارالبشائر، بیروت۔
[ب] نزہۃ المجالس (عربی)، ۱/۱۵۷، دارالفکر، بیروت۔

جاری رہتی ہے۔[1]

حدیث: نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"من صلیٰ في ہذہ اللیلة مائة رکعة أرسل اللہ إلیه مائة ملکٍ ثلاثون یبشرون بالجنة و ثلثون یامنون من عذاب النار و ثلثون یدفعون عنه اٰفات الدنیا وعشرۃ یدفعون عنه مکائد الشیطان۔"[2]

ترجمہ: جو شخص اس رات (شبِ براءت) میں سو رکعت نماز پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس سو فرشتے بھیجے گا، جن میں سے تیس فرشتے اسے جنت کی خوش خبری دیں گے اور تیس اس کو جہنم کے عذاب سے بچائیں گے اور تیس دنیا کی آفتوں اور بلاؤں کو اس سے دور کریں گے اور دس فرشتے اس سے ابلیس ملعون کے مکر و فریب کو دور کریں گے۔

مسلمانو! شبِ براءت کی قدر کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت کو غنیمت سمجھو اور اس طاقت کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کر کے اس کی رضا و خوش نودی حاصل کرو۔

اشرف الانبیا حبیب کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اغتنم خمساً قبل خمسٍ شبابک قبل ہرمک و صحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک و فراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک۔"[3]

ترجمہ: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ بڑھاپے سے قبل جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، محتاجی سے پہلے دولت مندی کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو اور

(1) نزہۃ المجالس (عربی)، ۱/۱۵۷، دار الفکر، بیروت۔

(2) [الف] تفسیر کشاف ۴/۲۶۲، برکاتِ رضا، پوربندر، گجرات۔

[ب] تفسیر کبیر، ۱۴/۲۰۴، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[ج] حاشیة الصاوي علی الجلالین، ۴/۶۰، دار احیاء الکتب العربیة، بیروت۔

[د] تفسیر روح البیان، ۸/۴۰۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت

[ہ] تفسیر سراج منیر، ۳/۶۸۶، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(3) [الف] جامع الصغیر مع فیض القدیر، ۲/۲۱، دار الکتب العلمیة، بیروت

[ب] الترغیب والترہیب، ص: ۶۲۴، کتاب التوبة، مکتبہ دار ابن حزم، بیروت

موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جانو۔

سبحان اللہ! کیا جامع ارشاد ہے کہ زندگی، صحت اور طاقت کے اوقات کو غنیمت سمجھو۔ جو نیک کام ہو سکے کرلو، ورنہ جب یہ نعمتیں نہیں رہیں گی تو پھر پچھتانا بیکار ہو گا۔

کر جوانی میں عبادت، کاہلی اچھی نہیں
جب بڑھاپا آ گیا پھر ایسی ہو سکتی نہیں
ہے بڑھاپا بھی غنیمت گر جوانی ہو چکی
یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آ گئی
جو گیا ملکِ عدم میں پھر وہ آئے گا نہیں
چند روزہ زندگی ہے پھر وہ پائے گا نہیں

حدیث: روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، آپ فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رات گزارنے کی باری میرے پاس تھی تو میں نے دیکھا کہ آپ رات کو اٹھے اور بہت آہستہ آہستہ باہر تشریف لے گئے تو میں بھی اٹھی اور آپ کے پیچھے پیچھے چلی، اس خیال سے کہ دیکھوں آپ کس بیوی کے پاس تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر آپ جنت البقیع قبرستان کی طرف تشریف لے گئے اور قبرستان پہنچ کر مومنین اور مومنات اور شہدا کے لیے دعاے مغفرت کرنے لگے، تو میں چپکے سے واپس آکر بستر پر لیٹ گئی۔ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو فرمایا: اے عائشہ! کیا حال ہے کہ تمھاری سانس پھول رہی ہے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے جب آپ کو حجرہ شریف سے باہر تشریف لے جاتے ہوئے دیکھا تو میرا خیال ہوا کہ آپ اس وقت کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے جارہے ہیں، اس لیے میں آپ کے پیچھے پیچھے گئی لیکن جب آپ جنت البقیع پہنچ کر مردوں کے لیے دعاے مغفرت فرمانے لگے تو میں تیزی سے واپس آکر بستر پر لیٹ گئی۔ یہی وجہ سانس پھولنے کی ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! تم کو یہ معلوم نہیں کہ یہ شعبان کی پندرہویں رات (شبِ براءت) ہے۔ جبریل امین نے مجھے آکر خبر دی ہے کہ یہ رات دوزخ سے نجات کی رات ہے اور توبہ و استغفار اور عبادت کی رات ہے۔ مگر

مشرک، جادوگر، شرابی، تکبر کرنے والا، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا، اپنے رشتہ داروں سے رشتہ توڑنے والا، ان لوگوں کے لیے اس رات میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ہاں! اگر یہ لوگ اس رات کے آنے سے قبل اپنے فعلوں سے توبہ کرلیں تو وہ بھی اس کی برکتوں سے محروم نہ ہوں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رحمت عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے اس رات میں عبادت کرنے کی اجازت دو، کیوں کہ آج تمھاری باری ہے۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کے لیے اجازت ہی اجازت ہے۔ اس کے بعد آپ عبادت کے لیے کھڑے ہوئے اور جب آپ سجدے میں گئے تو سجدہ بہت دراز فرمایا۔ اس وقت میرا خیال ہوا کہ شاید حضور کی روحِ پاک نکل گئی۔ تو میں نے اپنا داہنا ہاتھ آپ کے قدمِ مبارک پر رکھ کر اندازہ کیا تو حرکت معلوم ہوئی اور میں بے حد خوش ہوئی۔ (1)

مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف اور ابنِ ماجہ شریف میں اسی نوع کی ایک حدیثِ پاک ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"فقدت رسول الله ﷺ ليلة فإذا هو بالبقيع۔"(2)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گم پایا تو دیکھا کہ آپ جنت البقیع میں تھے۔

یعنی ایک دفعہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات تھی اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باری میرے مکان پر تھی اور آپ میرے یہاں تشریف فرما تھے۔ میں رات کو اٹھی تو آپ کے بسترِ مبارک کو خالی پایا۔ آپ کو ڈھونڈنے کے لیے مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں نکلی حتیٰ کہ بستی

---

(1) [الف] الترغيب والترهيب، ۲۸۴/۳، دار ابن حزم، بیروت
[ب] شعب الإيمان، ۳۸۳/۳، دار إحياء التراث العربي، بيروت
(2) [الف] سنن ابن ماجه ۴۴۴/۱، دار الكتب العلمية، بيروت
[ب] الترمذی، ۲۰۳/۱، دار الكتب العلمية، بيروت
[ج] مسند امام احمد بن حنبل، ۲۳۸/۱، دار الفاروق، عمان
[د] مشكوٰة المصابيح، ص: ۱۱۴، فاروقيه بک ڈپو، دہلی۔

سے باہر گئی تو مدینہ منورہ کے قبرستان میں آپ کو ذکر و دعا میں مشغول پایا۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

"أكنت تخافين أن يحيف الله عليك۔"(1)

کیا تم اس سے خوف کرتی تھیں کہ تم پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ظلم کریں گے یعنی ہم تمھاری باری میں کسی اور بیوی کے ہاں رات قیام کریں گے، جو بظاہر تمھاری حق تلفی اور تم پر ظلم ہے۔

فائدہ: حضور اکرم ﷺ پر بیویوں کی باری اور مہر شرعاً واجب نہ تھا، مگر خود آپ نے اپنے کرم سے ان کی باریاں مقرر فرمادی تھیں۔ اب اس کے خلاف کرنا اپنے وعدہ کے خلاف ہوگا۔ اس لیے اسے حضور اقدس ﷺ نے ظلم فرمایا۔ نیز چوں کہ حضور اقدس ﷺ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس لیے اس فعل کو اللہ تعالیٰ کی طرف بھی منسوب فرمایا:

ہاں! تو حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا:

"يا رسول الله إني ظننت أنك أتيت بعض نساءك۔"(2)

یارسول اللہ! مجھے خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے۔

کیوں کہ آپ پر باری فرض نہیں اور آپ اس معاملہ میں مختار ہیں۔ ہاں! مجھے غیرت ضرور تھی کہ میری باری اور بیوی نے کیوں لے لی۔ اس غیرت میں میں گئی۔

علمائے کرام فرماتے ہیں یہ غیرت عورتوں کی فطری چیز ہے، اس پر کوئی پکڑ نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن الله تعالىٰ ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا فيغفر

---

(1) مشکوٰۃ شریف، ص:۱۱۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔

(2) [الف] مشکوٰۃ شریف، ص:۱۱۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔

[ب] شعب الإيمان، ۳۸۰/۳، دار احياء التراث العربي، بيروت

لأكثر من عدد شعر غنم كلبٍ۔"[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات (شبِ براءت) میں آسمانِ دنیا کی طرف تجلی خاص فرماتا ہے اور قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

یعنی اس رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص دنیا کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور قبیلۂ کلب جن کے پاس بہت بکریاں تھیں، اور ان بکریوں کے جسم پر جس قدر بال ہیں اتنے گنہگاروں کی مغفرت ہوتی ہے۔

فائدہ: شبِ براءت میں اگر تمام رات نہ جاگ سکے تو جس قدر ہو سکے عبادت کریں اور زیارتِ قبور کریں، لیکن عورتوں کو قبرستان میں جانا منع ہے۔ لہٰذا وہ صرف نوافل، ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں اور صبح کو روزہ رکھیں۔

ناظرینِ کرام! اس حدیثِ پاک سے بھی معلوم ہوا کہ شبِ براءت میں عبادت کرنا اور قبرستان جانا سنت ہے۔

حدیث: "وعن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال هل تدرين ما في هذه الليلة يعني ليلة النصف من شعبان قالت: ما فيها يا رسول الله ؟ فقال: فيها أن يكتب كل مولود بنى أدم في هذه السنة و فيها أن يكتب كل هالكٍ من بني أدم في هذه السنة و فيها ترفع أعمالهم و فيها تنزل أرزاقهم۔"[2]

---

(1) [الف] مشکوٰۃ شریف، ص:۱۱۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔
[ب] جامع الترمذی، کتاب الصوم، ص:۲۲۰، داراحیاء التراث العربی، بیروت
[ج] شعب الإیمان، ۳۸۰/۳، داراحیاء التراث العربي، بیروت
[د] سنن ابن ماجه، ۴۴۴/۱، دارابن حزم، بیروت
(2) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۱۵، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔

فائدہ: شبِ براءت کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر صاحبِ "نفحاتِ نورانیۃ" نے اہلِ ایمان کو متنبہ فرمایا اور بیش قیمت ہدایات سے نوازا۔ آپ لکھتے ہیں:

"فهنيئا لكل من يصوم نهارها ويقوم ليلها ويكثر من العبادة و قراءة القرآن .... فقد يحصل المؤمنين في هذه الليلة المباركة لا يحصل في مئات الليالي سواها ولذا أمر النبى

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتی ہو کہ اس رات یعنی پندرہویں شعبان میں کیا ہے ؟عرض کیا، یا رسول اللہ !اس میں کیا ہے ؟تو آپ نے فرمایا: اس رات میں اس سال پیدا ہونے والے انسان کے بچے لکھ دیے جاتے ہیں اور اس سال مرنے والے سارے انسان لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں اس کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اس رات میں ان کے رزق اتارے جاتے ہیں۔

یعنی شبِ براءت میں فرشتے لوحِ محفوظ سے سال بھر کے ہونے والے واقعات صحیفوں میں نقل کر دیتے ہیں اور ہر صحیفہ ان فرشتوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں جن کے ذمہ یہ کام ہے۔ چنانچہ مرنے والوں کی فہرست ملک الموت کو اور پیدا ہونے والوں کی فہرست بچہ بنانے والے فرشتے کو اور رزق کی فہرست حضرت میکائیل علیہ السلام کو دے دی جاتی ہے۔غرض کہ شبِ براءت میں اس سال پیدا ہونے والے انسان کے بچے لکھ دیے جاتے ہیں اور اس سال مرنے والے سارے انسان لکھ دیے جاتے ہیں۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سال بھر کے اعمال جو روزانہ صحیفوں میں لکھے جاتے رہے وہ تمام مع ٹوٹل ایک جگہ لکھ کر شبِ براءت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگلے سال جس کو جتنی روزی ملنی ہے، پھل، پانی کے قطرے، سانسیں وغیرہ سب کا ٹوٹل لگا دیا جاتا ہے۔

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن بإحياءها بالصلوٰة والدعاء والاستغفار والإكثار من قراءة القرآن والتضرع بكل صدق وإخلاص۔"

(النفحات النورانية في فضائل الشهور القمرية، ص:۱۷۳، مطبع نضر، دمشق۔)

ترجمہ: خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جو شبِ براءت میں قیام کرے، دن میں روزے رکھے اور کثرت سے نوافل پڑھے اور تلاوتِ قرآن کرے۔ بندۂ مومن جو فضائل وکمالات اس رات میں حاصل کر سکتا ہے، وہ شبِ براءت کے علاوہ دوسری ہزار راتوں میں کہاں؟ شبِ براءت کی اسی فضیلت وبرکت کے سبب اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ شبِ براءت میں قیام کریں، دعا واستغفار اور کثرت سے تلاوت کریں اور صدق دل سے بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کریں۔　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

مسلمانو! اس حدیثِ پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لوحِ محفوظ کے فرشتوں کو ذرہ ذرہ کی خبر ہے۔ انھیں سال میں پیدا ہونے والے، مرنے والے، اور گرنے والی بارش کے قطرات اور ملنے والی روزیوں کا پورا پورا علم ہوتا ہے اور یہ چیزیں علومِ خمسہ میں سے ہیں، جو ان فرشتوں کو دیے گئے ہیں تو افضل الکائنات فخرِ موجودات ﷺ کے علمِ پاک کا کیا پوچھنا؟ آپ کو تو ازل تا قیامِ قیامت ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ کا علمِ پاک دیا گیا۔ از عرش تا فرش آپ کو دکھائے گئے۔ جو لوگ حضور اقدس ﷺ کے علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں وہ لوگ غور کریں اور اس گندے عقیدے سے توبہ کریں۔

حدیث: "إن الله تعالىٰ ليطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرک أو مشاحن يعني المصارم أخيه المسلم۔"(1)

ترجمہ: شعبان کی پندرہویں رات میں اللہ تعالیٰ تجلیِ خاص فرماتا ہے اور مشرک اور بدمذہب اور مسلمانوں میں جھگڑا اڈالنے والے کے علاوہ سب کو بخش دیتا ہے۔

حدیث: "إن الله تعالىٰ فيها عتقاء من النار بعدد شعر غنم بني كلبٍ۔"(2)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے دربار سے مسلمانوں کو جہنم سے آزادی کے پروانے شبِ براءت میں اتنی تعداد میں ملتے ہیں جتنی تعداد میں بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔

نیز سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن الله يرحم أمتي في هذه الليلة بعدد شعر أغنام بني كلب أو ربيع أو

---

(1) [الف] الترغيب والترہيب، ۴۰۸/۱، دار البيان العربي، بيروت۔
[ب] شعب الإيمان، ۳۸۲/۳، دار إحياء التراث العربي، بيروت
[ج] مشكوٰة المصابيح، ص:۱۱۵، فاروقيه بک ڈپو، نئی دہلی۔
فائدہ: علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: المشاحن المعادي۔ (النهاية، ۴۴۹/۲، بيروت)
ترجمہ: مشاحن جھگڑالو اور فسادی آدمی کو کہتے ہیں جو لوگوں کے درمیان عداوت کی چنگاری بھڑکاتا ہے۔
(2) شعب الإيمان، ۳۸۵/۳، دار احياء التراث العربي، بيروت

مضر۔"(1)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ میری امت پر اس رات (شبِ براءت) میں اتنی رحمتیں نازل فرماتا ہے جتنے بنی کلب اور ربیع اور مضر کی بکریوں کے بال ہیں۔

فائدہ: بنی کلب، ربیع اور مضر۔ عرب میں یہ تین قبیلے تھے۔ ان کے یہاں بکریاں بکثرت تھیں، کہتے ہیں کہ ہر ایک قبیلے کے پاس تیس ہزار سے کم بکریاں نہ تھیں۔ اسی لیے حضورِ اقدس ﷺ نے ان قبیلوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔

سبحان اللہ وبحمدہ! شبِ براءت کس قدر مقدس اور مبارک رات ہے۔

یہ شبِ براءت ہے، رحمت کی رات ہے
بخشش کی آج شام ہے، برکت کی رات ہے

حدیث: نبیِ مکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"إن الله تعالیٰ ینزل لیلة النصف من شعبان إلی سماء الدنیا فیغفر لأکثر من عدد شعر غنم بنی کلب۔"(2)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمانِ دنیا کی طرف تجلی خاص فرماتا ہے اور بنی کلب کی بکریوں کے بدن پر جتنے بال ہیں ان سے زیادہ تعداد میں

---

(1) [الف] تفسیر جمل، ۱۱۶/۷، دار الکتب العلمیة، بیروت۔
[ب] تفسیر کبیر، ۲۰۴/۴/ تفسیر کشاف۔ ۲۶۳/۴، برکاتِ رضا گجرات۔
حضرت ملاعلی قاری فرماتے ہیں: وخصهم لأنهم أكثر غنما من سائر العرب۔
(مرقاۃ المفاتیح، ۳۳۹/۳، دار الکتب العلمیة، بیروت)
ترجمہ: ان قبائل کی تخصیص اس لیے کی گئی کہ پورے عرب قبائل میں سب سے زیادہ بکریاں انھیں قبیلے میں پائی جاتی تھیں۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)
(2) [الف] جامع الترمذی، کتاب الصوم، ص:۲۲۰، دار احیاء التراث العربي، بیروت۔ [ب] شعب الإیمان، ۳۸۰/۳، دار احیاء التراث العربي، بیروت
[ج] جامع الأصول في أحادیث الرسول، ۲۲۴/۹، دار الکتب العلمیة، بیروت

میری امت کی مغفرت فرماتا ہے۔

حدیث: سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن الله تعالیٰ یغفر بجمیع المسلمین في تلک اللیلة إلا الکاهن والساحر ومدمن الخمر وعاق والدیه والمصرّ علی الزنا۔"(1)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ شبِ براءت میں سب مسلمانوں کی مغفرت فرماتا ہے، مگر کاہن اور جادوگر اور شراب پر مداومت کرنے والا یعنی ہمیشہ شراب پینے والا اور ماں باپ کا نافرمان اور زنا پر اصرار کرنے والے کو نہیں بخشتا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ سود خور اور تکبر کے ساتھ پائجامہ یا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے والا، ان لوگوں کی بھی اس رات میں مغفرت نہیں ہوتی اور جس مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق ہے اور اس نے صاحبِ حق سے معافی نہیں مانگی، شبِ براءت میں وہ بھی مغفرت سے محروم رہتا ہے۔ معاذ الله رب العالمین۔

اور ایک روایت میں ہے مشرک، ناحق کسی کو قتل کرنے والا اور اپنے رشتہ داروں سے رشتہ توڑنے والا، ٹخنہ سے نیچے لنگی یا پائجامہ پہننے والا، زنا کرنے والا، شراب پینے والا، جان دار کی تصویر بنانے والا، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا، ان لوگوں کے لیے اس رات میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

امام محی السنہ بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا شبِ براءت میں شعبان المعظم سے دوسرے شعبان المعظم تک تمام امور اور عالم کے دفاتر فرشتوں کے سپرد کردیے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ آدمی شادی کرتا ہے اور اس کے یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے، اس کی خوشی مناتا ہے، مکان بنواتا ہے، حالاں کہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جاچکا

(1) [الف] تفسیر جمل، ۷/۱۱۶، دار الکتب العلمیة، بیروت

[ب] تفسیر کشاف ۴/۲۶۳، برکات رضا، پوربندر۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ہوتا ہے۔(1)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"إن الله تعالیٰ يقضی الأقضية في ليلة النصف من شعبان ويسلمها إلى أربابها۔"(2)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو سال بھر کے احکام نافذ فرما کر "مدبرات امر" کے سپرد فرما دیتا ہے۔

فائدہ: مدبراتِ امر چار فرشتے ہیں: [۱] حضرت جبرئیل علیہ السلام [۲] حضرت میکائیل علیہ السلام [۳] حضرت اسرافیل علیہ السلام [۴] حضرت عزرائیل علیہ السلام۔(3)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص پندرہویں شعبان المعظم کو زندہ رکھے گا، پروردگارِ عالم اس کو مرنے کے بعد زندہ رکھے گا۔ یہاں پندرہویں شعبان المعظم کو زندہ رکھنے سے مراد اس رات کو عبادت اور ذکرِ الٰہی میں جاگ کر گزار دینا ہے۔

اللهم صل علیٰ سيدنا محمد ما اختلف الملوان، وتعاقب العصران۔ وكرّ الجديدان۔ واستقل الفرقدان. وبلغ روحه وأرواح أهل بيته منا التحية والسلام وبارك وسلم عليه وعليهم كثيرا كثيرا۔

دعا مقبول ہونے کی پانچ مخصوص راتیں

(1) تفسیر بغوی، ۴/۱۳۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2) [الف] تفسیر بغوی، ص: ۱۱۷۴، دار ابن حزم، بیروت

[ب] تفسیر جمل، ۷/۱۱۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(3) [الف] تفسیر ابن ابي حاتم، ۱۰/۳۳۹۷، دار الفکر، بیروت۔

[ب] تفسیر سراج منیر، ۴/۵۳۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[ج] تفسیر ثعلبی، ۶/۳۷۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

[د] تفسیر خازن، ۴/۳۹۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ پانچ راتوں میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ (۱) جمعہ کی رات (۲) پہلی رجب کی رات (۳) شبِ براءت (۴) شبِ قدر (۵) عید وبقر عید کی رات۔ (1)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو جاگ کر عبادت کرو اور اس کی صبح کو روزہ رکھو۔ جو شخص اس رات میں عبادت کرے گا اس کا دل مردہ نہ ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''شب براءت کی عزت و حرمت کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مکرم و معظم کیا ہے تو جو شخص دوزخ سے امان چاہے، وہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ (2)

سبحان اللہ! شب براءت کتنی متبرک اور نورانی رات ہے۔

جو شخص شعبان المعظم کی چودہویں تاریخ کو آفتاب ڈوبنے کے قریب ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' چالیس مرتبہ اور درودِ پاک ایک سو مرتبہ پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے گناہ کو بخش دے گا اور چالیس حوارنِ بہشت اس کی خدمت

---

(1) [الف] مصنف عبد الرزاق، ۳۱۷/۴، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[ب] نور الإیضاح مع مراقی الفلاح، ص:۲۰۶، المدینة العلمیة، پاکستان

(2) مفسرِ قرآن حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ:

"إن عمر بن عبد العزیز لما رفع راسہ من صلوٰتہ لیلة النصف من شعبان وجد رقعة خضراء قد اتصل نورہا بالسماء مکتوب فیہا: ہٰذا براءة من النار من الملک العزیز لعبدہ عمر بن عبد العزیز۔"

(تفسیر روح البیان، ۴۰۲/۸، ۴۰۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: پندرہویں شعبان (شبِ براءت) کو جب حضرت عمر بن عبد العزیز نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ سامنے ایک سبز رقعہ پڑا ہے اور نور سے جگمگا رہا ہے۔ اس رقعہ میں لکھا ہوا تھا ''یہ اللہ رب العزت کی جانب سے عمر بن عبد العزیز کے لیے جہنم سے امن وامان اور دوزخ سے آزادی کا پروانہ ہے۔

کے لیے مقرر کرے گا۔

اشرف الانبیا حبیبِ کبریا ﷺ نے شعبان المعظم کی تیرہویں رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی امت کی شفاعت کی گزارش کی تو ایک تہائی امت کی شفاعت ہو ہوئی۔ پھر شعبان المعظم کی چودہویں رات میں دعا کی تو دو تہائی امت بخشی گئی، پھر شعبان المعظم کی پندرہویں رات (شبِ براءت) میں مناجات کی تو ساری امت کے حق میں شفاعت مقبول ہو گئی۔ سوائے ان نافرمان بندوں کے جو سرکش اونٹوں کی طرح اللہ تعالیٰ سے روگردانی کرتے اور منہ موڑ کر بھاگتے ہیں۔ یعنی کافر۔ (1)

غرض کہ شبِ براءت میں اللہ تعالیٰ نے نبیِ اکرم ﷺ کو سید الشافعین کا منصبِ عظیم عطا فرمایا ہے اور آپ کے سرِ مبارک پر شفاعت کا زریں تاج رکھا ہے۔

اللھم صلی علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ اٰل سیدنا و مولانا محمد بعدد کل ذرۃ ألف ألف مرۃٍ و بارک وسلم علیہ۔

روحوں کا گھر آنا

شب براءت میں مسلمانوں کی روحیں اپنے گھروں اور اپنے عزیز و اقارب کے گھروں پر آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے گھر والو! تم ہمارے گھروں میں رہتے سہتے ہو، ہمارے مالوں کو خرچ کرتے ہو اور ہماری چیزوں کو برتتے اور استعمال کرتے ہو، ہمارے بچوں سے خدمت لیتے ہو، اللہ کے واسطے مجھے کچھ دو۔ ہمارے لیے ایصالِ ثواب کرو۔ ہمارے اعمال ختم کر دیے گئے اور تمھارے نامۂ اعمال جاری ہیں۔ اگر گھر والے یا اس کے عزیز و اقارب یا دوست احباب اپنی حیثیت کے مطابق ایصالِ ثواب اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور فاتحہ اور ختم قرآن پاک کر کے ان کے نام سے ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو یہ روحیں خوش خوش ان کے حق میں دعائے خیر کرتی

(1) [الف] حاشیۃ الصاوي علیٰ تفسیر الجلالین، ۱۹۰۸/۵، دار الفکر، بیروت
[ب] تفسیر کبیر، ۲۰۴/۱۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ہوئی واپس لوٹتی ہیں۔ اور اگر گھر والے ان کے لیے ایصالِ ثواب نہیں کرتے، صدقہ وخیرات نہیں کرتے تو یہ روحیں خالی واپس ہوتی ہیں اور گھر والوں کے لیے دعاے نقصان وخسران کرتی ہیں۔والعیاذ باللہ رب العالمین۔

حدیث: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

"إذا كان يوم العيد و يوم العشر و يوم الجمعة الأولىٰ من شهر رجب وليلة النصف من شعبان و ليلة الجمعة يخرج الأموات من قبورهم ويقفون علىٰ أبواب بيوتهم ويقولون ترحموا علينا في هذه الليلة بصدقة ولو بلقمة من خبز فإنّا محتاجون إليها فإن لم يجدو شيئاً يرجعون بالحسرة۔"(1)

ترجمہ: جب عید کا دن ہوتا ہے یا روزِ عاشورہ یا رجب کا پہلا جمعہ، یا شعبان کی پندرہویں رات یا جمعہ کی رات تو روحیں اپنی اپنی قبروں سے نکلتی ہیں اور اپنے گھروں کے دروازوں پر آکر بیٹھ جاتی ہیں اورکہتی ہیں کہ اے گھر والو! ہمارے اوپر رحم ومہربانی کرو۔ آج کی رات ہمارے لیے صدقہ وخیرات کرو۔ اگرچہ ایک نوالہ روٹی ہی کا صدقہ کیوں نہ ہو، کیوں کہ ہم صدقہ وخیرات اور ایصالِ ثواب کے محتاج ہیں۔ پس اگر وہ روحیں کچھ نہیں پاتیں، یعنی گھر والے فاتحہ، درود کچھ نہیں کرتے تو وہ روحیں حسرت و ناامیدی کے ساتھ واپس لوٹ جاتی ہیں۔

اب جن لوگوں کی مرضی ہو صدقہ وخیرات کرے، ایصالِ ثواب کرے، فاتحہ دلائے اور اپنے مرے ہوؤں کو خوش خوش واپس کرے اور جن لوگوں کی مرضی ہو وہ اپنے مرے ہوؤں کو اپنے دروازے سے ناامید واپس کرے۔

مسلمانو! یقیناً روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں۔ جن حضرات کو روحوں کے اپنے گھروں میں آنے کے متعلق تفصیل سے دیکھنا ہو تو وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث

(1) خزانة الروايات، بحواله فتاوىٰ رضويه، ۲۳۳/۴، رضا اکیڈمی، ممبئی۔
نوٹ: کتاب اور خزانۃ الروایات کی عبارتوں میں قدرے اختلاف ہے، لیکن مفہوم ایک ہے۔

بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالۂ مبارک "ایتان الارواح" کا مطالعہ کریں۔[1]

نورانی طشت

حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں ایک قبرستان دیکھا جس کی سب قبریں پھٹ گئی تھیں اور ان کے مردے قبروں سے باہر نکل کر قبروں کے دہانے پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہر ایک کے آگے ایک ایک نورانی طشت تھا۔ لیکن ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سامنے نورانی طشت نہیں ہے۔ حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ تمھارے سامنے نورانی طشت نہیں دیکھ رہا ہوں۔ اس مردے نے جواب دیا کہ جن لوگوں کے آگے آپ نورانی طشت دیکھ رہے ہیں، ان کے رشتہ دار اور ان کی اولاد ان کے لیے دعاے خیر اور صدقہ وخیرات اور ایصالِ ثواب کرتی ہیں۔ یہ نورانی طشت انھیں کے صدقات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حالاں کہ میرا بھی ایک لڑکا ہے، مگر وہ صالح و نیک بخت نہیں اور خیالات بھی اچھے نہیں ہیں۔ عقائد گندے ہیں۔ صدقہ و خیرات اور ایصالِ ثواب و فاتحہ درود کا قائل نہیں ہے۔ نہ میرے لیے صدقہ و خیرات کر کے ایصالِ ثواب کرتا ہے اور نہ دعا کرتا ہے، اسی لیے میرے آگے نورانی طشت نہیں ہے۔ اور مجھے اپنے پڑوسیوں کے سامنے بہت شرمندگی ہوتی ہے۔ حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو انھوں نے اس کے لڑکے کو بلا کر جو کچھ خواب میں دیکھا تھا، بتایا۔ اس کے لڑکے نے پورا واقعہ سننے کے بعد کہا۔ حضور! آپ گواہ رہیں میں گندے خیالات سے توبہ کرتا ہوں۔ چناں چہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا اور صدقہ و خیرات اور ایصالِ ثواب کا قائل ہو کر اپنے والد کے لیے دعاے خیر اور صدقہ و خیرات اور ایصالِ ثواب

---

(1) رسالے کا پورا نام اس طرح ہے: "إیتان الأرواح لدیارہم بعد الرواح" یعنی مرنے کے بعد روحوں کا اپنے اپنے گھروں میں آنا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا یہ بلند پایہ رسالہ فتاویٰ رضویہ ۲۳۱/۴، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی میں موجود ہے۔　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

کرنے لگا۔ بہت دنوں بعد خواب میں پھر حضرت ابوقلابہ نے اسی قبرستان کو دیکھا اور اس آدمی کو بھی دیکھا کہ آج اس کے آگے بھی نورانی طشت ہے اور وہ نورانی طشت سورج سے بھی زیادہ درخشاں اور دوسروں کے نوروں سے بھی زیادہ منور تھا۔ اُس مُردہ آدمی نے حضرت ابوقلابہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کی نصیحت کی وجہ سے مجھے میرے لڑکے نے آگ سے پناہ دلوائی اور اب میں اپنے پڑوسیوں کی شرمندگی سے بچ گیا۔

پندرہویں شعبان المعظم کا روزہ

شبِ براءت کی صبح کے روزہ سے متعلق رحمتِ عالم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من صام یوم الخامس عشر من شعبان لم تمسه النار۔"(1)

ترجمہ: جو شعبان کی پندرہ تاریخ کو روزہ رکھے گا اُسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

سبحان اللہ رب العالمین۔

اللہ رب محمد صلیٰ علیہ وسلما۔ وعلیٰ ذویہ وآلہ ابد الدھور وکرما۔

شبِ براءت کی نمازیں

اشرف الانبیا حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا: پندرہویں شعبان کی رات (شبِ براءت) میں غسل کرو (اور غسل بھی شام کے بعد کرنا مستحب ہے۔)

نیز حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو غسل بہ نیتِ عبادت کرے تو غسل کے پانی کے ہر ہر قطرے کے بدلے اس کے نامۂ

---

(1) نزہۃ المجالس عربی، ۱۵۶/۱، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

لیکن اس میں میں خاص پندرہویں شعبان کو روزہ رکھنے کی قید نہیں بلکہ پورے ماہِ شعبان میں کسی بھی دن روزہ رکھ لینے سے اللہ تبارک وتعالیٰ روزے دار کے جسم کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔ مگر چوں کہ حدیث پاک میں "پندرہویں شعبان" کو روزہ رکھنے کا حکم ہے، اس لیے بہتر یہی ہے کہ خاص پندرہویں شعبان کو ہی روزہ رکھا جائے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

اعمال میں سات سو رکعت نفل نماز کا ثواب لکھا جائے گا۔ پھر غسل کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ الوضو کی نیت سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ احد) پوری سورہ تین مرتبہ پڑھے، پھر نماز تحیۃ الوضو پڑھنے کے بعد آٹھ رکعت نماز پڑھے، جس کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر (انا انزلناہ فی لیلۃ القدر) پوری سورہ ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھے.

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ نماز شبِ براءت میں پڑھے تو اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے، وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جائے گا جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

دس ہزار نیکیاں

جو کوئی مسلمان مرد و عورت شبِ براءت میں بعد نمازِ مغرب بیس رکعت نفل نماز پڑھے اس طرح کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس ہزار نیکیاں لکھے گا۔

بہشت کی خوش خبری

شبِ براءت میں جو شخص سو رکعت نفل نماز پڑھے، اس طرح سے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس سو فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ وہ اس کے پاس رہیں اور اسے بہشت کی خوش خبری سنائیں اور شیطان کے مکر و فریب سے بچائیں، نیز اللہ تعالیٰ اس کی ہر حاجت کو پوری کرے گا۔ (1)

(1) [الف] تفسیر روح البیان، ۸/۴۰۳، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔
[ب] حاشیۃ الصاوي علی تفسیر الجلالین، ۵/۱۹۰۸، دار الفکر، بیروت۔
[ج] تفسیر جمل، ۷/۱۱۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
[د] تفسیر سراج منیر، ۳/۶۸۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

عمرِ طبعی میں برکت ہوگی

جو شخص شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو بارہ رکعات نفل نمازیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھے تو اس کی تمام سیاہ کاریاں مٹادی جائیں گی اور اس کی عمرِ طبعی میں برکت دی جائے گی۔ [1] انشاء اللہ الرحمٰن۔

شبِ براءت میں فرشتوں کی ندائیں

شبِ براءت میں آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

پہلے دروازے پر ایک فرشتہ کھڑا ہو کر پکارتا ہے کہ جو شخص اس رات میں رکوع کرے اسے مبارک ہو۔

دوسرے دروازے پر یوں پکارتا ہے کہ اس رات میں سجدہ کرنے والے کو مبارک ہو۔

تیسرے دروازے پر یوں پکارتا ہے کہ دعا کرنے والے کو مرحبا۔

چوتھے دروازے پر یوں پکارتا ہے کہ جو شخص اس رات میں خوفِ الٰہی کی وجہ سے روتا ہے، اس کے لیے بشارت ہو۔

پانچویں دروازے پر یوں پکارتا ہے کہ جو شخص اس رات میں کوئی نیک اور شائستہ عمل بجالاتا ہے، اسے خوش ہوجانا چاہیے۔

چھٹے دروازے پر یوں پکارتا ہے کہ کوئی مانگنے والا ہے کہ وہ اپنی حاجت مانگے اور اس کی حاجت پوری کی جائے۔

ساتویں دروازے پر یوں پکارتا ہے کہ کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ اس کے سر پر بخشش کا انمول تاج رکھ دیا جائے۔ [2]

---

(1) نزہۃ المجالس و منتخب النفائس عربی، ۱/۱۵۷، دار الفکر، بیروت

(2) نزہۃ المجالس عربی، ۱/۱۵۷، دار الفکر، بیروت۔

ایمان کی حفاظت

شب براءت میں دو رکعت نفل نماز ایمان کی حفاظت کے لیے پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور سورۂ فلق ایک مرتبہ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور سورۂ ناس ایک مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ایمان کی حفاظت کے لیے دعا کرے۔

دفعِ عذاب قبر

دو رکعت نفل نماز عذابِ قبر کو دفع کرنے کے لیے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۂ زلزال (اذا زلزلت الارض زلزالھا) پوری سورہ تین مرتبہ پڑھے اور بعدِ سلام عذابِ قبر سے محفوظ رہنے کی دعا کرے۔

روزی کی زیادتی

شبِ براءت میں دو رکعت نفل نماز روزی میں برکت اور ترقی و زیادتی کے لیے اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد روزی میں برکت اور اس میں ترقی و زیادتی کے لیے دعا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت ہوگی۔ غم والم سے نجات ملے گی۔

دفعِ ہَول اور وحشت قبر

چار رکعت نفل نماز ہولِ قبر اور وحشتِ قبر کے دفع کے لیے پڑھے۔

پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون تین مرتبہ اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ تکاثر (الھکم التکاثر) ایک مرتبہ اور سورۂ

اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی تین مرتبہ اور سورۂ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ہولِ قبر اور خوفِ قبر سے بچنے کی دعا کرے۔

فائدہ: یہ نماز شبِ براءت کے علاوہ ماہِ رمضان المبارک میں آخری جمعہ کو اور بقر عید کی ساتویں آٹھویں اور نویں تاریخوں میں اور یومِ عاشورا یعنی محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو دن میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

دفعِ چمٹاؤ قبر

دو رکعت نفل ضغطۂ قبر یعنی قبر کے چمٹاؤ سے محفوظ رہنے کے لیے پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ زلزال (اذا زلزلت الارض) پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ضغطۂ قبر کے دفع ہونے کی دعا کرے۔

ستّر ستّر دینی و دنیوی حاجات

جو شخص شبِ براءت میں سورۂ حٰمٓ (سورۂ دُخان جو پچیسویں پارے میں ہے) پڑھے گا، اس کی ستّر ستّر دینی و دنیوی حاجات پوری ہوں گی اور وہ شخص مستجاب الدعوات ہو گا۔ بشرطے کہ وہ تلاوت مقبول ہو اور اخلاص سے پڑھے۔ انشاء اللہ العزیز۔ (1)

---

(1) سورۂ دخان کی بے پناہ فضیلتیں ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ "جو شخص جمعہ کی شب سورۂ دخان پڑھے، اس کی مغفرت ہو جائے گی، ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعاے مغفرت کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔" (سنن دارمی، ۳۰۸/۲، دار الفکر، بیروت/تفسیرنسفي ۱۲۶/۴/تفسیرثعلبی ۴۲۷/۵/تفسیرجمل ۱۱۵/۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت/ التذکار في أفضل الأذکار للقرطبی، ص:۱۶۹، موسسۃ الریان، بیروت)

[از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ]

شبِ براءت کی مشہور اور مجرب دعا

اگر ممکن ہو تو شبِ براءت میں "دعائے شبِ براءت" پڑھیں، کیوں کہ نبیِ مکرم نورِ مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو مسلمان اس دعا کو شبِ براءت میں پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بُری موت یا ناگہانی موت سے محفوظ رکھے گا۔ وہ مبارک دعا یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ یَاذَالْمَنِّ وَلَایُمَنُّ عَلَیْہِ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَالطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ظَھْرُ اللَّاجِیْنَ وَجَارُ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ وَاَمَانُ الْخَائِفِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ شَقِیًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْمُقْتَرًا عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اَللّٰھُمَّ بِفَضْلِکَ شَقَاوَتِیْ وَحِرْمَانِیْ وَطَرْدِیْ وَاقْتَارَ رِزْقِیْ وَاَثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ سَعِیْدًا مَّرْزُوْقًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَیْرَاتِ فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتٰبِکَ الْمُنَزَّلِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ (یَمْحُوا اللّٰہُ مَایَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ) اِلٰھِیْ بِالتَّجَلِّیِ الْاَعْظَمِ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَھْرِ شَعْبَانَ الْمُکَرَّمِ الَّتِیْ یُفْرَقُ فِیْھَا کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ وَّیُبْرَمُ. أسألک اَنْ تَکْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ وَالْبَلْوَاءِ مَانَعْلَمُ وَمَالَا نَعْلَمُ وَمَا اَنْتَ بِہٖ اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.(1)

---

(1) ماذا في شعبان؟ ص:۱۰۵، مکة المکرمه، از: سید محمد بن علوی مالکی حسنی۔

شبِ براءت کی ایک خاص دعا: "اللھم إنک تعلم سری و علانیتی فأقبل معذرتی و تعلم حاجتی فأعطنی سؤالی، وتعلم ما في نفسي فاغفرلی ذنبی، اللھم إنی أسألک إیمانا یباشر قلبی ویقیناً صادقا حتی أعلم أنه لا یصیبنی إلا ما کتبت لی ورضنی بقضائک۔" (ما ذا فی شعبان، ص:۱۰۹)

ترجمہ: اے اللہ! تو میرا ظاہر و باطن جانتا ہے، میرا عذر قبول فرما۔ تو میری حاجت کو جانتا ہے، اسے پوری کر دے۔ میری دلی مراد سے تو واقف ہے، میرے گناہ معاف فرما۔ الہ العالمین! میں تجھ سے اس ایمان کا طلب گار ہوں جو قلب کو قوت دے اور وہ سچا یقین عطا کر جس کے ذریعہ یقینِ کامل ہوجائے کہ مجھے وہی ملے گا جو تو نے لکھ

ترجمہ: اے میرے اللہ! تو ہی سب پر احسان کرنے والا ہے اور تجھ پر کوئی احسان نہیں کر سکتا۔ اے بزرگی اور مہربانی رکھنے والے! اے بخشش اور انعام والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہی گرتوں کو تھامنے والا، بے پناہوں کو پناہ دینے والا اور ڈرنے والوں کا سہارا ہے۔ اے اللہ! اگر تو نے مجھے لکھ دیا ہے اپنے پاس ام الکتاب میں بدبخت یا محروم یا بھٹکا ہوا یا کم نصیب تو اے اللہ! مٹا دے اپنے فضل سے میری بدبختی اور محرومی اور راندگی اور روزی کی کمی کو اور لکھ دے تو مجھ کو اپنے پاس ام الکتاب میں خوش نصیب، وسیع الرزق، نیک بخت اور بے شک تیرا یہ کہنا سچ ہے، تیری کتاب میں جو تیرے نبی مرسل پر نازل کی گئی ہے۔ سچ ہے اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا اور ثابت رکھتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔ اے میرے اللہ! تجلی اعظم کا صدقہ اس نصف شعبان المکرم کی رات میں جس میں ہر حکمت والے کاموں کی تقسیم اور ان کا نفاذ ہوتا ہے، تو دور فرما دے میری بلا اور مصیبت کو، خواہ ان کو میں جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں۔ اور جن سے تو واقف ہے، بے شک تو ہی سب سے برتر اور بڑھ کر احسان کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلامتی ہو ہمارے آقا محمد ﷺ پر اور ان کی آل و اولاد اور صحابہ پر اور تمام تعریفیں صرف اور صرف کائنات کے پالنہار کے لیے ہیں۔

درازی عمر

شبِ براءت میں بعد نمازِ مغرب دو رکعت نفل نماز پڑھے، پھر سورہ یٰسین شریف ایک مرتبہ یا سورہ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھ کر دعاے شبِ براءت جو ص:۵۳ پر ہے ایک مرتبہ

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

دیا ہے۔ اے اللہ! مجھے اپنی قضا پر راضی رکھ۔ (یہ دعا اردو میں بھی مانگ سکتے ہیں)

نوٹ: حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب "ما ثبت بالسنۃ" میں یہ دعا نقل فرمائی ہے۔ یہ دعا حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آدم کو بتایا کہ اے آدم! جو دعا تو نے مانگی، اسے میں نے قبول کیا اور آئندہ تمھاری اولاد میں سے جو کوئی یہ دعا مانگے گا، میں اس کی دعا قبول کروں گا، اس کے گناہ معاف کر دوں گا، اس کی تمام مشکلات کو آسان کر دوں گا اور ہر تاجر کو اتنا دوں گا کہ دنیا اس کے سامنے ناک رگڑتی آئے گی۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی مایۂ ناز تصنیف احیاء العلوم العربی ۱/۴۷۵ میں یہ دعا نقل فرمائی ہے۔ لہٰذا شبِ براءت میں یا عام دنوں میں یہ دعا خاص طور سے مانگنی چاہیے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

پڑھے اور پھر خیر وعافیت اور مذہب اہل سنت پر گام زن رہنے کے ساتھ عمر دراز ہونے کی دعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سید المرسلین ﷺ کے صدقے میں دعا قبول ہوگی۔

وسعتِ رزق

شبِ براءت میں دو رکعت نفل نماز بعد نمازِ مغرب پڑھے، پھر سورۂ یٰسین شریف ایک مرتبہ یا سورۂ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھ کر دعاے شب براءت ایک مرتبہ پڑھے، پھر وسعتِ رزق اور مخلوق کے آگے محتاج نہ ہونے کی دعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روزی میں برکت اور زیادتی ہوگی۔

دفعِ بلا ومصیبت

شبِ براءت میں دو رکعت نفل نماز بعد نمازِ مغرب پڑھے، پھر سورۂ یٰسین شریف ایک مرتبہ یا سورۂ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھ کر دعاے شبِ براءت ایک مرتبہ پڑھے پھر دفعِ بلا اور مصیبت کی دعا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی اور بلائیں دور ہوں گی۔

ہر جائز دعا قبول ہوگی

شبِ براءت میں چودہ رکعت نفل نماز جس طرح مرضی ہو پڑھے اور نماز کے بعد سورہ فاتحہ چودہ مرتبہ اور سورۂ اخلاص چودہ مرتبہ اور آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور ایک مرتبہ: ”لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾“[1] پڑھے۔ پھر جو نیک دعا مانگے انشاء اللہ قبول ہوگی۔

ہر نیک دعا قبول ہوگی

(1) قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، آیت:۱۲۸، ۱۲۹۔

شبِ براءت میں چار رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ ہر نیک دعا قبول ہوگی۔

حضرت شیخ امام عارف باللہ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اس بخشش والی رات (شبِ براءت) میں یہ دعا کثرت سے پڑھیں:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔"[1]

جو کوئی اس دعا کو بکثرت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

حج اور عمرہ کا ثواب

جو شخص چار رکعت نفل نماز شبِ براءت میں پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اللہ تعالیٰ ایک حج اور عمرہ کا ثواب عنایت فرمائے گا۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معمولات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے شبِ براءت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مدینہ منورہ کے قبرستان تشریف لے گئے اور مسلمان مَردوں، عورتوں اور شہیدوں کے لیے دعا فرمائی پھر قبرستان سے واپس ہوکر نماز میں مشغول ہوگئے اور سجدے میں بڑی دیر تک آپ اپنے پروردگار سے چپکے چپکے یہ دعا کرتے رہے۔

"اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِتَابِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اِلَیْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ دَاوٗدُ۔"[2]

---

(1) ماذا في شعبان، ص:۱۰۸، مطبوعہ مكة المكرمة۔

(2) [الف] شعب الإيمان، ۳/۳۸۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

آفات وبلیات سے حفاظت

جو شخص شعبان المعظم کی چودھویں تاریخ کو آفتاب ڈوبنے کے وقت چالیس مرتبہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" پڑھے گا تو انشاءاللہ تعالیٰ آفتوں اور مصیبتوں سے سال بھر تک محفوظ رہے گا۔

آنکھوں کی روشنی بڑھے گی

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان شبِ براءت میں بعد نمازِ عشا غسل کر کے دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی سرمہ لگائے اور سرمہ لگاتے وقت یہ مقدس اور نوری درود شریف پڑھتا رہے تو پورے سال تک آنکھ نہ دُکھے گی اور نہ عبادتِ الٰہی میں سستی و کاہلی ہوگی اور آنکھوں کی روشنی میں بہت زیادتی ہوگی اور وہ درود شریف یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِکَ الْمُنِیْرِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ."

کلمۂ توحید

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔"

جو شخص شبِ براءت میں کلمۂ توحید سو(۱۰۰) مرتبہ اور آیۃ الکرسی تین مرتبہ پڑھ کر یہ دعا مانگے: "اَللّٰهُمَّ یَا رَبِّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ اِنِّیْ کَتَبْتَنِیْ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ شَقِیًّا فَامْحُ عَنِّیْ اِسْمَ الشَّقَاءِ وَاِنْ کُنْتَ قَدَّرْتَ لِیْ بِسُوْءٍ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاعْصِمْنِیْ اِلَی السَّنَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ وَاجْعَلْ لِّیْ نَصِیْبًا مِّنْ کُلِّ خَیْرٍ قَسَمْتَهٗ بَیْنَ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ." تو انشاءاللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے سال آئندہ تک اللہ تعالیٰ ہر طرح کی

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

[ب] الترغیب والترہیب، ۲۸۴/۳، دار البیان العربی، بیروت۔

آفات وبلیات سے محفوظ رکھے گا۔

شقاوت وبدبختی دور ہوگی

جو شخص شبِ براءت میں ”یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ بِرَحمَتِکَ اَستَغِیثُ“ پڑھے تو وہ شخص نیک بخت ہوجائے گا اور پڑھنے والے کو کبھی بدبختی اور شقاوت نہ پہنچے گی۔

فائدہ: جو شخص شبِ براءت میں سات پتے بیری کے پانی میں جوش دے کر غسل کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ پورے سال تک جادو کے اثر سے وہ محفوظ رہے گا۔

چار سو سال کی عبادت کا ثواب

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ ایک پہاڑی کی سیر فرمارہے تھے تو وہاں بہت ہی صاف شفاف، ایک سفید گنبد نما پتھر دیکھا، اس کو دیکھ کر آپ کو بہت تعجب ہوا اور اس کے اردگرد گھومنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ! کیا یہ پتھر کی چٹان تم کو پسند ہے۔ عرض کی: اے اللہ! یہ پتھر کی چٹان بہت خوب صورت ہے اور مجھے پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! کیا اس چٹان کے اندر کی بھی چیز دیکھوگے۔ آپ نے عرض کی: یارب! ضرور دیکھوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ چٹان بیچ سے پھٹ گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ چٹان کے بیچ میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے قریب ایک طرف پانی کا چشمہ جاری ہے اور ایک طرف انگور کی بیل ہے جس میں انگور کے خوشے لگے ہوئے ہیں۔ جب اس شخص نے نماز ختم کی تو آپ نے اس شخص سے سلام اور مصافحہ کیا اور پوچھا آپ کون ہیں اور یہاں کیا کرتے ہیں۔ تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی امت کا ایک فرد ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ مجھ کو عبادت کرنے کے لیے انسانوں سے الگ تنہائی کی جگہ عنایت فرمایا۔ تو خداوند قدوس نے اس چٹان کے اندر مجھے خلوت کی جگہ بخش دی۔ نہ مجھے بیوی بچوں کا خیال ہے اور نہ عزیز واقارب اور نہ یاروں اور دوستوں کے میل جول سے میرا وقت ضائع ہوتا ہے اور نہ اپنے

کھانے پینے کی فکر ہے۔ کھانے کے لیے اس بیل میں انگور ہوتے رہتے ہیں اور پینے کو یہ ٹھنڈا پانی اور میٹھا چشمہ ہے۔ دن میں روزہ رکھتا ہوں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: پتھر کی اس چٹان کے اندر تم کب سے ہو؟ اور کتنی مدت تم اس میں رہے؟ عرض کی، چار سو برس مجھ کو اس چٹان میں رہتے اور اسی طرح روزہ رکھتے اور عبادت کرتے گزر گئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے اللہ! تیرے بندوں میں اس بندے کی سی عبادت تو کسی اور نے نہ کی ہوگی، کیوں کہ یہ دنیا کی فکروں سے آزاد ہو کر چار سو برس تک ہر وقت تیری عبادت میں مشغول رہا اور چار سو برس کے روزے رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی۔

"من صلى ليلة النصف من شعبان من أمة محمد صلى الله تعالىٰ عليه واٰله وسلم ركعتين فهو أفضل من عبادته أربع مائة عام۔"

ترجمہ: جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں سے شعبان کی پندرہویں رات میں دو رکعت نماز پڑھے گا وہ اس چار سو برس کی عبادت سے بہتر اور برتر ہوگا اور اس سے زیادہ ثواب پائے گا۔

یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ! تو مجھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں داخل کر لے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ![1]

یہ شب، شب برات ہے، رحمت کی رات ہے
بخشش کی آج شام ہے، برکت کی رات ہے

فائدہ: کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کا کسی عبادت کا ثواب مرحمت فرمانا اور ہے اور اصل عبادت کا ادا کرنا اور ہے۔ لہٰذا ان جیسے واقعات اور فضائل کی حدیثیں جو گزری ہیں ان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف شب براءت میں عبادت کر لیں یا صرف دو رکعت نفل نماز پڑھ لیں اور اس کے بعد نماز روزے سے بالکل بے پروا ہو جائیں۔ فرض کا ادا کرنا اور ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی عبادت پر اتنا زیادہ ثواب مرحمت فرمانا اور ہے۔

---

(1) نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس عربی، ۱/۱۵۷، دار الفکر، بیروت۔

دیکھیے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو فجر جماعت سے پڑھے، پھر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، پھر دو رکعت پڑھے تو اسے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔(1)

مطلب حدیثِ پاک کا یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد دو رکعت نمازِ اشراق پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ حج اور عمرے کا ثواب مرحمت فرماتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اب حج کرنے کی ضرورت نہیں، وہ حج کرنا چھوڑ دیں۔ صرف نمازِ اشراق پڑھ لیا کریں، حج کا ثواب مل گیا اور حج معاف ہو گیا۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں، بلکہ حج اور عمرے کا ثواب ملنا اور ہے اور ان کا ادا کرنا کچھ اور۔

نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

حدیث: "من سبح الله مائة بالغداة و مائة بالعشي كان كمن حج مائة حجة۔"(2)

---

(1) جامع الترمذی، حدیث:۵۸۶، أبواب العیدین، ص:۱۷۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(2) مشکوٰۃ المصابیح، باب ثواب التسبیح، ۲/۲۸، دار الفکر، بیروت۔

اسی مشکوٰۃ شریف میں "تسبیح و تحمید کی فضیلت" سے متعلق ایک حدیث اس طرح ہے:

"من قال : سبحان الله و بحمده في يوم مرة حطت خطاياه و إن كانت مثل زبد البحر۔" (مشکوٰۃ ۲/۲۴، دار الفکر، بیروت)

ترجمہ: جو شخص دن میں ایک مرتبہ "سبحان الله و بحمده" کہے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اگرچہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے: "من قال سبحان الله العظيم و بحمده غرست له نخلة في الجنة۔"

یعنی جو سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم کہے، اس کے لیے جنت میں ایک پودا لگایا جائے گا۔

ترجمہ: جو اللہ کے لیے صبح کو سو بار سبحان اللہ کہے اور سو بار شام کو، وہ اس کی طرح ہے جو سو حج کرے۔

یعنی جو شروع دن میں سو بار سبحان اللہ کہے اور شروع رات میں بھی سبحان اللہ کہے تو اسے سو نفلی حج کے برابر ثواب ملے گا۔ یہاں بھی حج کے ثواب کا ذکر ہے، نہ کہ ادائے حج کا۔ فرض تو ادا کرنے ہی سے ادا ہو گا۔ جو اللہ جَو، باجرے، گیہوں کے ایک دانہ سے پانچ سات بالیاں دے سکتا ہے، جن کے دانے ہمارے شمار میں نہیں ہوتے، وہ اللہ ہماری نمازوں، تسبیحوں اور قرآن پاک کی آیتوں اور عبادتوں پر بھی اتنا ثواب دے سکتا ہے۔ اس قسم کے ثوابوں کا وعدہ قرآن پاک میں بھی کیا گیا ہے۔ یعنی جو لوگ راہِ خدا میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں۔ ہر بالی سے سو دانے اور اللہ جسے چاہتا ہے اس سے بھی کہیں زیادہ عطا فرمائے گا۔[1]

اس قسم کی حدیثوں اور آیتوں کو مبالغہ یا جھوٹ سمجھنا بے دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش ہمارے خیال سے بالاتر ہے، اسے روکنے والا کون ہے۔

آقا و مولیٰ مدنی دولھا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ بقر عید کے نو دن روزے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة و قيام كل ليلة منها بقيام

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

دوسری حدیث ہے: "يسبح أحدكم مائة تسبيحة تكتب له ألف حسنة وتحط عنه ألف سيئة۔" (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، ص:٢٨٦، جزء خامس، دار الفکر، بیروت)

ترجمہ: تم میں سے جو سو بار تسبیح (یعنی سبحان اللہ العظیم) کہے، اس کے نامۂ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے ہزار گناہ معاف کیے جائیں گے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) قرآن مجید، سورۃ البقرۃ پ:٣، آیت:٢

لیلة القدر۔"[1]

ترجمہ: اس زمانے کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کا قیام شبِ قدر کے قیام کے برابر ہے۔

یقیناً بندے کو اتنے ثواب بخش دینا اللہ تعالیٰ کے کرم سے بعید نہیں ہے اور کیوں نہ ہو کہ ان دنوں میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند کی قربانی دی تھی اور حاجی بھی اس زمانہ میں حج کرتے ہیں۔ اچھوں کی نسبت سے زمین اور زمان بھی اچھے بن جاتے ہیں۔

اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بقرعید کے پہلے عشرہ میں ایک دن روزہ رکھ لو اور پھر رمضان المبارک کے روزے نہ رکھو، بلکہ رمضان المبارک کے روزے تو رکھنے سے ہی ادا ہوں گے، ثوابِ روزہ اور ہے اور ادائے روزہ اور ہے۔ یہاں ثوابِ روزہ کا ذکر ہے، نہ کہ ادائے روزہ کا۔

نیز حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من فطر صائما كان له مثل أجره غير أنه لا ينقص من أجر الصائم شيئاً۔"[2]

ترجمہ: جو کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اسے روزہ دار کا سا ثواب ملے گا، اور روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی۔

یعنی افطار کرانے والے کو روزے کا ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کمی نہ ہوگی، بلکہ اللہ تعالیٰ الگ سے افطار کرانے والے کو ثواب مرحمت فرمائے گا، جیسے علم، روشنی اور ہوا سے خواہ کتنے ہی لوگ فائدہ اٹھالیں کمی نہیں ہوتی، ایسے ہی ثواب تقسیم ہونے سے کم

---

(1) [الف] جامع الترمذی، کتاب الصوم، ص:۲۲۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ [ب] جامع الأصول، ۹/۲۲۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(2) [الف] جامع الصغیر فیض القدیر، ۶/۲۴۳، دار الکتب العلمیة، بیروت
[ب] جامع الترمذي، ص:۲۳۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

نہیں ہوتا، سمندر اور چشمہ کا پانی بھی خرچ سے نہیں گھٹتا ہے۔

اس حدیثِ پاک کا مطلب بھی وہی ہے جو میں نے اوپر عرض کیا کہ روزہ افطار کرانے سے ثوابِ روزہ تو مل جائے گا، مگر اس سے فرض روزہ ادا نہ ہو گا۔ ثوابِ روزہ اور ہے اور ادائے روزہ اور ہے۔ یہاں ثوابِ روزہ کا ذکر ہے نہ کہ ادائے روزہ کا۔ لہٰذا کوئی سیٹھ یا امیر و مال دار روزہ داروں کو روزہ افطار کرا کے خود روزے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، روزے تو رکھنے ہی پڑیں گے، روزے تو رکھنے ہی سے ادا ہوں گے۔

ارشادِ ربانی ہے: ”لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝“(1)

شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

جب رمضان شریف کا مہینہ آتا تو حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرماتے:

"إن ہذا الشہر قد حضرکم وفیہ لیلۃ خیر من ألف شہر۔"(2)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ تمھارے پاس آگیا اس میں ایک رات ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یعنی ایک رات کی عبادت تراسی سال چار ماہ سے بہتر ہے۔ شبِ قدر کی عبادت میں مشقت نہایت ہی کم ہے اور ثواب بہت ہی زیادہ۔

اس حدیثِ پاک کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اس مقدس و نورانی رات میں عبادت کر کے ساری عمر عبادت کرنے سے بے نیاز ہو جائیے۔ ادائے فرض اور ہے اور ثواب کا مرحمت فرمانا اور ہے۔

اللہم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ اٰل سیدنا و مولانا محمد صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم۔ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض

---

(1) قرآن مجید، سورۃ القدر، آیت:۳، پ:۳۰　　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(2) [الف] سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، ۵۲۶/۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[ب] مشکوٰۃ المصابیح، ۵۴۳/۱، دار الفکر، بیروت۔

والالم، وبارک وسلم۔

شبِ براءت کی پانچ اہم خصوصیات

(۱)اس میں تفریق ہر امرِ حکیم ہے (۲)اس میں عبادت کرنی فضیلت رکھتی ہے (۳) اس میں رحمت نازل ہوتی ہے (۴)اس میں مغفرت حاصل ہوتی ہے (۵)اس میں حضورِ اکرم ﷺ کو کل امت کی شفاعت کی اجازت دی گئی۔[1]

شبِ براءت کے معمولات

شبِ براءت میں مندرجہ ذیل نیک عمل کرنا چاہیے:

(۱)- شبِ براءت میں جو کچھ بھی میسر ہو بکثرت صدقہ و خیرات کیجیے تاکہ روزی میں خیر و برکت ہو۔

(۲)-شبِ براءت میں اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقارب اور دوسرے لوگوں کو برے کاموں کے کرنے سے منع کیجیے اور اپنے آپ کو بھی برائیوں سے بچائیے۔

(۳)-شبِ براءت میں کثرت سے نفل نمازیں پڑھیے۔

(۴)-شبِ براءت میں زیادہ سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کیجیے اور سورۂ اخلاص بکثرت پڑھیے، سورۂ یٰسین تین مرتبہ پڑھیے۔ ایک دفعہ عمر کی درازی کی نیت سے، دوسری دفعہ غنا و مال داری کی نیت سے اور تیسری دفعہ بلاؤں، آفتوں اور مصیبتوں سے مامون اور محفوظ رہنے کی نیت سے۔

(۵)-شبِ براءت میں درود شریف کثرت سے پڑھیے، میلادِ پاک پڑھیے یا سنیے اور حضورِ اقدس ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ و تحفہ پیش کیجیے۔

(۶)-شبِ براءت میں ذکر اللہ کی مجلس منعقد کیجیے اور اس میں شرکت کیجیے۔

(۷)-شبِ براءت میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے رونا چاہیے، کیوں کہ اس پر وعدۂ

(1)تفسیر کبیر، ۱۴/ ۲۰۴،دار الکتب العلمیة بیروت۔　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

مغفرت ہوا ہے۔ توبہ و استغفار کرنا چاہیے اور استغفار کی زیادتی کرنی چاہیے۔ گریہ و زاری اور تضرع کے ساتھ حضورِ اکرم ﷺ کے وسیلے سے اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے لیے اور تمام مسلمان مرد و عورت کے لیے دعاے مغفرت کرنی چاہیے اور تمام مسلمان مُردوں کے لیے فاتحہ و ایصالِ ثواب کرنا چاہیے۔

(۸)-شب براءت میں غسل کرنا چاہیے تا کہ گناہوں سے پاک وصاف ہو۔

(۹)-مسلمانوں کو قبرستان جانا چاہیے اور مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے، کیوں کہ اس رات میں دعا قبول ہوتی ہے۔ شبِ براءت میں سیدِ عالم ﷺ بنفس نفیس ''بقیع شریف'' مدینۂ منورہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے تھے اور مومنات اور شہدا کے لیے دعائے مغفرت کی تھی۔

(۱۰)-شبِ براءت آنے سے قبل ماں باپ کو خوش کرنا چاہیے، اگر ناراض ہوں اور ان کی نافرمانی سے توبہ کرنی چاہیے۔ کیوں کہ ماں باپ کا نافرمان شبِ براءت میں فضلِ الٰہی اور عطاے ربانی سے محروم رہتا ہے۔

(۱۱)-شبِ براءت میں رشتہ دار، دوست و احباب سے حسنِ سلوک اور محبت کرنی چاہیے، کیوں کہ رشتہ توڑنے والے، دوستی کاٹنے والے رحمت سے محروم کر دیے جاتے ہیں۔

(۱۲)-شبِ براءت میں ذکرِ الٰہی کی کثرت کیجیے، کیوں کہ ذکر کرنے والوں کو شبِ براءت میں اچھائی کا وعدہ ہوا ہے۔

(۱۳) کسی شخص کے ساتھ دشمنی ہو تو اس سے صلح کر لیجیے، کیوں کہ کینہ رکھنے والے اس رات میں محروم رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشتا ہے۔

(۱۴)-شبِ براءت میں غیبت، جھوٹ، چغل خوری، شراب نوشی اور زنا سے توبہ کرنی چاہیے اور آتش بازی سے خود بچنا اور اپنی اولاد کو بھی بچانا چاہیے۔

(۱۵)-شبِ براءت میں سرمہ لگانا چاہیے اور بیری کے پتے سے غسل کرنا چاہیے۔

(۱۶)-کھانا زیادہ تیار کر کے غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کو کھلانا چاہیے، کیوں کہ ہر کھانے کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔ بلکہ ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی شبِ

براءت میں کھانا، کپڑا یا نقد جو ہو سکے صدقہ و خیرات کرے گا، خداوند قدوس اس کی ہر چیز میں خیر و برکت عطا فرمائے گا اور اس کی روزی میں کشادگی عطا فرمائے گا۔

(۱۷)-شبِ براءت میں مندرجہ ذیل دعا بار بار پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

اے اللہ! بے شک تو درگزر کرنے والا کریم ہے۔ اے کریم! تو عفو کو پسند فرماتا ہے، تو مجھے معاف فرمادے۔

(۱۸)-شبِ براءت میں اگر موقع ملے تو صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھیے۔

(۱۹)-شبِ براءت میں نفل سے بہتر ہے کہ "نماز قضاے عمری" پڑھیں۔

فضائل صلوٰۃ التسبیح

اس نماز کے ہر رکن میں کلمۂ تمجید یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ تک پڑھا جاتا ہے، اس لیے اسے "صلوٰۃ التسبیح" کہتے ہیں۔ اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے۔ محققینِ کرام فرماتے ہیں کہ اس کی فضیلت سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا۔[1]

حدیث: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب سے فرمایا:

"یا عباس یا عماہ! ألا أعطیک ألا أمنحک ألا أخبرک ألا أفعل بک عشر خصال۔"[2]

ترجمہ: اے عباس! اے چچا! کیا میں تمھیں کچھ نہ دوں، کیا میں تمھیں کچھ عطا نہ

(1) بہارِ شریعت، حصہ چہارم، ص:۲۸،۲۷، المجمع المصباحی، مبارک پور،

(2) [الف] مشکوٰۃ المصابیح، ۳۸۱/۱، دار الفکر، بیروت

[ب] سنن أبي داؤد، حدیث:۱۲۹۳، ص:۲۲۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت

[ج] المسترک للحاکم ۶۲۷/۱، دار المعرفۃ، لبنان۔

کروں، کیا میں تمھیں کچھ نہ بتاؤں، کیا میں تمھارے ساتھ دس بھلائیاں نہ کروں۔

تشریح: حضور اقدس ﷺ نے یہ چند الفاظ جو قریبًا ہم معنٰی ہیں محض انھیں شوق دلانے کے لیے ارشاد فرمائے تاکہ حضرت عباس غور سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔

پھر حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إذا أنت فعلت ذالک غفر الله لک ذنبک أوله و اٰخره قديمه و حديثه خطأه و عمده صغيره وكبيره سره و علانيته۔"(1)

ترجمہ: جب تم یہ نماز پڑھوگے تو اللہ تعالیٰ تمھارے اگلے، پچھلے، نئے پرانے، دانستہ، نادانستہ، چھوٹے، بڑے، چھپے، کھلے تمام گناہ معاف کردے گا۔

پھر رحمت عالم نور مجسم ﷺ نے صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب بتائی اور فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو روزانہ یہ نماز ایک بار پڑھ لو، اور اگر روزانہ نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ میں ایک بار پڑھ لو۔ اور اگر یہ بھی نہ کرسکو تو سال بھر میں ایک بار پڑھ لو اور اگر یہ بھی نہ کرسکو تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔(2)

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نمازِ تسبیح رغبت کی بہترین نماز ہے، اس پر عمل کرنا چاہیے۔(3)

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ

تکبیرِ تحریمہ کے بعد "سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ" پڑھے پھر "سُبْحَانَ اللهِ وَالحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" پندرہ مرتبہ پڑھے۔ پھر "اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" اور "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھے، اور پھر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے اور پھر

(1) [الف] مشكوٰة المصابيح، ۳۸۱/۱، دار الفكر، بيروت
[ب] سنن أبي داؤد، حديث:۱۲۹۳، ص:۲۲۷، دار احياء التراث العربی، بيروت
(2) [الف] جامع الترمذي، ۲۶/۲، دار الفكر، بيروت
[ب] سنن أبي داؤد، كتاب التطوع، ص:۲۲۸، دار احياء التراث العربی، بيروت
(3) جامع الترمذي، ۲۳/۲، دار الفكر، بيروت　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

رکوع میں جائے اور رکوع میں "سبحان ربی العظیم" پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع سے سر اٹھائے اور "سمع اللہ لمن حمدہ" اور "ربنا لک الحمد" کہنے کے بعد پھر یہی تسبیح دس مرتبہ کہے پھر سجدے میں جائے اور "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھنے کے بعد پھر یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے، پھر پہلے سجدے سے سر اٹھا کر یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے، پھر دوسرے سجدے کو جائے اور اس میں بھی "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھنے کے بعد یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے۔ اسی طرح سے چاروں رکعت پوری کرے اور دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں پندرہ مرتبہ یہی تسبیح پڑھنے کے بعد "اعوذ باللہ الخ بسم اللہ الخ" اور سورہ فاتحہ اور سورہ ملائے۔ (1)

مسائلِ صلوٰۃ التسبیح

حضرت عبد اللہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھنا افضل ہیں۔ تو فرمایا پہلی رکعت میں "الہٰکم التکاثر" اور دوسری رکعت میں "والعصر" اور تیسری رکعت میں "قل یا ایھا الکفرون" اور چوتھی رکعت میں "قل ہو اللہ احد" اور بعض نے فرمایا: پہلی رکعت میں سورۂ حدید، دوسری میں سورۂ حشر اور تیسری میں سورۂ صف اور چوتھی میں سورۂ تغابن۔ (2)

● -اگر کسی رکن میں تسبیح پڑھنا بھول گئے یا کم تسبیح پڑھے تو اس سے متّصل دوسرے رکن میں تعداد پوری کر دے۔ (3)

---

(1) خاتم المحققین حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ نے اپنی مایۂ ناز تصنیف "رد المحتار" میں "صلوٰۃ التسبیح" کے دو طریقے بیان کیے ہیں۔ ان میں سے پہلا طریقہ یہی ہے، جسے حضرت مصنف عَلَیْہِ الرَّحْمَہ نے یہاں بیان کیا ہے اور علامہ شامی نے اسی طریقہ کو راجح اور پسندیدہ قرار دیا ہے۔
تفصیل کے لیے دیکھیں۔ (رد المحتار ۴۷۱/۲، مکتبہ زکریا دیوبند)

(2) رد المحتار، ۴۷۱/۲، ۴۷۲، مکتبہ زکریا دیوبند

(3) بہارِ شریعت، چہارم، ص:۲۸، المجمع المصباحی، مبارک پور۔

● -اگر صلوٰۃ التسبیح میں سجدۂ سہو کرنا پڑ گیا تو اس سجدے میں تسبیح نہ پڑھے۔[1]

● -تسبیح انگلیوں پر نہ گنے، بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ انگلیاں دبا کر شمار کرے۔[2]

● -ہر وقت غیر مکروہ میں یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے اور بہتر ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے بعد نمازِ جمعہ سے پہلے پڑھے، کیوں کہ اس دن کی ایک نیکی ستر گنا ہوتی ہے۔ شبِ براءت اور رمضا المبارک میں خصوصاً جمعہ کے دن یا ستائیسویں رمضان المبارک کو پڑھے تو بہت بہتر ہے۔

نماز حاجت

حدیث: "عن حذیفة قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم إذا حزبه أمر صلیٰ۔"[3]

---

(1)بہارِ شریعت، چہارم، ص:۲۸، المجمع المصباحی، مبارک پور۔

(2)رد المحتار، ۲/۲، ۴۷، مکتبہ زکریا دیوبند

"وفی القنیة: لا یعد التسبیحات بالأصابع إن قدر أن یحفظ بالقلب و إلاّ یغمز الأصابع"(فتاویٰ شامی، ۲/۲، ۴۷　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(3)سنن أبي داؤد، کتاب التطوع، حدیث:۱۳۱۵، ص:۲۳۱، دار احیاء التراث العربي، بیروت۔

فائدہ: حدیث پاک میں آیا ہے: جسے اللہ تعالیٰ یا مخلوق سے کوئی حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے، بعد ازاں اللہ عز و جل کی حمد و ثنا اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے، پھر یہ دعا پڑھے "لا الٰہ الا الحکیم الکریم. سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین أسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمة من کل بر والسلامة من کل إثم لاتدع ذنبا إلا غفرته ولاهما إلا فرجته ولا حاجة هی لک رضاء إلا قضیت یا أرحم الراحمین۔"[المستدرک للحاکم، ۱/۶۳۰، دار المعرفة، بیروت]

حضرت عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے عافیت دے (اندھے پن سے)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تو چاہے تو دعا کروں اور چاہے تو صبر کر اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ نابینا نے عرض کیا: سرکار! دعا فرمائیں۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کر کے یہ دعا پڑھو:

ترجمہ: حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جب کوئی معاملہ پیش آتا تو نماز پڑھتے۔

یعنی جب کوئی سختی، تنگی، مصیبت پیش آئی تو "نماز استعانت" دو رکعت یا چار رکعت ادا فرماتے اس نماز کا نام "نمازِ التجا" بھی ہے۔

ارشادِ ربانی "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ"

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو، پر عمل بھی ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نماز رفعِ حاجات، حلِ مشکلات اور دفعِ بلیات کے لیے اکسیر ہے۔

اسی لیے چاند اور سورج کے گرہن پر "نمازِ کسوف و خسوف" اور بارش کے بند ہونے پر "نمازِ استسقا" پڑھی جاتی ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی تین مرتبہ پڑھے اور باقی تینوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ (1)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ.

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم ابھی اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ دیکھا نابینا کی بینائی واپس آگئی ہے گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔ (سنن ابنِ ماجہ، ۱۵۶/۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیثِ پاک سے توسل و استعانت اور ندائے غیر اللہ کے جائز ہونے کا ثبوت واضح طور پر فراہم ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ اس نماز اور دعا کی برکت سے ضرور اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) بہارِ شریعت، حصہ:۴، ج:۱، ص:۶۸۵، مکتبۃ المدینۃ، دہلی۔

منیر الایمان فی فضائل شعبان

شبِ براءت کے فضائل ومعمولات

(حصہ دوم)

شبِ براءت میں فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

ہمیشہ فاتحہ دلانا جائز ہے۔ لہٰذا شبِ براءت میں بھی فاتحہ دلانا اور دینا جائز ہے۔ فاتحہ وایصالِ ثواب کو تو کوئی بھی معترض قرآن مجید اور حدیثِ پاک سے ہرگز ہرگز ناجائز و حرام اور ممنوع نہیں ثابت کرسکتا۔ حدیثِ پاک سے کھلم کھلا ثبوتِ جواز (جائز ہونا) موجود ہے مگر ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

ایصالِ ثواب کا ثبوت

ایصالِ ثواب یعنی قرآنِ پاک، درود شریف، کلمۂ طیبہ اور کسی بھی نیک عمل کا ثواب مُردوں کا پہنچانا جائز ہے۔ بدنی عبادت مثلاً نماز و روزہ یا مالی عبادت مثلاً صدقہ و خیرات، حج و زکوٰۃ اور اسی طرح فرض و نفل سب کا ثواب مُردوں کو پہنچانا جائز اور درست ہے۔ ایصالِ ثواب کو ناجائز کہنا جہالت اور ہٹ دھرمی ہے۔ ایصالِ ثواب کا سب سے بڑا ثبوت قرآن کریم کی یہ آیت ہے:

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ.(1)

اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور میں ہے:

”وتصدق کردہ شود از میت بعد رفتنِ او از عالَم تا ہفت روز۔“(2)

ترجمہ: یعنی میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کیا جائے۔

اور اسی باب میں ہے:

(1) قرآن مجید، سورہ حشر، آیت:۱۰

(2) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، ص:۱۶، مطبوعہ نول کشور، لکھنؤ۔

"وبعضِ روایات آمدہ است کہ روحِ میت می آید خانۂ خود شبِ جمعہ، پس نظر می کند کی تصدق کنند ازوے یانہ۔"(1)

ترجمہ: یعنی جمعرات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رواج ہے کہ لوگ بعدِ موت سات روز تک برابر روٹیاں خیرات کرتے ہیں اور ہمیشہ جمعرات کو فاتحہ کرتے ہیں۔اس کی اصل یہی ہے۔

بدنی اور مالی عبادات کا ثواب

سوال-بدنی اور مالی عبادات کا ثواب مسلمان مُردوں کو بخشنا جائز ہے یا نہیں اور اس کا ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب- بدنی اور مالی عبادات کا ثواب مسلمان مُردوں کو بخشنا جائز ہے اوراس کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے۔(2) اس کا ثبوت کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ اور اقوال

---

(1) اشعة اللمعات، ص:۷۱۹، مطبع نول کشور، لکھنؤ۔

(2) شرح فقہ اکبر میں حضرت ملاعلی قاری فرماتے ہیں:

"إن دعاء الأحياء للأموات وصدقتهم عنهم نفع لهم في علو الحالات۔"

(شرح فقه اکبر، ص:۳٦۹، دار البشائر الاسلامیه، بیروت)

ترجمہ: زندوں کی طرف سے مُردوں کے لیے دعا کرنا اور ان کی طرف سے صدقہ کرنا، یہ مردوں کے حق میں بہتر اور نفع بخش ہے۔اس عملِ خیر سے مُردوں کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

شرح عقیدۂ طحاوی میں ہے: "اتفق أهل السنة أن الأموات ينتفعون من سعى الاحياء من دعاء المسلمين واستغفارہم له والصدقة والحج۔"

(شرح العقیدة الطحاویة ۲/ ٦٦۴ موسسة الرسالة، بیروت)

ترجمہ: زندوں کے عملِ خیر سے مردے فائدہ اٹھاتے ہیں، خواہ وہ عملِ خیر دعا و استغفار کی شکل میں ہو یا صدقہ اور حج کی شکل میں۔ دعا و استغفار یہ بدنی عبادت ہے۔ صدقہ و خیرات یہ مالی عبادت ہے۔ اور حج، یہ مالی و بدنی عبادت کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بدنی اور مالی عبادات کا ثواب مسلمان مُردوں کو پہنچانا اور بخشنا جائز ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں:

صحابہ سے ہے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔ نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے، یہ بھی میت کے لیے دعا ہی ہے۔

حدیث: روایت ہے حضرت سعد بن عُبادہ سے، انھوں نے عرض کی۔

"يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ." (1)

ترجمہ: یارسول اللہ! اِمِ سعد وفات پاگئیں تواب ان کے لیے کون سا صدقہ بہتر ہے؟

تشریح: یعنی کون سا صدقہ دے کر ان کی روح کو اس کا ثواب بخشوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعدِ وفات میت کو نیک اعمال خصوصًا مالی صدقہ کا ثواب بخشنا سنت ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الماء" (یعنی پانی کا صدقہ افضل ہے)۔

تشریح: یعنی ان کی طرف سے پانی کی خیرات اور صدقہ کرو، کیوں کہ پانی سے دینی اور دنیوی منافع حاصل ہوتے ہیں، خصوصًا ان گرم وخشک علاقوں میں جہاں پانی کی کمی ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے، اسی لیے بعض لوگ دسویں محرم وغیرہ کے موقع پر سبیلیں لگاتے ہیں۔ (2)

"فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ." (3)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

"أجمع العلماء على أن الدعاء للأموات ينفعهم ويصل ثوابهم۔"

(الأذكار للنووي، ص:۱۵۰، مکتبہ ابناء مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی)

ترجمہ: دعا و استغفار سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور مُردوں کو ان کا ثواب ملتا ہے، اس پر علمائے کرام کا اجماع واتفاق ہے۔

(1) [الف] سنن أبي داؤد، کتاب الزکوٰۃ، ۲۸۹/۱، جمعية المكنز الإسلامی، قاہرہ۔

[ب] جامع المسانيد والسنن، ۱۱۸۹/۵، دارالفکر، بیروت۔

(2) صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: "بہت سے (لوگ دسویں محرم کو) پانی اور شربت کی سبیل لگاتے ہیں، جاڑوں میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے، جو کارِ خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ، ہو سکتا ہے۔ ان سب کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔" (بہارِ شریعت، سولہواں حصہ، ص:۲۴۵، المجمع المصباحی، مبارک پور)

(3) مسند امام احمد بن حنبل، حدیث:۲۴۳۴۶، ص:۱۷۸۶، بیت الأفكار الدولية، ریاض۔

ترجمہ: تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں امِ سعد کا ہے۔
(یعنی اُمِّ سعد کی روح کے ثواب کے لیے ہے)۔

تشریح: اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنتِ صحابہ ہے، اس طرح سے کہ اے اللہ! اس کا ثواب فلاں کو پہنچے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز پر میت کا نام آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھیے! حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا اور وہ کنواں اب تک آباد ہے اور اس کا نام "بیرِ امِ سعد" ہے۔

یہ کام آیتِ کریمہ " وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ " کے خلاف نہیں کہ یہاں وہ جانور مراد ہیں جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیے جائیں۔ (1)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) آیتِ کریمہ " وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ " کی تفسیر میں تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سے وہ جانور مراد ہیں جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیے جائیں، اور جو جانور غیر خدا کے نام سے ذبح کیے جائیں وہ بحکم نصِ قرآنی، مردار، خنزیر اور خون کی طرح حرام اور ناپاک ہیں۔

(الف) اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے:
"ما ذبح لغير اسم الله عمداً للأصنام۔"
(تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، ص:۲۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)
ترجمہ: یعنی وہ جانور جو قصداً غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً بت کے نام پر۔
تفسیر قرطبی میں ہے: "أي ذكر عليه غير اسم الله تعالىٰ وهى ذبيحة المجوسى والوثنى۔"
(تفسیر قرطبی، ج:۲، ص:۲۱۹، دار الکتاب العربی، بیروت)
ترجمہ: وہ جانور جسے غیر خدا کے نام سے ذبح کیا گیا ہو اور وہ مجوسی اور بت پرست کا ذبیحہ ہے۔
امام جلال الدین سیوطی ابن جریر کے حوالے سے لکھتے ہیں: "يعنى ما أهل للطواغيت۔"
یعنی وہ جانور جو بت وغیرہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو...
آگے چل کر اسی صفحہ پر حضرت مجاہد کا قول نقل کرتے ہیں۔ ما ذبح لغير الله۔ یعنی وہ جانور جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ (الدر المنثور في التفسير المأثور، ج:۱، ص:۴۰۷، دار الفکر، بیروت)

نیز حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ عبادتِ مالی کا ثواب مُردوں کا بخشنا جائز ہے، اور حضورِ اقدس ﷺ کے فرمانے سے زمانۂ نبوت میں یہ کام ہوا ہے تو یہ سنتِ قولی ہوا۔

اسی سلسلہ میں حدیثِ پاک اور ملاحظہ فرمائیے:

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّیِ افْتَتَلَتْ نَفْسَہَا۔"

ترجمہ: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ میری ماں اچانک فوت ہو گئیں۔

تشریح: یہ سائل حضرت عبادہ بن عبادہ تھے، ان کی والدہ ماجدہ عمرہ بنت مسعود تھیں۔ ۵؍ ہجری میں ہارٹ فیل (Heart Fail) یعنی حرکتِ قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں، ناگہانی موت غافل کے لیے عذاب ہے، کیوں کہ اسے توبہ اور نیک اعمال کا موقع نہیں ملتا، لیکن ذکرِ خدا میں مشغول رہنے والے مومن کے لیے رحمت۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اسے بیماریوں کی شدتوں اور تکلیفوں سے بچا لیتا ہے۔ آپ کی والدہ صحابیہ تھیں۔ حضور اقدس ﷺ سے بیعت کر چکی تھیں، بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔

ہاں تو عبادۃ بن عبادہ نے عرض کی یا رسول اللہ!

"لَوْ اَظُنُّہَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَہَلْ لَہَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْہَا قَالَ نَعَمْ۔"(1)

ترجمہ: میرا خیال ہے اگر وہ کچھ بولتیں تو خیرات کرتیں، اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو انھیں ثواب ملے گا؟ سرکار نے فرمایا: ہاں!

تشریح: یعنی ہاں ان کی طرف سے تم صدقہ دو، انھیں ضرور ثواب ملے گا۔

---

(1) [الف] صحیح مسلم شریف، کتاب الوصیة، ص:۶۸۳، دار الکتاب، بیروت-[ب] بخاری شریف، کتاب الوصایا، ص:۵۶۳، دار الکتاب العربي، بیروت — [ج]السنن الکبریٰ للبیہقي ۴۱/۱۷، دار المعرفة، بیروت-

''اشعۃ اللمعات '' میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ اس حدیثِ پاک سے صراحۃً معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ اور اس کے لیے دعا کرنا سنت ہے، اس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ صدقہ کے ثواب پہنچنے میں تمام اہلِ حق کا اتفاق ہے۔ البتہ بدنی عبادات کے متعلق علما کا اختلاف ہے، مگر حق یہی ہے کہ بدنی عبادات کا ثواب بھی پہنچتا ہے، یعنی نفل نماز اور روزے کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتے ہیں [1] اور اس قسم کے ایصالِ ثواب کی حدیثیں ان آیتوں کے خلاف نہیں: '' لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ''۔'' لَهَا مَا کَسَبَتۡ وَ عَلَیۡهَا مَا اکۡتَسَبَتۡ ؕ'' کیوں کہ ان آیات میں یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی شخص فرض روزے رکھ سکتا ہے۔ ادائے فرض اور ہے اور ثواب کا پہنچانا اور ہے، اسی لیے آیات میں ''کسب'' اور ''سعی'' کا ذکر ہوا ہے نہ کہ ثواب کا۔

ایصالِ ثواب تو قرآن پاک کی آیتوں سے ثابت ہے۔

شرح الصدور میں ہے کہ شیخ عزالدین بن عبد السلام کو کسی نے ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم دنیا میں تو تلاوتِ قرآنِ پاک کے ثواب پہنچنے کے منکر تھے، مگر اس جہاں میں آکر پتہ لگا کہ اس کا بھی ثواب پہنچتا ہے۔ [2]

حدیث:''عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّا نَتَصَدَّقُ مَوۡتَانَا وَنَحُجُّ عَنۡهُمۡ وَنَدۡعُوۡلَهُمۡ فَهَلۡ یَصِلُ ذٰلِکَ لَهُمۡ قَالَ نَعَمۡ اِنَّهٗ لَیَصِلُ اِلَیۡهِمۡ وَاِنَّهٗ لَیفۡرَحُوۡنَ بِهٖ کَمَا یَفۡرَحُ اَحَدُکُمۡ بِالطَّبَقِ اِذَا اُهۡدِیَ اِلَیۡهِ.'' [3]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی، یا

(1) فتاویٰ شامی، ۱۵۱/۳، مکتبہ زکریا، دیوبند۔
(2) شرح الصدر في أحوال الموتىٰ والقبور، ص:۳۰۳، دار المعرفة، بيروت۔
(3) مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی، ص:۶۲۱، دار الکتاب، دیوبند۔

رسول اللہ! ہم اپنے مُردوں کے لیے صدقہ کرتے ہیں، اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں تو کیا یہ انھیں پہنچتا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: ہاں! انھیں ضرور پہنچتا ہے اور یقیناً اس کے پہنچنے سے مُردوں کو فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے، جس طرح تم میں سے کسی کو طبق تھال ہدیہ ملنے پر خوشی و شادمانی حاصل ہوتی ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کرنا درست ہے اور مُردوں کو ثواب پہنچتا ہے۔ (1) نیز معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام میں بھی مُردوں کے لیے صدقہ و ایصالِ ثواب کرنے کا رواج تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابۂ کرام بھی اس کو جائز جانتے تھے، ورنہ کیوں کرتے؟ اب رہ گیا سوال کرنا تو صحابۂ کرام نے سوال صرف اس لیے کیا کہ حضور اقدس ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنیں کہ ہمارے صدقے، ہماری خیرات، ہماری دعائیں انھیں پہنچتی ہیں یا نہیں؟ اور حضور انور ﷺ سے سن کر اطمینانِ کامل حاصل ہو۔ اور بعد والوں کے لیے سند ہو کہ معترض کے آگے اسے ذکر کر کے اس کی زبان بند کر سکیں اور اس حدیثِ پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادتِ مالی اور عبادتِ بدنی دونوں کے ثواب صحابۂ کرام اپنے مردوں کو بخشا کرتے تھے اور حضور اقدس نے یہ پیاری مثال بیان فرما کر انھیں اور ترغیب دلا دی۔ سبحان اللہ رب العالمین۔

---

(1) ایصالِ ثواب کے جائز ہونے اور مُردوں کو تلاوتِ قرآن وغیرہ اعمالِ حسنہ کے ثواب پہنچنے پر جمہور علما کا اجماع و اتفاق ہے، کیوں کہ ایصالِ ثواب قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ثابت ہے، یہی وجہ ہے کہ علماے وہابیہ بھی ایصالِ ثواب کو درست ماننے پر مجبور ہیں۔ غیر مقلدین کے مشہور دینی پیشوا قاضی محمد شوکانی نے ایصالِ ثواب کے جائز ہونے پر سات دلائل پیش کیے ہیں اور آخر میں لکھا ہے:

"وقد حكى النووي في شرح صحيح مسلم الإجماع علىٰ وصول الدعاء إلىٰ الميت وكذا حكى الإجماع ايضاً علىٰ أن الصدقة تقع عن الميت ويصل ثوابها."

(الفتح الرباني من فتاوىٰ قاضي الشوكاني، ۳۱۷۳/۶، مكتبة الجيل الجديد، يمن)

ترجمہ: مردے کو دعا اور صدقے کا فائدہ ملتا ہے اور انھیں دعا و صدقے کا ثواب پہنچتا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلے پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

حدیث: وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کو جنت میں درجے بلند فرماتا ہے۔

تشریح: یعنی پہلے تو قبر میں معمولی درجے کی جنت کی کھڑکی کھلتی ہے پھر اعلیٰ درجے کی پھر اس سے اعلیٰ درجے کی یا اسے خبر دی جاتی ہے کہ تیرا درجہ بلند ہو رہا ہے۔

مصنفِ مرقاۃ نے فرمایا کہ یہاں عبدِ صالح سے مراد گنہگار مسلمان ہے جو بخشش کی صلاحیت و قابلیت رکھتا ہے۔ پہلے وہ عذاب میں گرفتار ہوتا ہے، پھر اچانک عذاب موقوف ہو کر جنت کی کھڑکی قبر میں کھل جاتی ہے، اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ ہٰذِہٖ۔"

ترجمہ: تو بندہ عرض کرتا ہے، الٰہی یہ بلندی مجھے کہاں سے ملی؟

تشریح: یعنی میں تو قبر میں سو رہا ہوں، اعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، پھر تبدیلیِ حال بغیر اعمال کیسے ہو رہی ہے؟

"فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ۔"(1)

---

(1) مشکوٰۃ المصابیح، باب التوبۃ والاستغفار، ص:۲۰۶، فاروقیہ بکڈپو، دہلی۔ [ب] شعب الایمان ۱۷/۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

نوٹ: حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں:

"ترفع للمیت بعد موته درجته فیقول أی رب أی شئ ہذہ؟ فیقال: ولدک استغفرک"

(الأدب المفرد للبخاری، ص:۹، ابناء مولوی محمد بن غلام رسول سورتی، ممبئی)

ترجمہ: مرنے کے بعد مُردے کا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، تو مردہ تعجب سے کہتا ہے۔ اے پروردگار! مجھے یہ درجہ اور بلند مرتبہ کیسے حاصل ہو گیا؟ تو جواب ملتا ہے، یہ تیری اولاد کا تیرے حق میں دعاے مغفرت کا نتیجہ ہے۔

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تیرے بچے کے تیرے حق میں دعاے مغفرت کرنے کی وجہ سے ہے۔(سبحان اللہ والحمد للہ)

اللہ تعالیٰ کی عطائیں بندے کے وہم وگمان سے وراہیں۔

فوائد: اس حدیثِ پاک سے چند مسئلے معلوم ہوئے:-

پہلا مسئلہ: یہ کہ نیک اولاد ماں باپ کو ان کے انتقال کے بعد ایصالِ ثواب اور استغفار وغیرہ سے یاد رکھے کہ یہ صدقۂ جاریہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس کے ذریعہ مُردے کو قبر میں فائدہ پہنچتا ہے۔ (1)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "جمہور السلف والأئمة الثلاثة علیٰ وصول ثواب القراءة للمیت۔"(شرح الصدور فی أحوال الموتیٰ والقبور، ص:۳۰۲، دار المعرفة، بیروت)

ترجمہ: جمہور علماے سلف اور ائمۂ ثلاثہ امام اعظم، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے کہ مردے کو قراءت کا ثواب پہنچتا ہے۔

شیخ محمد متولی شعراوی فرماتے ہیں: زیارت قبور، تلاوتِ قرآن، تلقین اور صدقات وخیرات کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے۔(فتاویٰ شعراوی، ص:۲۳۰، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)[از: طفیل احمد مصباحی]

(1) دعاواستغفار، صدقات وخیرات، بدنی ومالی عبادات کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے اور ان اعمال سے انھیں فائدہ حاصل ہوتا ہے، مُردوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور آخرت میں ان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اہلِ سنت و جماعت کا اس مسئلے میں اتفاق ہے اور غیر بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کے پیشوا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"فإن الذنوب مطلقا من جمیع المؤمنین هی سبب العذاب لکن العقوبة بها فی الاٰخرة فی جهنم تندفع بنحو عشرة أسباب۔ السبب الأول: التوبة، السبب الثاني: الإستغفار، السبب الثالث: الأعمال الصالحة، السبب الرابع: الدعاء للمؤمنین، السبب الخامس: دعاء النبی ﷺ واستغفاره فی حیاته وبعد مماته لشفاعته یوم القیٰمة، السبب السادس: ما یفعل بعد الموت من عمل صالح یهدیٰ له مثل أن یتصدق عنه ویحج عنه ویصوم عنه فقد ثبت فی الأحادیث الصحیحة أن ذٰلک یصل إلیٰ المیت وینفعه۔(منهاج السنة النبویة، ۲۸۲/۳، دار الکتب العلمیة، بیروت)

دوسرا مسئلہ: یہ معلوم ہوا کہ شفاعتِ مومنین برحق ہے، جس کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے، پھر شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفاعت کا تو کہنا ہی کیا!

تیسرا مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کو دعاے خیر میں یاد رکھے، حتیٰ کہ نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ" پڑھے۔ ایسا بچہ نیک کاروں میں شمار ہوگا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدِ عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر والوں میں سے کوئی مرجاتا ہے، اور وہ لوگ اس کے بعد اس کے لیے صدقہ اور ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام اسے طبق میں لے جاکر اس میت کو ہدیہ دیتے ہیں اور اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں:

"یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِیْقِ ہٰذِہٖ ہَدِیَّۃٌ اَھْدَاھَا اِلَیْکَ اَھْلُکَ فَاقْبَلْھَا فَیَدْخُلُ عَلَیْہِ فَیَفْرَحُ بِھَا وَیَسْتَبْشِرُ وَیَحْزَنُ جِیْرَانُہُ الَّذِیْ لَا یُھْدٰی اِلَیْہِ شَیْئٌ. رَوَاہُ الطَّبْرَانِیْ فِی الْاَوْسَطِ."[1]

ترجمہ: یعنی اے گہری قبر والے! یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے، اس کو قبول کر، پھر جب اندر جاتے ہیں تو قبر والا اس ہدیہ سے خوش ہوتا ہے اور فرحت کا اظہار کرتا ہے، اور اس کے پڑوسی قبر والے جن کو کچھ بخشا نہیں گیا اور انھیں ہدیہ نہیں پہنچا وہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

ترجمہ: گناہ یہ عذاب کا سبب ہے۔ آخرت میں مومنوں کو ان کے گناہوں کی سزا ملے گی۔ لیکن دس اعمال واسباب ایسے ہیں جن کے باعث مجرمین عذابِ آخرت سے بچ جائیں گے۔ اور وہ دس اعمال واسباب یہ ہیں:
(۱) توبہ (۲) استغفار (۳) نیک عمل (۴) دعاے مغفرت (۵) نبی اکرم ﷺ کا اپنی گنہ گار امت کے حق میں دعا و استغفار کرنا اور بعد وفات گنہگار امت کی شفاعت کرنا (۶) مرنے کے بعد مُردوں کو نیک عمل مثلاً حج، صدقہ وخیرات اور روزے وغیرہ کا ثواب پہنچانا، کیوں کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نیک عمل کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے اور اس عمل سے مردے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے......... (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) شرح الصدور فی أحوال الموتیٰ والقبور، ص: ۳۰۰، دار المعرفۃ، بیروت

اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ عباداتِ مالی اور بدنی دونوں کا ایصالِ ثواب جائز ہے۔ مالی عبادت ہو یا بدنی دونوں کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتے ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ:

"مَا الـمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ."

میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے۔[1]

تشریح: مطلب یہ ہے کہ عام گنہ گار مسلمان اپنے گناہوں کی وجہ سے اور خاص نیک مسلمان اسی پشیمانی کی وجہ سے کہ ہم نے اور نیکیاں زیادہ کیوں نہ کرلیں اور مخصوص محبوبین اپنے چُھوٹے ہوئے پیاروں کی یاد کی وجہ سے ڈوبتے فریادی کی طرح ہوتے ہیں۔ تازہ میت عالمِ برزخ میں ایسی ہوتی ہے، جیسے نئ دلہن سسرال میں کہ اگرچہ اسے وہاں ہر طرح کا عیش و آرام ہوتا ہے، مگر اس کا دل میکہ میں لگا رہتا ہے، جب کوئی سوغات یا کوئی آدمی میکے سے پہنچتا ہے تو اس کی خوشی کی حد نہیں رہتی، پھر دل لگتے لگتے لگ جاتا ہے، میت کو زندوں کا بڑا انتظار رہتا ہے۔

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن　　　تا بماند نامِ نیکت برقرار

چنانچہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے ارشاد فرماتے ہیں:

"ينتظر دعوة تلحقه من أب أو أم أو أخ أو صديق."

کہ میت ماں باپ یا بھائی یا دوست کی دعاے خیر پہنچنے کی منتظر رہتی ہے۔

تشریح: لہٰذا زندوں کو چاہیے کہ مُردوں کو اپنی دعاؤں وغیرہ میں یاد رکھیں تاکہ کل

---

(1) لہٰذا ہمیں ایسے ہوش ربا وقت میں اپنے مردہ بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے، دعائے مغفرت، کلمۂ طیبہ، صدقات و خیرات، تلاوتِ کلام اللہ وغیرہ اعمالِ حسنہ کے ذریعہ مُردوں کو ایصالِ ثواب کرنا چاہیے۔
"خير الناس من ينفع الناس" بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔
مشہور وہابی عالم میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں: ”میت کی طرف سے خیرات کی جائے تو اس کا ثواب میت کو بلا شبہہ پہنچتا ہے۔“ (فتاویٰ نذیریہ، ۱/۴۴۰، مطبوعہ دہلی پرنٹنگ پریس، دہلی) (محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

انھیں دوسرے مسلمان یاد رکھیں۔ اس حدیثِ پاک سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو نیاز، فاتحہ اور ایصالِ ثواب سے لوگوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں، منع کرتے ہیں، کل انھیں بھی مرنا ہے۔

حضور انور ﷺ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

"فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا."

پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اسے یہ دعا دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ اس لیے کہ یہ مدد بہت سخت حاجت کے وقت پہنچتی ہے۔ نیز یہ پرانے وطن کا ہدیہ و تحفہ ہوتا ہے، پردیس میں دیس کا خط بھی پیارا معلوم ہوتا ہے۔

پھر حضور انور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَيُدْخِلُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ۔"(1)

اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو ثواب کے پہاڑ دیتا ہے۔

تشریح: اس لیے صوفیۂ کرام فرماتے ہیں کہ ہر نیک عمل کا ثواب اسی شکل میں پہاڑ بن کر میت کو پہنچتا ہے، اگر روٹی خیرات کی گئی تو روٹی کی شکل میں اس کا ثواب میت کو ملتا ہے اور کپڑے کی خیرات کا ثواب کپڑے کی شکل میں، مگر اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت برکت ہوتی ہے۔ پھر حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ."(2)

---

(1) [الف] مشکوٰۃ المصابیح، باب الاستغفار والتوبۃ، ص:۲۰۶، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی [ب] شعب الایمان، ۱۶/۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

(2) مشکوٰۃ المصابیح، باب الاستغفار والتوبۃ، ص:۲۰۶، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی [ب] شعب الایمان، ۱۶/۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

نوٹ: علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "بستان الواعظین" میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مردوں کے لیے ہدیہ اور صدقہ کرو۔ صحابہ نے عرض کیا، ہم کس طرح مُردوں کو ہدیہ اور صدقہ کریں، تو آپ نے فرمایا: صدقہ و خیرات اور دعائے مغفرت کے ذریعہ۔"

ترجمہ: اور یقیناً زندوں کا مردوں کے لیے تحفہ، دعائے مغفرت ہے۔

تشریح: یعنی خواہ دعائے مغفرت صراحۃً ہو، جیسے: "رَبِّ اغفِرلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیعِ المُسلِمِینَ، یاضمناً ہو، جیسے ان کی طرف سے صدقہ وخیرات کہ یہ چیزیں میت کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔غرض کہ یہ حدیث پاک قولی وعملی دونوں استغفاروں کو شامل ہے۔

فائدۂ نافعہ : یہ حدیثِ پاک " لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی "(آدمی نہ پائے گامگر اپنی کوشش)اور" لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ "(اس کافائدہ جواچھاکمایااوراس کا نقصان ہے جوبرائی کمائی) کے خلاف نہیں۔کیوں کہ ان آیتوں میں بدنی عمل مراد ہیں، یعنی کوئی شخص کسی کی طرف سے فرض نماز اور روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اپنا فرض اپنے ہی سے کرنے سے ادا ہوگا۔اور نفل نماز پڑھ کر ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔[1] اور مذکورہ بالا حدیثِ پاک ثواب پہنچانے

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

(بستان الواعظین، ص:۱۷۲، دار الکتاب العربی، بیروت)

علامہ ابن جوزی اسی کتاب بستان الواعظین کے ص:۱۷۲ ر پر مزید لکھتے ہیں۔صرف ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"حدیث سے ثابت ہے کہ مردے اپنے رشتہ داروں کے صدقات وخیرات اور دعائے مغفرت کا چالیس برس تک انتظار کرتے ہیں، توجو اپنے مرحومین کو محروم ومایوس کرے گا، اللہ انھیں محروم کرے گا، اور جو انھیں صدقہ و خیرات اور دعاے مغفرت سے خوش کرے، اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھے گا۔"

(از:طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) حضرت ملاعلی قاری ارشاد فرماتے ہیں:

"مدفوع بأنه لم ينف انتفاع الرجل بسعي غيره وانما نفى ملكه بغير سعيه۔"

(شرح الفقه الأكبر، ص:۳۷۰، دار البشائر الاسلاميه، بيروت)

ترجمہ: آیتِ کریمہ " لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی " سے یہ اعتراض کرنا کہ زندوں کے نیک عمل کا ثواب مُردوں کو نہیں پہنچتا ہے، یہ درست نہیں۔ کیوں کہ آیت میں ایک شخص کے عملِ خیر سے دوسرے کو فائدہ پہنچنے کی نفی نہیں ہے۔بلکہ عملِ خیر کیے بغیر انسان کو اجر وثواب ملنے کی نفی ہے۔

اور ہم بھی اس کے قائل ہیں کہ بندے کو عمل کیے بغیر کچھ نہیں ملتا۔ البتہ ایک شخص کے عمل سے دوسرے کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے۔ لہٰذا موجودہ ایصالِ ثواب جائز و درست اور مستحسن فعل ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ کھانا، پانی اور شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ کرنا اور مُردوں کو ان کا ثواب پہنچانا یہ جائز ہے یا نہیں؟

کے متعلق ہے۔ ثواب پہنچانا اور ہے، ادائے فرض کچھ اور۔

یا آیتِ مقدسہ میں ملکیت کی نفی ہے، یعنی انسان کی ملک صرف اپنے ہی اعمال ہیں، دوسرے شخص کا کیا بھروسا، کوئی دے یا نہ دے، کوئی ایصالِ ثواب کرے یا نہ کرے۔

بغل میں توشہ - منزل کا بھروسا

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

توشۂ اعمال اپنا ساتھ لے جاؤ اجی　　　کوئی پیچھے قبر میں بھیجے گا سوچو تو ہی
بعد مرنے کے تمھیں اپنا پرایا بھول جائے　　　فاتحہ کو قبر پر پھر کوئی آئے یا نہ آئے

حدیث: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ ثَوَابَهٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ۔"(1)

ترجمہ: جو شخص قبرستان جائے اور قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ (پوری سورہ) گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخشے تو اس پڑھنے والے کو اُن مُردوں کی تعداد کے برابر اجر ملے گا۔

نیز حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ میری امت کے گنہگار مسلمان گناہ کے ساتھ قبروں میں داخل ہوں گے، اور جب قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے گناہ معاف اور بخشے ہوئے

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

تو اس بارے میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا یہ قول کافی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"دوم آں کہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم در میان حاضراں نمایند، ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفاے راشدین نبود اگر کسے ایں بطور بکند باک نیست، زیرا کہ دریں قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات حاصل می شود۔" (فتاویٰ عزیزی، ص: ۴۰، مطبوعہ مجتبائی، دہلی)

ترجمہ: اگر اجتماعی طور پر لوگ جمع ہو کر قرآن پاک ختم کریں اور شیرینی یا کھانے وغیرہ پر فاتحہ دے کر حاضرین میں تقسیم کریں تو شریعت کے نزدیک یہ کام برا نہیں۔ اگرچہ ایصال ثواب کا یہ طریقہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں رائج نہیں تھا، لیکن یہ طریقہ اس لیے برا نہیں کہ اس سے زندوں اور مردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ص: ۶۲۲، دار الکتاب، دیوبند۔

ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بے توبہ مر گئے ہیں اور مسلمان جو باہم ایک دوسرے کے لیے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اس کی وجہ سے گنہگار لوگ مرنے کے بعد قبروں میں بخشے جاتے ہیں۔ اسی لیے ہر ایک مسلمان پر لازم ہے کہ ہر نماز میں اپنے لیے اور اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لیے مغفرت کی دعا کیا کریں و نیز ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ مُردہ بھائیوں کے نام پر صدقہ و خیرات کریں اور ایصالِ ثواب کریں۔

حدیث: رحمت عالم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَلْيَجْعَلْهَا عَنْ اَبَوَيْهِ فَيَكُوْنُ لَهُمَا اَجْرُهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئٌ."(1)

ترجمہ: یعنی جب تم میں سے کوئی شخص نفلی صدقہ کرے تو اس صدقہ کو اپنے ماں باپ کی طرف کر دے تو اس کا اجر اس کے ماں باپ کو بھی ملے گا اور اس کے اجر میں سے کچھ کم نہیں ہو گا۔

ان حدیثوں سے بھی معلوم ہوا کہ عبادتِ مالی و عبادتِ بدنی دونوں کا ایصالِ ثواب جائز ہے۔ تو اگر کسی نے بیک وقت ایصالِ ثواب میں دونوں عبادتیں یعنی عبادتِ بدنی و عبادتِ مالی کو جمع کر دیا کہ کھانا اور ختم قرآن پاک یا شیرینی اور ختم قرآن پاک تو یہ حرام کیسے ہو گا؟ اور یہ بھی دیکھیے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کس کس طریقے سے فاتحہ اور ایصالِ ثواب کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحمدُ للّٰہِ۔

قارئین کرام! فقہائے کرام نے بھی ایصالِ ثواب کا حکم دیا ہے۔ ہاں! بدنی عبادت میں نیابت جائز نہیں، یعنی کوئی کسی کی طرف سے نماز فرض پڑھ دے تو اس کی نماز ادا نہ ہو گی۔ ہاں! نفل نماز کا ثواب بخشا جا سکتا ہے۔

---

(1) [الف] شرح الصدور في أحوال الموتیٰ والقبور عربی، ص:۳۰۰، دارالمعرفة، بیروت۔ [ب] مجمع الزوائد، ۱۳۹/۳، دار الكتب العلمية، بيروت۔

مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن، باب الملاحم میں ہے:

حدیث: "وَعَنْ صَالِح بْنِ دِرْہَمٍ يَقُوْلُ اِنْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا إِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْأُبُلَّةُ ؟ قُلْنَا نَعَمْ. قَالَ مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ أَنْ يُّصَلِّيَ لِيْ فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا وَيَقُوْلُ ہٰذِہٖ لِأَبِيْ ہُرَيْرَةَ ؟ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ مَسْجِدَ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُہُمْ." (1)

ترجمہ: روایت ہے حضرت صالح بن درہم سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہم (بصرہ سے مکہ معظّمہ) حج کرنے گئے۔ (جب ہم مکہ معظّمہ) پہنچے، پس اچانک کیا دیکھا کہ وہاں ایک شخص حاضر ہے۔ (یعنی حضرت ابوہریرہ) اس نے ہم سے پوچھا، کیا تمھارے شہر کے ایک طرف "ابلہ" نام کوئی آبادی ہے، ہم نے کہا، ہاں ! ہے۔ اس نے کہا: تم میں سے کون شخص اس کا ذمہ لیتا ہے کہ میرے لیے اُبُلّہ کی مسجدِ عشّار میں دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے (یعنی اس نماز کا ثواب مجھ کو بخشے) اور یہ کہے کہ اس نماز کا ثواب ابوہریرہ کو ملے۔ میں نے اپنے دوست ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ عزوجل مسجد عشار سے قیامت کے دن شہدا کو اٹھائے گا اور شہداے بدر کے ساتھ ان شہیدوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔

فوائد: اس حدیث پاک سے تین مسئلے معلوم ہوئے:-

پہلا مسئلہ: یہ معلوم ہوا کہ عبادتِ بدنی یعنی نماز بھی کسی کے ایصالِ ثواب کی نیت سے ادا کرنا جائز ہے۔ (2)

---

(1) مشکاۃ المصابیح، ص:۴۶۸، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔

(2) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی فرماتے ہیں:

"والأصل في ذٰلک ، عند أهل السنة أن للإنسان أن يجعل ثواب عمله بغيره صلوٰة أوصوما أوحجا أو صدقة أو قراءة القرآن أو الأذكار إلىٰ غير ذٰلک من جميع أنواع البر ويصل ذٰلک إلى الميت وينفعه۔"

(کنزالدقائق مع تبیین الحقائق، ۴۱۹/۲، برکات رضا، پوربندر، گجرات)

دوسرا مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ زبان سے ایصالِ ثواب کرنا کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو دے، بہت بہتر ہے۔

تیسرا مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ برکت کی نیت سے بزرگانِ دین کی مسجدوں میں نماز پڑھنا باعثِ ثواب ہے۔

رہی عبادتِ مالی یا مالی و بدنی کا مجموعہ جیسے زکوٰۃ اور حج، اس میں اگر کوئی شخص کسی سے کہہ دے کہ تم میری طرف سے زکوٰۃ دے دو تو دے سکتا ہے اور صاحبِ مال میں حج کرنے کی قوت نہ رہے تو دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے، لیکن ثواب ہر عبادت کا ضرور پہنچتا ہے۔

قارئینِ کرام! اگر میں کسی کو مال اور روپیہ دوں، تو وہ مالک اس مال کا ہوگا یا نہیں۔ ضرور ضرور ہوگا۔ بس اسی طرح یہ بھی۔ ہاں! بس فرق اتنا ہے کہ اگر مال کسی کو دے دیا تو اپنے پاس نہ رہا اور اگر چند کو دیا تو تقسیم ہو کر ملا، مگر ثواب اگر سب کو بخش دیا تو سب کو پورا پورا ملے گا اور خود محروم نہ رہا۔ جیسے کہ کسی شخص کو قرآن پڑھایا تو سب کو قرآن پاک پڑھنا آگیا اور پڑھانے والے کا جاتا نہ رہا۔

امام نووی نے ''کتاب الاذکار'' باب تلاوت القرآن میں فرمایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختم قرآن پاک کے وقت اپنے گھر والوں کو جمع کرکے دعا مانگتے تھے۔

حکم بن عتبہ فرماتے ہیں کہ ایک مجمع حضرت مجاہد اور عبدہ بن لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بلایا اور فرمایا ہم نے تمھیں اس لیے بلایا ہے کہ آج ہم قرآن پاک ختم کر رہے ہیں اور ختم قرآن پاک

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

ترجمہ: ایصالِ ثواب کی اصل یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ امر جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسروں کو نذر کرے۔ خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقہ، ذکر و اذکار، تلاوت قرآن، غرض کہ ہر قسم کی عبادت کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور مُردوں کو ان سے فائدہ ملتا ہے۔

نوٹ: ایصالِ ثواب کے جائز ہونے سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے امام سخاوی علیہ الرحمۃ کی مایہ ناز عربی کتاب "قرۃ العین بالمسرۃ الحاصلۃ بالثواب للمیت والأبوین" اور ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری کی کتاب ''نصرۃ الاصحاب باقسام ایصال ثواب'' کا مطالعہ کریں۔

(از: محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایتِ صحیح منقول ہے کہ بزرگانِ دین ختمِ قرآن پاک کے وقت مجمع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔[1]

درِ مختار بحث قراءۃ للمیت باب الدفن میں ہے:

وفي الحديث من قرأ الإخلاص أحد عشر مرة، ثم وهب أجرها للاموات أعطى من الأجر بعدد الأموات.[2]

ترجمہ: اور حدیث میں ہے کہ جو شخص گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب مُردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

شامی میں اسی جگہ ہے:

ويقرأ من القرآن ما تيسر له من الفاتحة وأول البقرة إلى المفلحون وآية الكرسي وآمن الرسول وسورة يٰس وتبارك الملك وسورة التكاثر والإخلاص اثني عشر مرة. أو إحدىٰ عشر أو سبعا أو ثلاثا ثم يقول: اللهم أوصل ثواب ما قرأناه إلى فلان أو إليهم.[3]

ترجمہ: یعنی جو ممکن ہو قرآن پڑھے، سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ کی اول آیات (یعنی الٓمّٓ سے مفلحون تک) اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول (یعنی آمن الرسول سے آخر سورہ تک) اور سورہ یٰسین اور سورہ ملک اور سورہ تکاثر اور سورہ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین مرتبہ، پھر کہے اے اللہ! جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں یا فلاں کو پہنچا دے۔

ان عبارتوں میں فاتحہ مروجہ کا پورا طریقہ بتایا گیا ہے، یعنی مختلف جگہ سے قرآن

---

(1) الدعاء يستجاب عند ختم القرآن و في بعض رواياته الصحيحة: إن الرحمة تنزل عند خاتمة القرآن۔ (الأذكار للنووي، ص:۱۰۷، دار الحديث، قاهرة)

جامع الصغیر کی حدیث ہے کہ ختم قرآن پاک کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

اور امام قرطبی فرماتے ہیں: ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

(التذكار في أفضل الأذكار، ص:٦٦، مؤسسة الريان، بيروت)

(2) در مختار مع رد المحتار ۱۵۴/۳، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(3) فتاویٰ شامی، ۱۵۱/۳، دار الكتب العلمية، بيروت۔

پاک پڑھنا، پھر ایصالِ ثواب کی دعا کرنا اور دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

فتاویٰ عزیزی میں ہے: "طعامے کہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند براں قل و فاتحہ ودرود خواندن متبرک می شود وخوردن بسیار خوب است۔"(1)

یعنی جس کھانے پر حضرت حسنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی نیاز کریں۔ اس پر قل اور فاتحہ ودرود پڑھنا باعثِ برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

اسی فتاویٰ عزیزی میں ہے:

"اگر مالیدہ وشیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصالِ ثواب بروحِ ایشاں پختہ بخوراند جائز است مضائقہ نیست۔"(2)

اگر دودھ مالیدہ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ایصالِ ثواب کی نیت سے پکا کر کھلائے تو جائز ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "زبدۃ النصائح" ص:۱۳۲ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگ بقصدِ ایصالِ ثواب بروحِ ایشاں پزند وبخورند مضائقہ نیست واگر فاتحہ بنامِ بزرگے دادہ شود اغنیاء راہم خوردن جائز است۔"(3)

یعنی دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ اوران کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں اور کھائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مال داروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

---

(1) فتاویٰ عزیزی، ۵۱/۱، رحمٰن گل پبلشر، پشاور، پاکستان۔

(2) فتاویٰ عزیزی ۳۹/۱، رحمٰن گل پبلشر، پشاور، پاکستان۔

(3) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب "زبدۃ النصائح" دستیاب نہ ہوسکی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے "زبدۃ النصائح" کی بعینہ یہی عبارت "فتاویٰ رضویہ" جلد چہارم، ص:۱۸۷ پر نقل فرمائی ہے، اسی کو حوالہ سمجھا جائے۔

● - میت کی فاتحہ کا کھانا صرف غربا، فقرا مسکینوں اور یتیموں کو کھلایا جائے۔ [1]

● - اگر کسی بزرگ کو فاتحہ دی جائے تو سب لوگوں کو کھانا جائز ہے، حتیٰ کہ مال داروں کو بھی کھانا جائز ہے۔ اس لیے کہ وہ تبرک ہو گیا اور تبرک سبھی کھا سکتے ہیں۔ [2]

کلمۂ طیبہ کا ثواب

جس طرح مُردوں کو قرآن پاک کا ثواب پہنچتا ہے اور قرآن مردوں کی مغفرت کا ذریعہ اور سبب ہے۔ اسی طرح مردوں کو کلمۂ طیبہ کا بھی ثواب پہنچتا ہے اور یہ بھی مغفرت کا ذریعہ اور سبب ہے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک پہنچی تھی کہ جو شخص ستّر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھے گا اس کی مغفرت ہوگی اور جس کے لیے اتنی دفعہ پڑھا جائے گا اس کی بھی مغفرت ہوگی۔ چناں چہ میں نے ستر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھا اور اس میں کسی کے لیے خاص نیت نہ کی۔ میں ایک دفعہ اپنے بعض دوستوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا۔ وہاں ایک جوان بھی تھا جس کے کشف کا حال بہت مشہور تھا۔ کھانا کھاتے کھاتے وہ بہت رونے لگا۔ میں نے سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں اپنی ماں کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ اس وقت میں نے ستر ہزار کلمے کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا، فوراً وہ جوان ہنسنے لگا

---

(1) فتاویٰ رضویہ، ۱۶۲/۴، رضا اکیڈمی ممبئی۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں: ”مُردے کا کھانا صرف فقرا کے لیے ہو۔ عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ۱۶۲/۴، رضا اکیڈمی، ممبئ)

(2) فاتحۂ اولیا اللہ کا کھانا اور شیرینی سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ لکھتے ہیں:

”اس کا کھانا غنی (مال دار) فقیر اور سید وغیرہ سب کو بالاتفاق حلال ہے۔ اسے سوائے مساکین کے اوروں پر حرام بتانے والا اللہ عزوجل پر افترا کرتا ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ۵۰۲/۴، رضا اکیڈمی، ممبئ)

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

اور کہا کہ اب میں اپنی ماں کو اچھے حال میں دیکھتا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات جلد دوم میں ہے کہ آپ نے اپنے دوستوں سے کہا: ستر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھ کر میرے بھائی اور بہنوں کو بخش دو۔

"الدر المنظوم" ملفوظات حضرت سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت میں ہے کہ جو شخص کلمۂ طیبہ ایک لاکھ مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب مُردوں کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ اس مُردے کو بخش دیتا ہے، اگرچہ وہ سزا کا مستحق ہو۔(1)

مُردوں کی مغفرت کا ذریعہ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کسی مرید کا رنگ اچانک متغیّر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو اس نے کشف کے طور پر کہا میں اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک لاکھ پانچ ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھا تھا۔ یہ سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر

---

(1) **فائدہ:** کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے بے شمار فوائد ہیں۔ بخاری ومسلم کی یہ متفق علیہ حدیث ہے: جو شخص صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہے، اس پر اللہ تعالیٰ جہنم حرام فرما دیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدق دل سے کلمۂ طیبہ پڑھنے والا کل قیامت کے دن میری شفاعت کا زیادہ حق دار ہے۔" نیز آپ نے فرمایا: "جس کی زبان سے آخری کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" جاری ہوا وہ مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو گا۔" (تفسیر ابن کثیر، ۳/۳۵۸، مؤسسۃ الریان، قاہرہ)

ایک حدیث یہ بھی ہے: ہر چیز کی ایک کنجی ہوتی ہے اور آسمان (عرش) کی کنجی کلمۂ طیبہ ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ، ص:۴۷، ابنائے مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی)

ترمذی وابن ماجہ کی حدیث ہے: "افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ"۔

افضل ترین ذکر کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا: "لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ۔" (مشکوٰۃ، ص:۱/۱۴۱)

اپنے مردوں کو کلمۂ طیبہ کی تلقین کرو۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی نے "فتاویٰ حدیثیہ" میں کلمۂ طیبہ کے دینی ودنیاوی فوائد وثمرات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ حدیثِ قدسی ہے: کلمۂ طیبہ میرا قلعہ ہے تو جو اس میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے بچ گیا۔

(فتاویٰ حدیثیہ، ص:۴۷)　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

کلمے کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ آپ نے دل ہی دل میں مرید کی ماں کو اس پڑھے ہوئے کلمۂ طیبہ کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی۔ بخشنے کے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اس جوان کو ہشاش بشاش پایا۔ آپ نے سبب دریافت کیا۔ تو اس نے عرض کی کہ میں اپنی ماں کو اب جنت میں دیکھتا ہوں۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیثِ پاک سے معلوم ہوئی، اور حدیثِ پاک کی صحت اس واقعہ سے معلوم ہوئی۔

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ کلمۂ طیبہ کے ثواب بخشنے سے مُردے کی بخشش کی امید ہے اور تیجہ میں چنوں پر یہی کلمۂ طیبہ پڑھا جاتا ہے۔ غرض کہ کلمۂ طیبہ کی بڑی فضیلت ہے اور مُردوں کے لیے مغفرت کا بہترین ذریعہ ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: فاتحہ کے لیے دن اور تاریخ مقرر کرنا جائز نہیں، دن اور تاریخ کی تعیین محض لغو ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: ''وَهُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ.''

یعنی مسلمان لغو کاموں سے بچتے ہیں۔

جواب اول: دن اور تاریخ مقرر کرنے میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔

جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ''ہفت مسئلہ'' میں لکھتے ہیں کہ دن مقرر کرنے میں وہ کام اپنی تاریخ میں ہو جاتا ہے ورنہ پڑا رہتا ہے۔ (1) پھر معترض کو سوچنا چاہیے کہ اگر کسی چیز کے دن اور تاریخ مقرر کرنا ناجائز و شرک ہے، تو خود اس کے مدرسہ کی تاریخِ امتحان مقرر، تعطیل کے لیے ماہِ رمضان المبارک مقرر، جلسۂ دستار بندی کے لیے دن و تاریخ مقرر، معلّمین و ملازمین کی تنخواہ مقرر، کھانے اور سونے کے لیے وقت مقرر، نماز اور جماعت کے لیے گھنٹہ اور منٹ مقرر، نکاح و ولیمہ اور عقیقہ کے لیے تاریخیں مقرر۔ خدارا

---

(1) فیصلۂ ہفت مسئلہ، ص:۱۳۸، فاروقیہ بکڈپو، دہلی

شبِ براءت کی فاتحہ کو شرک اور ناجائز کرنے کے شوق میں اپنے گھر کو تو آگ نہ لگاؤ۔[1]

حدیث: "وعن شقیق قال کان عبد اللّٰہ بن مسعودٍ یذکر الناس کل خمیسٍ۔"

روایت ہے حضرت شقیق سے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے لیے دن اور وقت مقرر کرنا شرک یا حرام نہیں بلکہ سنت صحابہ ہے۔ اسی لیے اب دینی مدرسوں کے امتحان اور تعطیل کے لیے دن اور مہینے اور تعلیم کے اوقات مقرر کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا میلادِ پاک اور فاتحہ وغیرہ کے لیے دن اور تاریخ مقرر کرنا جائز ہے۔ اسے ناجائز و حرام کہنا غلطی ہے۔

جواب دوم: شبِ براءت یعنی چودہ شعبان المعظم امت نے مقرر نہیں کی ہے، بلکہ پروردگارِ عالم اور سیدِ عالم ﷺ نے مقرر فرمایا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

"اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝"[2]

اس کے تحت مفسرینِ کرام نے ایک قول نقل کیا ہے کہ "لَیْلَةٌ مُّبٰرَكَةٌ" شعبان

---

(1) فاتحہ اور عرس کے لیے دن اور تاریخ مقرر کرنے سے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: "زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں باہداے ثواب و تلاوتِ قرآن و دعاے خیر و تقسیمِ طعام و شیرینی امر مستحسن است باجماع علما و تعینِ روزِ عرس براے آں ست کہ آں روز مذکر انتقال ایشاں باشد۔"

(زبدۃ النصائح بحوالہ فتاویٰ رضویہ ۱۹۱/۴، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ترجمہ: اولیاے کرام و بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت کرنا اور ان سے برکت حاصل کرنا جائز ہے۔ نیز قرآن کی تلاوت، دعاے مغفرت، کھانا و شیرینی وغیرہ پکا کر حاضرین میں تقسیم کرنا اور ان عملِ خیر کا ثواب بزرگانِ دین کی روح کو نذر کرنا مندوب و مستحب ہے۔ اس پر علماے کرام کا اجماع و اتفاق ہے۔ باقی رہا عرس کے لیے تاریخ مقرر کرنا تو یہ اس لیے ہے کہ اس سے لوگوں کو صاحبِ عرس کی وفات کے دن کا علم ہوتا ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(2) قرآن مجید، سورۃ الدخان، آیت: ۳

المعظم کی پندرہویں رات ہے [1] اور اس کے نام بتائے اور حدیثوں سے اس قول کو موید و مدلل کیا اور سرکارِ دوعالم ﷺ نے اس رات کو بخشش و رحمت کی رات بتایا اور اس کی عظمت بیان فرمائی اور "لیلۃ النصف من شعبان" کے مبارک لفظوں سے صاف صاف بیان فرمادیا تو یہ تقرر شریعت کی جانب سے ہے۔

سبحان اللہ والحمد للہ رب العالمین۔

شب براءت کا حلوہ

شبِ براءت میں حلوہ پکانا فرض و واجب یا ضروری نہیں، کوئی پکائے یا نہ پکائے۔ بہر حال فرض وواجب نہیں، ہاں مستحسن وجائز ہے اور اگر ایصالِ ثواب کے لیے پکایا جائے تو کارِ خیر اور موجبِ ثواب ہے۔ لیکن کچھ حضرات شبِ براءت میں حلوہ پکانے کو بدعت اور ناجائز و حرام کہتے ہیں۔ اور ناجائز و حرام کا فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کو پکانے سے روکتے اور منع کرتے ہیں۔ نہ معلوم کیوں شبِ براءت کے حلوہ کو ناجائز و حرام قرار دیتے ہیں۔ اس کی علت اور سبب اب تک معلوم نہ ہوسکا۔ حالاں کہ حلوہ کے اندر جتنی چیزیں ڈالی جاتی ہیں وہ سب طیب وطاہر (پاک و صاف) اور حلال ہیں۔ ناجائز و حرام کہنا یہ بہت بڑی زیادتی اور حماقت ہے۔ اس لیے کہ جس چیز

---

(1) **فائدہ:** اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ آیتِ کریمہ " اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ " میں " لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ " سے دراصل "شبِ قدر" مراد ہے۔ لیکن حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مفسرین کا ایک گروہ اس بات کے قائل ہیں کہ آیت میں " لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ " سے مراد "شبِ براءت" ہے۔

جیسا کہ فخر المفسرین امام فخر الدین رازی قدس سرہ نے بیان کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: اختلفوا في ہذہ الليلة المباركة فقال الأكثرون أنها ليلة القدر و قال عكرمة و طائفة آخرون: أنها ليلة البراءة۔ (تفسیر کبیر ۱۴/ ۲۰۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تفسیر خازن وتفسیر بیضاوی میں ہے کہ " لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ " سے شبِ قدر یا شب براءت مراد ہے۔
(تفسیر خازن، ۴/ ۱۱۷، بیضاوی، ۵/ ۱۵۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

کو شریعت مطہرہ نے حرام نہ کیا ہو اسے دوسرا کیوں حرام کرے۔ کسی کو بھی اختیار نہیں کہ شبِ براءت کے حلوہ کو حرام کر دے، حالاں کہ سوجی بھی پاک و حلال، شکر بھی پاک و حلال، میوہ بھی پاک و حلال، گھی بھی پاک و حلال، پانی بھی پاک و حلال، غرض کہ کُل چیزیں حلال ہی حلال ہیں۔ اور مذکورہ بالا چیزوں کے مجموعہ کا نام حلوہ ہے تو یہ بھی حلال ہوا۔ باوجود اس کے نہ معلوم کیوں کچھ لوگ شبِ براءت کے حلوہ کو ناجائز و حرام کہتے ہیں اور ناجائز و حرام کا فتویٰ دیتے ہیں۔ حلوہ تو مرغوب و محبوب غذا ہے۔ (1) اور مرغوب و پسندیدہ چیز کا صدقہ بھی افضل ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ"(2)

تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچو گے جب تک کہ راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

اور مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا　　　ہر چہ داری صرف کن در راہِ اُو

یعنی جو کچھ بھی ساز و سامان تمھارے پاس ہے، اسے راہِ خدا میں خرچ کرو۔

دعوتِ فکر: اے معترضو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس پاک اور طیب و طاہر چیز کو

---

(1) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ "کان رسول اللہ ﷺ یحب الحلواء والعسل۔"
(بخاری، کتاب الطلاق، حدیث:۵۲۶۸، ص:۱۱۰۲، دار الکتاب العربی، بیروت/ مسلم شریف ۶۰۱/۱، حدیث:۳۶۷۹، دار الکتاب العربی، بیروت)
ترجمہ: حضور ﷺ حلوہ اور شہد پسند فرماتے تھے۔
فائدہ: مان لیتے ہیں کہ زمانۂ رسالت و عہدِ صحابہ میں حلوہ پکا کر فاتحہ دلانے کا رواج نہیں تھا، لیکن محض اس بنا پر حلوہ پکانا اور شبِ براءت میں اس کا فاتحہ دلانا ناجائز اور بدعت نہیں۔ علمائے کرام بیان فرماتے ہیں کہ:
"کم من شیئ کان أحداثا و ہو بدعۃ حسنۃ" کہ بہت ساری چیزیں نو پید اور نو ایجاد ہوتی ہیں مگر وہ بدعت حسنہ کے زمرے میں آتی ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری، ۳۲۳/۵، زکریا بک ڈپو، دیوبند)
ہم موجودہ حلوہ کو بھی اسی پر قیاس کر سکتے ہیں ورنہ مدارس و خانقاہ کی عالی شان بلڈنگ بنانا، مساجد کے منارے بلند کرنا، ہوائی جہاز اور ٹرین میں سفر کرنا سب ناجائز ٹھہریں گے، کیوں کہ یہ تمام چیزیں عہدِ رسالت و عہدِ صحابہ میں موجود نہیں تھیں۔　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(2) قرآن مجید، سورہ آل عمران، پ:۴، آیت:۹۲

نہیں کھاتے اور خواہ مخواہ اسے ناجائز و حرام کہتے ہو۔ دیکھ لو قرآن پاک ہی کا ارشاد ہے کہ پاک و صاف اور حلال چیزوں کو حرام و ناجائز مت سمجھو اور اس کا کھانا مت چھوڑو۔ قرآن مقدس نے صاف لفظوں میں یہ حکم سنایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۸۷﴾ (1)

ترجمہ: اے ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو، بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں۔

یعنی جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے ان کو خواہ مخواہ اپنی طرف سے ناجائز و حرام قرار دینا یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور ایسے لوگ زیادتی کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (2)

معترضو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کی جائز کردہ چیزوں کو اپنی طرف سے ناجائز مت کرو۔

شب برأت کا حلوہ طیب و طاہر ہے اور سرکارِ دوعالم ﷺ نے اسے حلال کیا ہے پھر ان کو حرام قرار دینا گویا وہ کام کرنا ہے جو حضور اقدس ﷺ نے نہیں کیا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ شبِ برأت کا حلوہ حرام و بدعت نہیں بلکہ اس کو ناجائز و حرام قرار دینا یہ بدعت ہے۔

حضرت مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری صاحب مرحوم نے شبِ برأت کے حلوے کے متعلق کیا خوب لکھا ہے کہ:

جو وہ حلوہ بھی شبرات کا ناروا ہے　　بتاؤ تو اس میں نجس چیز کیا ہے
روا ہے وہ خود جس کا حلوہ بنا ہے　　حقیقت میں منہ ہی تمھارا برا ہے
یہ گھی اور میوہ کا عمدہ نوالہ

---

(1) قرآن مجید، سورۃ الأنعام، پ: ۷، آیت: ۸۷
(2) تفسیر طبری ۸/۷، مکتبہ ابن تیمیہ، حلب

اسی کو ملے جو ہو تقدیر والا

شبِ برأت میں حلوہ کیوں پکایا جاتا ہے؟

مسلمانو! شعبانُ المعظم کی چودہویں تاریخ کو حلوہ کی تیاری محض اس لیے ہوئی کہ مسلمانوں نے خیال کیا کہ یہ دن عرشی سال کا آخری دن ہے۔ آج اپنے اہل و عیال، اپنے عزیزو اقارب اور دوست و احباب اور اپنے ملنے جلنے والوں کو کوئی عمدہ، دل پسند اور مرغوب و محبوب کھانا کھلائیں اور ان کی خاطر تواضع کریں تاکہ خاطر داری بھی ہوجائے اور صلہ رحمی اور غربا پروری بھی ہوجائے۔ لہٰذا سنی مسلمانوں کے پیشواؤں نے غور و تامل کیا کہ حضور اقدس ﷺ کو کون سی چیز زیادہ پسندیدہ اور محبوب و مرغوب تھی توان لوگوں کو یہ حدیث ملی کہ:

كان رسول الله ﷺ يحب الحلوا والعسل.[1]

یعنی رسول اللہ ﷺ حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے، یا میٹھی چیز اور شہد کو محبوب و مرغوب رکھتے تھے۔

لہٰذا یہ دیکھ کر سنیوں کے پیشواؤں نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ حلوہ پکایا جائے۔ لیکن وہابیوں دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے تذکیر الاخوان صفحہ ۶۶/ پر (مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ) صاف صاف لکھ دیا کہ شعبان میں حلوہ پکانا کفر و نفاق ہے۔ یعنی جو مسلمان شب برأت میں حلوہ پکائے وہ کافر و منافق ہے۔

یہ زیادتی اور ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ وہابیوں اور دیوبندیوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

---

(1) [الف] صحيح البخارى، كتاب الطلاق، حديث نمبر:۵۲۶۸، ص:۱۱۰۲، دارالكتاب العربى، بيروت.[ب]الصحيح المسلم، ۶۰۱/۱، كتاب الطلاق، حديث: ۳۶۷۹، دارالكتاب العربى، بيروت.

صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ

سوال : کچھ لوگ شب برأت کا حلوہ پکانا حرام بتاتے ہیں۔ اس کو قرآن پاک اور حدیث پاک سے ثابت فرمائیے کہ حلوہ پکانا جائز ہے یا نہیں اور کوئی شخص اپنی رائے سے کسی چیز کو حرام کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب : شب براءت بہت برکت والی رات ہے۔ شریعت میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور اس شب میں عبادتوں اور نیکیوں اور استغفار کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ حتیٰ کہ ابن ماجہ کی حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ غروبِ آفتاب سے طلوعِ فجر تک اپنی شانِ رحمت سے آسمانِ دنیا کی طرف متوجہ ہو کر استغفار کرنے والوں اور روزی مانگنے والوں اور مصیبتوں سے رہائی چاہنے والوں کو ندائیں فرماتا ہے کہ وہ اپنی حاجت طلبی کریں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس شب میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرستانِ بقیع میں تشریف لے جاتے تھے۔[1] اس سے ثابت ہوا کہ نیکیوں کی کثرت اور مردوں کو ثواب پہنچانا اس شب میں سنت ہے۔ اِطعامِ طعام بھی نیکی ہے۔[2] اور طعام میں جو لذیز تر ہو اس کا خرچ کرنا اور بہتر۔ مسلمان حلوے کو بہت نفیس غذا سمجھ کر خرچ کرتے ہیں۔ وہ اس خرچ کا اجر پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(1) سنن ابن ماجہ ۱/۴۴۴، جامع الترمذی۱/۲۰۳، مسند امام احمد بن حنبل ۱/۲۳۸، دارالفاروق، عمان)

(2) قرآن شریف میں آیا ہے کہ اہل جنت، جہنمیوں سے پوچھیں گے کہ تمھیں کس چیز نے جہنم میں پہنچایا؟ تو جہنم والے جواب دیں گے:

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ (سورۃ المدثر، آیت:۴۳، ۴۴)

ترجمہ: ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو کھانا کھلانا بہت بڑا کارِ ثواب ہے۔

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ"(1)

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو

اور تفسیر مدارک میں ہے:

"وعن عمر بن عبد العزيز أنه كان يشتري أعدال السكر ويتصدق بها فقيل له لم لا تتصدق بثمنها قال لان الشكر أحب إلى فأردت أن أنفق مما أحب۔"(2)

یعنی (حضرت) عمر بن عبد العزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ فرمایا کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اس کی قیمت صدقہ کیوں نہیں کر دیتے، فرمایا شکر مجھے پسند ہے تو میں چاہتا ہوں کہ وہی چیز خرچ کروں جو مجھے پسند ہے۔

ثابت ہوا کہ شے مرغوب ومحبوب کا خرچ کرنا اس آیت کی تعمیل ہے۔ حلوہ مسلمانوں کو مرغوب ومحبوب ہے، اس کو اللہ کے لیے خرچ کرتے ہیں تو اس آیت کا مصداق ہیں اور اللہ سے اجر پائیں گے اور جو شخص اس کو حرام کہتا ہے وہ گم راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو محض اپنی رائے سے حرام کہتا ہے اور شریعت میں اپنی رائے کو دخل دیتا ہے اور احکامِ الٰہی کو بدلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۸۷ (3)

اے ایمان والو! حرام نہ کرو ان پاک چیزوں کو جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے حلال کیا اور حد سے نہ گزرو۔ اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ہے۔

---

(1) قرآن مجید، سورہ آل عمران، پ:۴، آیت:۹۲

(2) مدارک التنزیل، پارہ:۴، ص:۹۹، افضل المطابع، دہلی۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(3) قرآن مجید، سورۃ الانعام، پ:۷، آیت:۸۷

”باز از ابتداے کرامت شبِ براءت فرمود کہ در شبِ پانزدہم شعبان بعد عشا قریب سنہ وصال بخانہ آمدہ بود کہ ناگاہ جبرئیل آمد۔ وگفت آں روز شبِ مبارک و تقسیم براءت یک سالہ است۔ برخیزد براے مُردگان مدفونان جنت بقیع دراں جا رفتہ دعاء کن چناں چہ آں حضرت ہم چنیں کردند براے آں رسمِ فاتحہ دریں شب است، خواہ نان و حلوا خواہ ہر چہ خواہد، مگر در ہند حلوہ می باشد و در بخارا و سمرقند قتلما وغیرہ می کنند۔“

یعنی رسول اللہ ﷺ سالِ وفات کے قریب شبِ براءت کو عشا کی نماز کے بعد دولت سراے اقدس میں تشریف لائے، اچانک جبرئیل حاضر ہوئے اور عرض کیا، یہ مبارک رات ہے۔ آج سال بھر کے حصے تقسیم ہوں گے، جنت بقیع میں تشریف لے جا کر وہاں کے مردوں کے لیے دعا کیجیے۔ حضور نے ایسا ہی کیا۔ اسی وجہ سے اس شب میں فاتحہ کا دستور ہے، خواہ حلوہ روٹی ہو، خواہ کچھ اور۔ مگر ہندوستان میں حلوہ ہوتا ہے اور بخارا و سمرقند میں قَتَلما وغیرہ کرتے ہیں۔

شاہ صاحب کے سوال سے معلوم ہوا کہ یہ سب حدیث شریف کے مطابق ہے۔ (1)

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ: العبد المعتصم بحبلہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین، ۲۳/شوال ۱۳۵۳ھ

مسجدوں میں روشنی

شب براءت میں مسجدوں میں چراغاں کیا جاتا ہے۔ مسجدوں کی صفائی ہوتی ہے، مسجدیں سجائی جاتی ہیں، لیکن بعض دیوبندی اس کارِ ثواب کو بھی بدعت و حرام بلکہ شرک تک کہتے ہیں۔ چناں چہ نام نہاد مولوی شفیع، دار العلوم دیوبند کے سابق مفتی، حال مقیم

(1) صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کا یہ فتویٰ آپ کی کتاب ”کشف الحجاب عن مسائل ایصالِ ثواب“ ص:۲۹ تا ۳۲، مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو، دہلی میں موجود ہے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

پاکستان، اپنی کتاب "شبِ براءت" میں لکھتا ہے کہ "بعض شہروں میں دستور ہے کہ اس تاریخ (یعنی شبِ براءت) میں مسجد میں بہت زیادہ روشنی کی جاتی ہے۔ ضرورت سے بہت زیادہ چراغ جلائے جاتے ہیں، یہ بالکل کفار کے ساتھ مشابہت اور ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے۔ جو سخت ناجائز اور حرام ہے۔

مولوی شفیع کا یہ کہنا محض ان کی بے دینی ہے۔ ہمیشہ سے عام مسلمانوں کا یہی دستور رہا ہے کہ ثواب اور روشنیِ قبر حاصل کرنے کے لیے یوں تو ہمیشہ ہی مگر بالخصوص رمضان المبارک یا شبِ قدر یا شبِ معراج یا ختم قرآن پاک کی رات یا شبِ براءت میں مسجدوں میں چراغاں کرتے ہیں۔ مسجدوں کو خوب آراستہ اور مزین کرتے ہیں اور عقلِ سلیم کا بھی یہی تقاضا ہے کہ بالخصوص موجودہ زمانہ میں مسجدوں کو خوب خوب آراستہ اور مزین کیا جائے۔ ہمیشہ یا بعض خصوصی موقع پر چراغاں کرنا اچھا ہے۔ کیوں کہ آج ہم اپنے مکانوں میں زیب وزینت کرتے ہیں۔ بیاہ شادی میں خوب دل کھول کر روشنی اور چراغاں کرتے ہیں۔ عمارتوں، مکانوں اور بلڈنگوں کو سجاتے ہیں۔ جب ہمارے گھر زینت و آرائش، روشنی، چراغاں کے مستحق ہیں تو اللہ تعالیٰ کا گھر جو تمام گھروں سے افضل ہے، اسے تمام گھروں سے زیادہ آراستہ اور مزین کرنا ہی چاہیے۔ تاکہ مسجدوں کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو اور یہ کام احترامِ مسجد اور تبلیغِ دین کا ذریعہ بنے۔

مسجد کی آبادی اور زینت و آرائش

قارئینِ کرام! مساجد کی زینت ایمان کی علامت ہے۔ مسجدوں میں روشنی کرنا بالخصوص مقدس اور متبرک راتوں میں مساجد میں چراغاں کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، جس کا بہت ثواب ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ .(1)

اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔

مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ مسجدوں میں جماعاتِ نماز قائم کرنا، وہاں صفائی رکھنا، عمدہ چٹائیاں اور فرش بچھانا، وہاں روشنی وچراغاں کرنا سب مسجد کی آبادی میں داخل ہیں۔(2)

تفسیر روح البیان میں زیرِ آیت مذکورہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد بیت المقدس میں کبریتِ احمر کی روشنی میں فرماتے تھے۔ آپ نے سترہ قندیلیں بیت المقدس میں روشن کرنے کا حکم دیا، جس کی روشنی میں مِیلوں تک عورتیں چرخہ کات لیتی تھیں۔ سبحان اللہ(3)

اس آیتِ مقدسہ سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں رونق و چراغاں کرنا ایمان کی علامت ہے۔ مقامِ تعجب ہے کہ مولوی شفیع دیوبندی نے کیسے لکھ دیا کہ ”چراغاں کرنا ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے جو سخت ناجائز و حرام ہے۔“

مسجدوں میں روشنی کرنا سنت صحابہ ہے

مسجدِ نبوی میں اولاً لکڑیاں وغیرہ جلا کر روشنی کی جاتی تھی، پھر حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ قندیلیں، رسیاں اور تیل لائے، ان کو مسجد نبوی شریف کے ستونوں میں لٹکا کر جلایا تو

(1) قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، پ:۱۱، آیت:۱۸

(2) تفسیر جمل میں زیرِ آیت ” اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ “ مذکور ہے:

"أي بنحو البناء والتزيين والفرش والسرج والعبادة وترك حديث الدنيا۔"

(تفسير جمل، ۲۳۶/۳، دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: مساجد کی از سرِ نو تعمیر، ان کی زینت و آرائش، فرش بچھانا اور مساجد میں چراغاں کرنا، عبادت کرنا اور مساجد میں دنیاوی باتیں نہ کرنا، یہ تمام باتیں مساجد کو آباد کرنے میں داخل ہیں، جس کا آیت میں حکم دیا گیا ہے۔

فائدہ: عمدۃ المفسرین حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے ان تمام امور کے بارے میں تفصیلی دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ ملاحظہ کریں۔(تفسیر روح البیان، ج:۳، ص:۳۹۸ تا ۴۰۰۔ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

(3) تفسیر روح البیان، ۳۹۹/۳، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ۔(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:

"نورت مسجدنا نور الله عليك۔"(1)

تم نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا، اللہ تم کو روشن اور نورانی کردے۔

ابنِ ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

" أول من أسرج في المساجد تميم الداري۔"(2)

جس نے مسجدوں میں سب سے پہلے چراغ جلائے وہ تمیم داری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں میں روشنی کرنا سنتِ صحابی ہے۔ سرکار دوعالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانۂ پاک میں چراغ کا عام رواج نہ تھا۔ بوقت جماعت کھجور کی لکڑیاں جلاکر روشنی کرلی جاتی تھی۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں چراغاں کیا۔

ابن شاہین محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابواسحاق ہمدانی سے روایت کی:

" خرج عليُ بن أبي طالب في أول ليلة من رمضان والقناديل تزہر وكتاب الله تتلیٰ فقال نور الله لک يا ابن الخطاب في قبرک كما نورت مساجد الله تعالیٰ بالقرآن۔"(3)

رمضان المبارک کی پہلی رات کو حضرت علی بن ابوطالب تشریف لائے، قندیلیں جگمگا رہی تھیں اور قرآن پاک کی تلاوت ہورہی تھی تو آپ نے فرمایا۔ اے عمر ابن خطاب! اللہ تمھاری

(1) تفسیر روح البیان، ۳/۴۰۰، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ۔

(2) سنن ابن ماجه، كتاب المساجد، ص:۱۱۲، جمعية المكنز الإسلامی، قاہرہ۔

علامہ سمہودی فرماتے ہیں: "و يستحب تعليق المصابيح إن تميما الداري أول من فعل ذٰلک في زمن النبي ﷺ ۔"

ترجمہ: مسجد میں روشنی کرنا مستحب ہے۔ سب سے پہلے تمیم داری نے حضور کے زمانے میں مساجد میں چراغ جلائے۔

(وفاء الوفاء باحوال دارالمصطفیٰ، ۲/۶۷۰، برکات رضا، پوربندر، گجرات)

(3) تفسیر روح البیان، ۳/۴۰۰، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ۔

قبر کو روشن کرے جیسے تم نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن پاک کی تلاوت سے روشن کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کی روشنی سے انشاء اللہ الرحمٰن قبر روشن اور منور ہوگی۔ لہٰذا جو بھی مسجدوں کی روشنی کو روکتا ہے وہ در پردہ سنتِ صحابہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس روشنی اور چراغاں کے روکنے والے اپنی قبریں تاریک کر رہے ہیں۔

قبر کی روشنی

تفسیر کبیر میں "اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ" کی تفسیر میں ہے:

"وعن النبي صلى الله عليه وسلم من أسرج في مسجد سراجاً لم تزل الملٰئكة وحملة العرش يستغفرون له مادام فى المسجد ضوءه۔"(1)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسجد میں چراغ جلائے تو جب تک مسجد میں روشنی رہے گی فرشتے اور حاملینِ عرش اس کے لیے دعاے مغفرت کرتے رہیں گے۔

لیکن افسوس صد افسوس! ماتم عقل و خرد پر ہزار بار ماتم اس پر جو یہ کہتے ہیں کہ شبِ براءت کو مسجد میں چراغاں کرنا ناجائز و حرام ہے۔

ستّر ہزار فرشتوں کی دعا لینے کا ذریعہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

" قال رسول الله ﷺ: من علّق في مسجد قنديلا صلىٰ عليه سبعون

(1) [الف] التفسیر الکبیر، ۱۰/۸، (پندرہواں حصہ) دار الکتب العلمیة، بیروت۔ [ب] تفسیر روح البیان، ۴۰۰/۳، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ [ج] تفسیر درِ منثور، ۱۴۴/۴، دار الفکر، بیروت [د] تفسیر أبی السعود ۵۱/۴، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ألف ملک حتی ینطفي ذٰلک القندیل۔"[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسجد میں قندیل لٹکائے تو اس پر ستر ہزار فرشتے دعاے رحمت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ قندیل بجھ جائے۔

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جیسے مسجد میں چراغ جلانا باعثِ ثواب ہے ویسے ہی مسجد میں چراغ یا تیل یا بتّی دینا بھی ثواب ہے، خواہ ایک چراغ ہو یا بہت، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں روشنی کرنا یہ سترّ ہزار فرشتوں کی دعا لینے کا ذریعہ ہے۔

سوال: مسجدوں میں روشنی و چراغاں کرنا فضول خرچی اور اسراف ہے اور قرآن پاک میں اسراف اور فضول خرچی سے روکا گیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

''كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ.''

کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو۔ بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

جواب: مسجدوں کی روشنی اور چراغاں کو اسراف و فضول خرچی کہنا بالکل غلط اور حماقت ہے۔ اپنے دماغ کا علاج کراؤ، اپنی عقل پر ماتم کرو۔ فضول خرچی تو اس خرچ کو کہا جاتا ہے جس میں دینی و دنیوی نفع نہ ہو۔ اور مسجدوں کے چراغاں و روشنی میں مسجدوں کی زینت ہے جو عبادت اور باعثِ ثواب ہے "لَا اِسۡرَافَ فِيۡ الۡخَيۡرِ" یعنی نیک کام میں خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے۔

سوال: جب ایک چراغ اور بلب سے روشنی ہوسکتی ہے تو باقی چراغ، بلب اور ٹیوب لائٹ بے کار ہیں اور بے کار خرچ فضول خرچی میں داخل ہے۔

جواب: جب ایک قمیص اور پائجامے سے ستر پوشی حاصل ہوجاتی ہے تو چاہیے کہ

(1) تفسیر در منثور، ۴/۱۴۳، دار الفکر، بیروت۔

قمیص کے نیچے بنیائن اوپر اچکن، شیروانی، کوٹ، واسکٹ پہننا فضول خرچی اور حرام ہو، نیز جب ایک دو روپے گز کے ہرک اور کھدر سے جسم چھپ جاتا ہے تو چاہیے کہ پانچ اور سات روپے گز کے سنفرائز، کیمبرک، یا بیس روپے گز کے ٹیلرن، یا پچاس پچھتر روپے گز کا ٹیریکیٹ پہننا حرام ہو۔ نیز جب گھر میں پانچ آنے مٹی کے تیل سے روشنی حاصل ہو سکتی ہے اور اپنی ضرورت پوری ہو سکتی ہے تو وہاں سیکڑوں روپے صَرف کر کے بجلی فٹنگ کرانا اور بجلی کے پنکھے تلے اپریل و مئی کی شدید گرمی میں بیٹھنا اسراف و حرام ہونا چاہیے۔

او معترضو! عقل سے کام لو، ایک چراغ اور بلب سے روشنی تو حاصل ہوتی ہے اور زیادہ چراغوں، بلبوں اور ٹیوب لائٹوں سے مسجد کی زینت و رونق ہوتی ہے، اور مسجد کی روشنی بھی عبادت اور وہاں کی زینت بھی عبادت۔ لہٰذا مساجد میں چراغاں و روشنی کرنا فضول خرچی نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمھیں عقل سلیم عطا فرمائے۔

سوال: اگر مسجد میں روشنی کرنا اچھی چیز ہے تو خود حضور نے اپنے زمانہ میں مسجدِ نبوی میں روشنی کیوں نہ کی۔ کیا تم حضور سے افضل ہو یا دین کے زیادہ ہمدرد ہو۔ جو کام حضور نہ کریں تمھیں کرنے کا کیا حق ہے؟

جواب: اے معترضو! اگر شیروانی، پتلون، کوٹ، واسکٹ وغیرہ اعلیٰ درجہ کے لباس کا پہننا اچھا کام ہے تو حضور اقدس ﷺ نے کیوں نہ استعمال فرمائیں؟ جو کام سرکارِ دوعالم ﷺ نے نہ کیا، اے معترضو! تم کیوں کرتے ہو؟ تم کوٹھیوں اور بلڈنگوں میں کیوں رہتے ہو؟ عالی شان مکان کیوں بناتے ہو؟ پھر اس میں بجلی اور پنکھے کیوں فٹنگ کراتے ہو؟ تم اپنے گھروں میں ٹیوب لائٹ اور بلب کیوں جلاتے ہو؟ علیٰ ہٰذا القیاس، تم کار، اسکوٹر، بس اور ریل وغیرہ سے سفر کیوں کرتے ہو؟

اے معترضو! سنو! اور کان کھول کر سنو! حضور اکرم ﷺ کے زمانۂ پاک میں صحابۂ کرام کے گھر معمولی تھے، جہاد کا زمانہ تھا۔ اس طرف توجہ فرمانے کا زمانہ تھا۔ جب صحابۂ کرام کے زمانے میں لوگوں نے اپنے اچھے اچھے گھر بنا لیے تو فقہائے صحابہ نے سوچا کہ دین تو دنیا سے ارفع و اعلیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کا گھر یعنی مسجدِ نبوی شریف ہمارے گھروں سے افضل ہے کہ جہاں ایک

رکعت نماز پڑھنے سے پچاس ہزار رکعت کا ثواب ملتا ہے۔ تو جب ہمارے گھر شان دار ہیں تو اللہ کا گھر بھی شان دار ہونا چاہیے۔ یہ سوچ کر حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبوی شریف بہت عالی شان بنوائی اور وہاں بہت زیب وزینت کی۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین۔"(1)

تم میری اور میرے خلفاے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو۔

ناظرینِ کرام! جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت قابلِ عمل ہے، ایسے ہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت بھی لائقِ عمل ہے۔ سیدِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے مسجد نبوی شریف میں چراغاں کیا، بلکہ رحمت عالم فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی مسجد میں چراغاں کرنے کے لیے تیل بھیجنے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیت المقدس میں بہت قندیلیں روشن کی جاتی تھیں، جیسا کہ قنادیل جمع کا صیغہ فرمانے سے معلوم ہوا۔

سوال: سننِ ابوداؤد شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

" قال رسول اللہ ﷺ ما أمرت بتشیید المساجد قال ابن عباس لتزخر فنها کما زخرفت الیهود والنصاریٰ۔"(2)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے مسجدیں سجانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تم لوگ یہودیوں اور نصاریٰ کی طرح مسجدوں کو سنوارو گے۔

چناں چہ ابوداؤد شریف نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔

"قالت یا رسول اللہ ﷺ أفتنا في بیت المقدس فقال رسول اللہ ﷺ إیتوه فصلوا فیه وکانت البلاد ذٰلک حرباً فان لم تاتوه وتصلوه فیه فابعثوا بزیت

(1) مشکوٰة المصابیح، ص:۳۰، فاروقیه بک ڈپو، دہلی۔

(2) سنن ابي داؤد، ۹/۱ے، حدیث:۴۴۸، جمعیة المکنز الإسلامی، قاهره۔

يسرج في قناديله۔"(1)

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! ہمیں مسجد بیت المقدس کے متعلق حکم دیں تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس مسجد میں جاؤ اور وہاں نماز پڑھو۔ اس زمانے میں وہاں شہر میں جنگ برپا تھی تو فرمایا کہ اگر تم وہاں نہ پہنچ سکو اور نماز نہ پڑھ سکو تو وہاں تیل بھیج دو کہ وہاں کی قندیلوں میں جلایا جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدیں سجانے کا حکم نہیں اور یہ بھی پتہ لگا کہ عبادت خانے کا سجانا یہود و نصاریٰ کی سنت ہے نہ کہ مسلمانوں کا طریقہ اور ظاہر ہے کہ مسجد میں چراغاں کرنا بھی سجاوٹ ہی ہے، لہٰذا یہ بھی منع ہے۔

جواب: اے معترضو! تم نے جو حدیثِ پاک کا مطلب سمجھ لیا ہے، وہ بالکل ہی غلط ہے۔ سنو! اس حدیثِ پاک میں ہر زیب و زینت کی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز آراستگی و ناجائز ٹیپ ٹاپ پر عتاب ہے۔ جیسے فوٹوؤں اور تصویروں سے سجانا۔ اسی لیے یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دی گئی۔ ان کے عبادت خانے فوٹو و تصاویر، وقد آدم آئینوں سے سجائے جاتے ہیں۔ یا حدیث پاک میں وہ زینت مُراد ہے جو خالصاً لوجہ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے نہ ہو بلکہ دکھلاوے اور نام نمود اور ریاکاری کے لیے ہو، جیسا کہ دوسری حدیث پاک سے ثابت ہے۔

اور جو جائز زیب و زینت، چراغاں اور روشنی ہو اور وہ صرف مسجد کے احترام اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہو وہ بہتر ہے۔(2) نیز مسجد کی زیب و زینت تو سنتِ صحابہ ہے۔ چناں چہ

(1) سنن ابي داؤد، ۱/۸۰، جمعية المكنز الإسلامي، قاہرہ۔

(2) اسی جائز زیب و زینت سے متعلق قرآن میں ارشاد فرمایا گیا: قل من حرم زينة الله التى أخرج لعباده من الرزق۔ (قرآن مجید، سورۂ اعراف، آیت: ۳۲، پ: ۸)

ترجمہ: تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی۔

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: تو جو لوگ توشہ، گیارہویں شریف، میلاد شریف، بزرگوں کی فاتحہ، عرس، مجالسِ شہادت وغیرہ کی شیرینی اور سبیل کے شربت کو ممنوع کہتے ہیں وہ اس آیت

خلیفۂ اول حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبوی شریف کو مزین کیا۔ پھر خلیفۂ دوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی دیواروں میں چونے گچ سے خوب نقشین بنائیں۔ چھت میں ساگوان کی لکڑی لگوائی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں اتنی تیز روشنی کی تھی کہ اس روشنی میں عورتیں تین میل سے چرخہ کات لیتی تھیں۔ سبحان اللہ رب العالمین۔

اے معترضو! اگر حدیث پاک کا وہی مطلب ہے جو تم نے کم عقلی سے سمجھ لیا ہے تو حدیث پاک، قرآن پاک کی مخالف ہوگی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی زینت و آبادی کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔ ''اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ'' اس آیت مقدس کا ترجمہ مع تفسیر ماقبل میں بیان ہو چکا۔

اے معترضو! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مسجدوں کی زینت دیتے اور چراغاں کرتے دیکھا تھا۔ لیکن منع نہ کیا تھا تو معلوم ہوا کہ حدیث پاک کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم نے سمجھ لیا ہے۔ اگر حدیثِ پاک کا وہی مطلب ہوتا جو تم بک رہے ہو تو صحابۂ کرام ہرگز ہرگز مسجدوں کو زینت نہ دیتے اور نہ مسجدوں میں چراغاں کرتے۔ (1)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

کے خلاف کر کے گنہگار ہوتے ہیں۔

(خزائن العرفان مع کنز الایمان، سورۂ اعراف، ص:۲۴۸، مجلسِ برکات، مبارک پور)

(1) ایک شبہ کا ازالہ

حضرت علامہ شامی قدس سرہ لکھتے ہیں:

"من البدع المنكرة ما يفعل في كثير من البلدان من إيقاد القناديل الكثيرة العظيمة السرف في ليال معروفة من السنة كليلة النصف من شعبان۔"

(العقود الدرية في تنقيح الفتاوىٰ الحامدية، ۳۲۶/۲، دار المعرفة، بيروت)

ترجمہ: سال کی مخصوص راتوں میں مثلاً شبِ براءت وغیرہ کے موقع پر زیادہ روشنی کا اہتمام کرنا اور کثیر رقم خرچ کر کے روشنی بتی کا انتظام کرنا یہ بدعت سیئہ ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں: "وصرح أئمتنا الأعلام رضي الله تعالىٰ عنهم بأنه لايجوز أن يزاد علىٰ سراج المسجد سواء كان فى شهر رمضان أو غيره لأن فيه إسرافا كما في الذخيرة۔" (العقود الدرية، ۳۲۶/۲)

سوال: حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

"إنّ من أشراط الساعة أن يتباهى الناس في المساجد."[(1)]

بے شک علاماتِ قیامت میں سے یہ ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کریں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کی زینت قیامت کی علامت ہے۔ اس سے اللہ بچائے۔ پھر تم لوگ مسجد کو کیوں سجاتے ہو؟

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

ترجمہ: یعنی ہمارے ائمۂ کرام نے صراحت کی ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں مسجدوں کے چراغوں میں اضافہ کرنا (یعنی زیادہ روشنی کا اہتمام کرنا) جائز نہیں، کیوں کہ یہ فضول خرچی ہے۔

بحر الرائق میں ہے:

"وإسراج السرج الكثيرة في السكك والأسواق في ليلة البراءة بدعة."

(البحر الرائق، ج:۵، ص:۲۳۲)

ترجمہ: شبِ براءت میں گلی کوچے اور بازار میں زیادہ چراغ جلانا بدعت ہے۔

مصنف کتاب حضرت علامہ و مولانا قاری سہیل احمد نعیمی علیہ الرحمۃ نے گزشتہ صفحات میں شبِ براءت وغیرہ کے موقع پر مساجد میں چراغاں کرنے اور زیادہ سے زیادہ مساجد کو سجانے اور روشن کرنے پر زور دیا ہے۔ جب کہ علامہ شامی اور صاحب بحر الرائق کے مذکورہ اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شبِ براءت، شبِ قدر اور رمضان وغیرہ میں زیادہ چراغاں کرنا، مساجد کو روشنی بتی سے خوب آراستہ کرنا، گلی کوچوں اور بازاروں کو بجلیوں اور قمقموں سے مزین کرنا بدعت اور منع ہے۔

اس شبہہ کا ازالہ اور اس خلجان کا جواب یہ ہے کہ مساجد میں حد سے زیادہ یعنی فضول خرچی کی حد تک چراغاں نہ کیا جائے اور اسراف کی حد تک گلی کوچے اور بازار میں روشنی بتی کا انتظام نہ کیا جائے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ شبِ براءت وغیرہ کے موقع پر حد سے زیادہ فضول خرچی کی حد تک مساجد میں روشنی کا اہتمام نہ کریں اور اسراف کی حد تک گلی کوچے اور بازار میں چراغاں نہ کریں۔ نام و نمود، فخر و مباہات اور ریا کے طور پر ایسا نہ کریں، مقصد نیک ہونا چاہیے۔ علامہ شامی اور صاحبِ بحر الرائق کے اقوال کا یہی منشا ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) [الف] سنن النسائی، حدیث ۶۹۱، ص:۱۰۸، دار ابن حزم، بیروت۔

[ب] سنن أبي داؤد، ۷/۹، جمعية المكنز الإسلامى، قاہرہ۔

[ج] جامع الصغیر مع فیض القدیر، ۱۲/۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

جواب: اے بد نصیبو!کم فہمو! حدیثِ پاک سمجھنے کے لیے ایمان اور عشقِ رسول اور عقلِ کامل کی ضرورت ہے۔ تم نے پھر حدیثِ پاک کا مطلب غلط سلط سمجھ لیا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فخریہ مسجدیں بنانا، دکھاوا اور شیخی کے طور پر مسجدیں سجانا علاماتِ قیامت سے ہے۔ جیسے ایک محلہ والے دوسرے محلہ والوں کے مقابلہ میں مسجد خوب آراستہ اور مزیّن کر کے انھیں طعنہ دیں کہ ہماری مسجد تو تمھاری مسجد سے زیادہ آراستہ و پیراستہ ہے۔

اے معترضو! دیکھو! فخریہ، ریا اور دکھاوے کے لیے نماز، روزے، حج، زکوٰۃ، صدقہ و خیرات غرض کہ ساری چیزیں منع ہیں۔ تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اخلاص کی نماز، حج و زکوٰۃ، صدقہ و خیرات اور روزے منع ہو جائیں۔ یا حدیثِ پاک کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ قربِ قیامت مسجد میں لوگ جا کر بجائے ذکر اللہ کرنے کے دنیاوی گفتگو کریں گے اور ایک دوسرے کے مقابل شیخی بگھاریں گے اور ڈینگیں ماریں گے اور یہ سخت گناہ ہے۔ مسجد میں دنیاوی باتیں حرام ہیں۔ اگرچہ جائز باتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ مسجد میں حرام گفتگو، جھوٹ، غیبت وغیرہ تو سخت حرام ہے۔

رسمِ آتش بازی

شبِ براءت کتنی افضل، کتنی معظم و مکرم، کتنی مہتم بالشان اور کتنی خیر و برکت کی رات ہے! درحقیقت شبِ براءت بہت ہی مقدس اور متبرک رات ہے۔ عربی میں براءت کے معنٰی رہائی اور چھٹکارا کے ہیں۔ اس رات میں گنہگاروں کی مغفرت اور مجرموں کی براءت ہوتی ہے۔ اس رات کو زم زم کے کنویں میں پانی بڑھا دیا جاتا ہے۔ (1) نیز اس رات میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ رحمتیں اترتی ہیں۔ (2) اس رات کو معصیتوں اور گناہوں میں مبتلا ہو کر گزارنا بہت بڑی بدقسمتی اور

(1) تفسیر کشاف، ۲۶۳/۴، برکاتِ رضا، پوربندر، گجرات

(2) نزہۃ المجالس میں ہے: إن اللہ یفتح في ہٰذ الشہر ثلاث مائۃ باب من الرحمۃ۔ (نزہۃ المجالس، ۱۵۶/۱، دار المعرفۃ، بیروت)

محرومی کی بات ہے۔ ہم سیہ کارانِ امت اگر چاہیں تو بہت خیر وبرکت اور نیکیاں اس خیر وبرکت والی رات میں جمع کر سکتے ہیں اور بہت سے ثواب بٹور سکتے ہیں، لیکن افسوس صد افسوس! ہم لوگ اس مقدس اور نورانی رات کو لہو ولعب، کھیل کود میں مبتلا ہو کر گزار دیتے ہیں۔ یہ متبرک رات سنیما کے ہال میں گزرتی ہے، ہمارے ملک ہندوستان کے کچھ صوبوں یعنی یوپی، بنگال، بہار وغیرہ میں لوگ آج کی رات بہ کثرت آتش بازی میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ رسم نہ صرف ایک بے لذت گناہ ہے، بلکہ اس کی دنیوی تباہیاں بھی آنکھوں کے سامنے دیکھنے کو ملتی ہیں۔

آتش بازی کی ایجاد

آتش بازی کے متعلق مشہور ہے کہ یہ برا کام نمرود بادشاہ نے ایجاد کیا۔ جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور آگ گل زار ہوگئی تو اس کے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرف پھینکے۔ ہندو لوگ ہولی اور دیوالی کے موقع پر آتش بازی چلاتے ہیں، مگر افسوس کہ ہندو تو اس کو چھوڑ چکے مگر مسلمانوں کے لاکھوں روپے اس بری رسم میں برباد ہوتے ہیں۔

دعوتِ غور وفکر

مسلمانو! سوچو کہ آتش بازی کے مسرفانہ اور ہلاکت آفریں کھیل کود اور لہو ولعب سے کون سا دینی و دنیاوی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اگر تم بغیر سوچے سمجھے ہر سال اپنی دولت کو آگ لگا کر تماشہ دیکھتے ہو تو تمھاری عقل و دانش پر ماتم کرنا چاہیے۔ دولتوں میں آگ لگا کر دل بہلانا یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے۔

مسلمانو! آتش بازی پر تمھیں اصرار کیوں ہے؟ اگر تمھارے پاس اس کے جواز کی کوئی

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ________

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان اور شبِ براءت میں اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے۔
(از: طفیل احمد مصباحی، عفی عنہ)

دلیل ہو تو پیش کرو، ورنہ اس فعلِ شنیع سے باز آؤ، ہر سال لاکھوں روپے آتش بازی اور پٹاخوں میں خرچ کرنے سے باز آؤ، اس میں جان کا خطرہ، مال کی بربادی، اپنے اور اپنے پڑوسیوں کے مکان میں آگ لگنے کا اندیشہ ہے۔ اپنے مال میں اپنے ہاتھ سے آگ لگانا، پھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا وبال سر پر ڈالنا ہے۔ خدا کے لیے اس بے ہودہ اور حرام کام سے بچو۔ اپنے بچوں اور عزیز و اقارب اور دوست واحباب کو روکو۔ جہاں آوارہ بچے یہ کھیل کھیل رہے ہوں، تو وہاں تماشہ دیکھنے کے لیے بھی نہ جاؤ اور نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور نہ انار، پٹاخے، پھلجھڑیاں خریدو۔ اور نہ ان چیزوں کے خریدنے کے لیے بچوں کو پیسے دو۔ ان کاموں کے لیے بچوں کو پیسے دینا گویا انھیں احکامِ الٰہی کی نافرمانی کی تعلیم دینا اور بے ہودہ رسوم کا خوگر بنانا ہے۔ اپنے بچوں کو علم و عمل کی تعلیم دو اور اچھی عادتوں کا خوگر بناؤ۔

آتش بازی فضول خرچی ہے

مسلمانو! آتش بازی فضول خرچی ہے اور فضول خرچی حرام ہے اور اسراف و فضول خرچی کی ممانعت اس طرح کی گئی ہے کہ فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ چناں چہ ارشادِ ربانی ہے:

''اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ.''(1)

بے شک اڑانے والے (فضول خرچی کرنے والے) شیطانوں کے بھائی ہیں۔

شبِ براءت میں آتش بازی کا کھیل کھیل کر کے شیطان کے بھائی نہ بنو، بلکہ عبادت

(1) قرآن مجید، سورۃ الاسراء، پ:۱۵، رکوع:۳

فائدہ: حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "أی فی التبذیر والسفه و ترک طاعة الله وارتکاب معصیته۔" (تفسیر ابن کثیر، ۴۲/۳، مکتبة التجاریة، مکة المکرمة)

ترجمہ: یعنی فضول خرچی کرنے والے فضول خرچی، بے وقوفی اور معصیت کے ارتکاب میں شیطان کے بھائی ہیں۔　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

اور ذکرِ الٰہی کر کے رحمٰن کے بندے بنو۔

مسلمانو! تمھیں کیا ہو گیا ہے، ذرا ٹھنڈے دل سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچو اور اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر غور کرو اور مجھے جواب دو کہ آتش بازی میں روپے خرچ کر کے ضائع اور برباد کرنا فضول خرچی نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ فضول خرچیاں زیادہ تر بازیوں میں ہیں اور بازیاں سب اسراف اور جوئے میں داخل ہیں۔ خواہ کبوتر بازی ہو، یا بٹیر بازی، مرغ بازی ہو یا تیتر بازی، پتنگ بازی ہو یا آتش بازی۔ (1)

مسلمانو! آتش بازی ہر جگہ، ہر وقت بری ہیں، لیکن شبِ براءت میں جب کہ رحمتِ خداوندی ہر ایک شخص کو توبہ و استغفار کی طرف بلاتی ہے۔ ان واہیات کاموں میں مبتلا ہونا در حقیقت اس نعمت کو ٹھکرانا ہے۔ العیاذ باللہ رب العالمین۔

زیارتِ قبور کا بیان

لفظ ''زیارت'' کے معنٰی ہیں ''کسی بزرگ کو دیکھنا یا کسی متبرک مقام پر جانا، جاترا، ملاقات اور لفظ قبور قبر کی جمع ہے، یعنی بہت سی قبریں۔

چند ضروری مسئلے

(1) صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: ''کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لیے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے تو ناجائز ہے، کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو (کھیل) ہے۔ جانوروں کو لڑانا، مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں، یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔'' (بہارِ شریعت، سولہواں حصہ، ص:۱۳۱، المجمع المصباحی، مبارک پور)

۞-تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قبروں کی زیارت سنت ہے۔(1) کیوں کہ اس سے زیارت کرنے والوں کو اپنی موت یاد آتی ہے، جس سے دل میں نرمی پیدا ہوکر آخرت کی طرف توجہ اور دنیا سے بے توجہی حاصل ہوتی ہے۔(2)

-قبروں کی زیارت کرنے میں زیارت کرنے والوں کو بھی فائدہ ہے اور میت کو بھی، زیارت کرنے والوں کو تو ثواب، آخرت کی یاد، دنیا سے بے رغبتی حاصل ہوتی ہے، اور میت کو زیارت کرنے والوں سے اُنس اور اُس کے ایصالِ ثواب سے نفع میسر ہوتا ہے۔

-زیارت کرنے والا قبر پر پہنچ کر پہلے صاحبِ قبر کو سلام کرے، پھر قبر کی طرف منہ اور کعبہ کو پشت کر کے کھڑا ہو اور کچھ سورتیں پڑھ کر اس کا ثواب صاحبِ قبر کو پہنچائے۔

◆-ساری امت اس پر متفق ہے کہ انبیاے کرام علیہم السلام خصوصًا سید الانبیا حبیبِ کبریا احمدِ مجتبیٰ ﷺ کی قبر انور سے مدد لینا جائز ہے۔ غیر انبیا کی قبروں کے متعلق بعض ظاہر بیں علما نے اختلاف کیا ہے۔ مگر محققین فقہائے کرام و علمائے عظام و صوفیائے ذی احترام فرماتے ہیں کہ اولیا و علما کی قبروں سے مدد لینا جائز ہے۔ اولیاے کرام کی قبروں سے تاقیامت دینی و دنیاوی فیوض جاری رہیں گے۔ چناں چہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر قبولیت دعا کے لیے مجرب تریاق ہے۔(3)

حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن بزرگوں سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے،

---

(1) ردالمحتار میں ہے: " وبزيارة القبور أی لا بأس بها بل تندب۔"

(رد المحتار، ۱۵۰/۳، مکتبہ زکریا، دیوبند)

ترجمہ: قبروں کی زیارت میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ ایک مندوب اور مستحسن کام ہے۔

(2) حدیثِ پاک ہے: "فانها تزهد فی الدنيا وتذكرة الآخرة۔"

ترجمہ: قبروں کی زیارت سے دنیا کے ساتھ بے توجہی اور آخرت کی طرف توجہ حاصل ہوتی ہے۔(سنن ابن ماجه، ۱۱۴/۱، دارالفکر، بیروت/ شعب الایمان ۱۵/۷، دارالکتب العلمیه، بیروت

(3) الحبل المتين في إتباع السلف الصالحين، ص:۱۲، مکتبه ایشیق، ترکی۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ان سے بعد وفات بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے چار شخصوں کو دیکھا کہ جو زندگی سے زیادہ اپنی قبروں میں دنیا میں تصرف کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دوسرے حضرت سیدنا غوثِ اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (1)

اور باقی دو بزرگ ان کے علاوہ ہیں۔

حضرت سید احمد مرزوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زندوں کی مدد سے مُردے بزرگ کی مدد زیادہ قوی ہے۔ (2)

میت دیکھتی اور سنتی ہے

قرآن کریم اور حدیثِ پاک سے ثابت ہے کہ میت اپنے زائرین کو دیکھتی ہے اور ان کا کلام سنتی ہے اور مُردوں کا سننا قرآنی آیات اور احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے۔ چناں چہ حضرت شعیب وصالح علیہما السلام نے عذاب یافتہ قوم کی نعشوں (لاشوں) کو مخاطب فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ یہ حدیثِ پاک سماع موتیٰ (مُردوں کے سننے) کے لیے نصِ صریح ہے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر میں مقتول کفار کی لاشوں پر کھڑے ہو کر ان سے کلام فرمایا۔ (3)

---

(1) [الف] تکمیل الایمان فارسی، ص:۴۳، مطبع مجیدی، کان پور۔
[ب] التوسل بالنبي وبالصالحين، ص:۱۷۲، مكتبة الحقيقة، ترکی۔
نوٹ: اس لیے کہا گیا ہے: إذا تحيرتم في الأمور فاستعينوا بأهل القبور۔
(مرقاة شرح مشكوٰة، ۴/۲۲۱، دار الكتب العلمية، بيروت)
(2) الحبل المتين في اتباع السلف الصالحين، ص:۱۲، مکتبہ ایشیق، ترکی۔
(3) حدیثِ پاک میں ہے کہ: ”إن العبد إذا وضع فی قبره وتولیٰ عنه أصحابه أنه يسمع قرع نعالهم۔" (سنن أبي داؤد، ص:۵۵۴، دار إحياء التراث العربی، بيروت)
ترجمہ: جب بندے کو قبر میں رکھ کر اس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کے چلنے کی آواز سنتا ہے۔

سوال: قرآن پاک میں تو سماعِ موتی کی نفی ہے، چناں چہ قرآنِ پاک میں آیا ہے۔ ” اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى “یعنی تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے، اس سے معلوم ہوا کہ مُردے نہیں سنتے ہیں۔

جواب: جن آیتوں میں سماعِ موتی کی نفی ہے، یعنی مُردے نہیں سنتے، وہاں مُردوں سے مُراد دل کے مُردے یعنی کافر مراد ہیں اور سننے سے مراد قبول کرنا ہے۔ اسی لیے جہاں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ” اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى “یعنی تم مردوں کو نہیں سنا سکتے، وہاں ساتھ میں یہ بھی فرمایا ہے: ”وَاِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا“ یعنی تم صرف

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

”موارد الظمآن“ میں یہ حدیث اس طرح ہے:

”إن الميت يسمع خفق نعالهم إذا ولوا مدبرين۔"

(موارد الظمآن، ص:۱۹۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔)

شرح الصدور میں ہے: ”إن الميت يسمع خفق نعالهم حين يولون۔"

(شرح الصدور عربی، ص:۱۲۶، دار المعرفة، بیروت)

حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے میت کے دیکھنے، سننے اور زندوں کو پہچاننے سے متعلق اپنی کتاب شرح الصدور میں بڑی تفصیلی اور تحقیقی گفتگو فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ”شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور، ص:۱۰۱-۱۰۲، دار المعرفة، بیروت“۔

امام بخاری و مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی سندوں کے ساتھ یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے مقتول کفار سے خطاب فرمایا۔ حضرت عمر نے کہا، سرکار آپ بے جان لاشوں اور مُردوں سے گفتگو فرمارہے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”ما أنتم بأسمع لما أقول منهم غير أنهم لا يستطيعون أن يردوا عليّ شيئا۔"

(شرح الصدور عربی ص:۱۰۱، دار المعرفة، بیروت)

ترجمہ: مُردے تم سے زیادہ سنتے ہیں لیکن ان میں جواب دینے کی سکت نہیں۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

مومنوں کو ہی سنا سکتے ہو، جس سے معلوم ہوا کہ وہاں مُردوں سے مراد کافر تھے۔ (1)

امام جلا الدین سیوطی نے فرمایا:

”میت اپنے کفن دینے والوں، نماز پڑھنے والوں، اٹھا دینے والوں اور دفن کرنے والوں کو جانتا پہچانتا ہے۔“(2)

فائدہ: حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے میت کے سننے میں توقف نہیں کیا۔ سننے کی نوعیت میں مُردوں کی بعد موت قوتیں بڑھ جاتی ہیں کہ ہزاروں مَن مٹی میں دفن ہو جانے کے باوجود میت لوگوں کے جوتے کی آہٹ سن لیتی ہے، اور جو انبیاے کرام اور صوفیاے عظام زندگی میں مشرق و مغرب دیکھتے ہوں وہ بعدِ وفات عرش و فرش کی یقیناً خبر رکھتے ہیں۔

حدیثِ پاک میں ہے کہ ہر جمعرات کو میت کی روح اپنے عزیزوں کے گھر پہنچ کر ان سے ایصالِ ثواب کی درخواست کرتی ہے۔ (3)

شبِ معراج میں سارے نبی بیت المقدس میں تھے، پھر آناً فاناً آسمان پر موجود تھے، یہ ہے روح میت کی رفتار۔ اور یہ مُردوں کا سننا ہمیشہ رہتا ہے، (4) یعنی ہمیشہ سنتے ہیں۔ اسی لیے حکم ہے کہ قبرستان میں جاکر مُردوں کو سلام کرو۔ حالاں کہ نہ سننے والوں کو سلام کیسا؟

ابنِ قیم نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ بعدِ وفات روح کی طاقت بہت بڑھ جاتی

---

(1) تفسیر ابن عباس، ص:۳۲۰، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

"انک لا تسمع الموتیٰ بالقلوب۔" یعنی تم دل کے مردہ لوگوں کو حق بات نہیں سنا سکتے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے: "والأول مثل الکافرین۔"

(تفسیر ابن کثیر، ۵۷۵/۳، مؤسسة الریان، بیروت)

(2) شرح الصدور في أحوال الموتیٰ والقبور، ص:۱۰۰، دار المعرفة، لبنان

(3) أشعة اللمعات، ص:۷۱۶، نول کشور، لکھنؤ۔

(4) تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کریں۔ مرقاة شرح مشکوٰة، ۴۱۰/۳، دار الکتب العلمیه، بیروت/مواہب اللدنیة ۶۹۶/۲، پوربندر (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ہے۔ چناں چہ اکیلی روح ایسے ایسے کام کر دیتی ہے جو لاکھوں آدمی نہ کر سکیں۔ چناں چہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح نے صدہا کافروں کو ایک آن میں تہِ تیغ کر دیا۔ روح جنت میں رہتے ہوئے مشرق و مغرب کو دیکھ لیتی ہے۔

- حق یہ ہے کہ قبر یعنی تعویذ قبر کو بوسہ نہ دے، نہ وہاں ناک یا پیشانی خاک پر رگڑے، کیوں کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ ہاں آستانہ بوسی اور چیز ہے۔[1]
- جمعہ کے دن شروع دن میں قبروں کی زیارت بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس دن میت کا علم و ادراک اور توجہ الی الدنیا زیادہ ہوتی ہے۔[2]
- بعض روایتوں میں ہے کہ ہر جمعہ کی شب میت کی روح اپنے گھروں میں آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ میرے زندے میرے واسطے کچھ خیرات کرتے ہیں یا نہیں۔
- وفات کے بعد سات روز تک برابر صدقہ و خیرات کیا جائے۔[3]

زیارتِ قبور کے دن

قبروں کی زیارت کو جانا سنت ہے۔ ہر ہفتہ میں ایک دن قبروں کی زیارت کرے۔ قبروں کی زیارت کے لیے چار دن بہتر ہیں۔ جمعرات یا جمعہ یا سنیچر یا پیر کے دن مناسب ہے۔[4] جمعہ کے دن صبح کا وقت افضل ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بعد نمازِ جمعہ جانا

---

(1) فتاویٰ ہندیہ ۵/۳۵۱ میں ہے: ولا یمسح القبر ولا یقبلہ فان ذٰلک من عادۃ النصاریٰ۔
ترجمہ: قبر کی زیارت کرنے والا نہ قبر پر ہاتھ پھیرے اور نہ اس کو بوسہ دے، کیوں کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔

(2) حاشیہ درِ مختار میں ہے: "الموتیٰ یعلمون بزوارہم یوم الجمعۃ۔" (رد المحتار، ۱۵۰/۳)

(3) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں شاہ عبد الحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:
"وتصدق کردہ شود از میت بعدِ رفتن او از عالم تا ہفت روز۔"
(اشعۃ اللمعات، ص:۷۱۶، مطبوعہ نول کشور، لکھنؤ)

(4) رد المحتار میں ہے: "إلا أن الأفضل یوم الجمعۃ والسبت والأثنین والخمیس۔"

سب سے افضل ہے۔ اور سنیچر کے دن سورج نکلنے سے پہلے اور جمعرات کے دن اول وقت میں اور بعض علما کے نزدیک پچھلے وقت میں جانا افضل ہے۔ (1)

نیز متبرک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے۔ مثلاً شبِ براءت، شبِ قدر، اسی طرح عید وبقر عید کے پہلے عشرہ میں بھی افضل ہے۔ (2)

زیارتِ قبور کا اسلامی طریقہ

قبروں کی زیارت کے لیے قبرستان جانا ہو تو بہترین طریقہ اور مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھے اور اس نفل کا ثواب میت کو پہنچائے۔ اس ایصالِ ثواب کی برکت سے اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔ پھر قبرستان کو جائے۔ راستہ میں بے ہودہ باتوں میں مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اور جب قبرستان پہنچے تو جوتے اتار دے اور میت کی پائینتی کی جانب سے جاکر میت کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرے کی طرف منہ اور میت کے سرہانے سے نہ آئے کہ میت کے لیے باعثِ تکلیف ہے، کیوں کہ میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آرہا

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

(رد المحتار، ۱۵۰/۳، مکتبہ زکریا، دیوبند)

(1) فتاویٰ عالمگیری، ۳۵۰/۵، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

(2) فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"وکذا فی اللیالی المتبرکۃ لا سیما لیلۃ البراءۃ وکذٰلک في الأزمنۃ المتبرکۃ کعشر ذی الحجۃ والعیدین والعاشوراء۔"

(فتاویٰ عالمگیری، ۳۵۰/۵، زکریا بک ڈپو، دیوبند)

ترجمہ: اسی طرح متبرک رات مثلاً شبِ براءت اور متبرک ایام یعنی دسویں ذی الحجہ، عید وبقر عید کے دن اور دسویں محرم عاشورا کے دن قبروں کی زیارت بہتر ہے۔

ہے۔(1)

پھر اس کے بعد یہ کہے:

"السلام علیکم أهل دار قوم مؤمنين و إنا إنشاء الله بکم لاحقون۔"(2)

ترجمہ: سلام ہو تم پر اے قومِ مومنین !اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

یا یہ کہے:"السلام علیکم أهل دار قومٍ مؤمنين أنتم سلفٌ و إنّا إن شاء الله بکم لاحقون نسال الله لنا ولکم العافية۔"(3)

ترجمہ: سلام ہو تم پر اے قومِ مومنین!تم اگلے ہو اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ سے اپنے اور تمھارے لیے عافیت کی دعا مانگتے ہیں۔

یا یہ کہے:"السلام علیکم یا أهل القبور يغفر الله لنا ولکم أنتم لنا سلفٌ ونحن بالأثر۔" (4)

ترجمہ: اے قبر والو !تم پر سلام ہو، اور اللہ ہمیں اور تمھیں بخشے، تم ہمارے اگلے ہو، ہم تمھارے پیچھے ہیں۔

فاتحہ میں کیا کیا پڑھے

فاتحہ میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ، آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۂ اذا زلزلت ایک مرتبہ اور الھٰکم التکاثر ایک مرتبہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے۔(5)

---

(1)رد المحتار علیٰ در المختار، ۱۵۱/۳، دار الکتب العلمية، بيروت۔

(2) یہ سنن ابی داؤد کی حدیث ہے:"إن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خرج إلی المقبرة فقال: السلام علیکم دار قوم مؤمنين وإنا إن شاء الله بکم لاحقون۔"

(سنن أبي داؤد، ص:۵۵۵، دار إحياء التراث العربی، بيروت)

(3)مسلم شریف، ۶۷۱/۲، دار الفکر، بیروت۔

(4)فتاویٰ عالمگیری، ۳۵۰/۵، زکریا بک ڈپو، دیوبند.

(5)فتاویٰ ہندیہ، ۳۵۰/۵،زکریا بک ڈپو۔		(از:طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

یا سورہ فاتحہ ایک مرتبہ، الٓمّٓ سے مفلحون تک ایک ایک مرتبہ اور آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور آمن الرسول سے آخر سورہ تک ایک مرتبہ اور سورہ یٰسین شریف ایک مرتبہ اور تبارک الذی یعنی سورہ ملک ایک مرتبہ اور الھٰکم التکاثر ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ یا سات مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھے اور ان سب کا ثواب مُردوں کو پہنچائے۔(1)

حدیثِ پاک میں آیا ہے جو کوئی سورہ اخلاص گیارہ(۱۱) مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر اسے ثواب ملے گا۔(2)

نیز حدیثِ پاک میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من دخل المقابر فقرأ سورة يٰسٓ خفف الله عنهم وكان له بعدد من فيها حسناتٌ۔"(3)

ترجمہ: جو کوئی قبرستان میں جائے اور سورہ یٰسٓ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے تو مُردوں

---

(1) علامہ ابن عابدین شامی نے "رد المحتار" میں یہی طریقہ بتایا ہے۔(رد المحتار، ۱۵۱/۳)۔
البتہ وقت کی کمی اور آسانی کے لیے فاتحہ میں پہلا طریقہ بھی اختیار کرسکتے ہیں جو شروع میں بیان ہوا۔

(2) فتاویٰ عالمگیری میں گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنے کے بجائے سات مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے۔
"من قرأ سورة الاخلاص سبع مرات۔۔۔۔"(عالمگیری، ۳۵۰/۵)
نیز عالم گیری میں سورۂ اخلاص کی برکت سے مُردوں کی گنتی کے برابر قاری کو ثواب ملنے کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ فاتحہ کے وقت سورہ اخلاص پڑھنے کی فضیلت و برکت یوں بیان کی گئی ہے:
"إن كا ذلك الميت غير مغفورله غفرله وإن كان مغفورله غفر لهٰذا القارى۔"
ترجمہ: سات مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر مُردے کو ایصالِ ثواب کیا جائے، اگر مردہ کی مغفرت نہیں ہوئی ہے تو مغفرت ہوجائے گی اور اگر مردہ مغفور ہے تو سورۂ اخلاص پڑھنے والے کی مغفرت ہوجائے گی۔

(3) [الف] رد المحتار، ۱۵۱/۳، زکریا بک ڈپو، دیوبند، یوپی۔
[ب] شرح الصدور، عربی، ص:۳۰۴، دار المعرفة، بیروت

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

کے عذاب میں اللہ تعالیٰ تخفیف فرمائے گا اور پڑھنے والے کو اُن مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔

اور اگر زیارت کرنے والے کو اتنی دیر تک ٹھہرنے کے لیے وقت نہیں ہے کہ مذکورہ بالا آیتوں اور سورتوں کو پڑھ سکے تو صرف سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھنے پر اکتفا کرے، اور یہی پڑھ کر ایصالِ ثواب کردے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی قبرستان جاؤ تو سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس اور سورۂ فاتحہ ایک ایک مرتبہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرو۔ یعنی قبر والوں کو ان آیاتِ قرآنی کا ثواب بخشو۔

انصار میں جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا تو وہ حضرات عرصہ تک قبر پر آتے جاتے رہتے اور وہاں قرآن خوانی کرتے رہتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو قبرستان جائے اور وہاں الھٰکم التکاثر (ایک مرتبہ) اور قل ہو اللہ احد (تین مرتبہ) اور سورہ فاتحہ (ایک مرتبہ) پڑھے اور پھر یہ کہے کہ الٰہی میں نے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب ان قبر والے مومنوں کو پہنچا تو وہ تمام مومن قیامت میں اس کی شفاعت کریں گے۔[1]

امام نووی نے شرح مہذب میں فرمایا: ”قبروں کی زیارت کرنے والوں کو چاہیے کہ کچھ قرآن پاک پڑھیں پھر ان کے لیے دعا کریں۔“ اور دوسری جگہ فرمایا کہ ”قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن پاک پڑھنا بہت افضل ہے۔“

کن کن چیزوں کا ثواب پہنچایا جاسکتا ہے

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، صدقہ وخیرات اور ہر قسم کی عبادت اور ہر نیک عمل فرض و

(1) شرح الصدور فی أحوال الموتیٰ والقبور، ص:۳۰۳، دار المعرفۃ، بیروت۔

نفل کا ثواب زندوں اور مُردوں کو پہنچا سکتے ہیں۔[1] مردوں کو سب کا ثواب پہنچے گا اور اس پہنچانے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔[2] بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا پورا ملے گا۔ یہ نہیں کہ اس ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ملے گا، بلکہ یہ امید ہے کہ ثواب پہنچانے والے کو ان سب مجموعہ کے برابر ملے، مثلاً کسی شخص نے ایک نیک کام کیا تو اس کا ثواب کم سے کم دس ملے گا۔ اس نے دس مردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملے گا اور ثواب پہنچانے والے کو ایک سو دس۔ اور اگر ہزار مُردوں کو پہنچایا تو دس ہزار پہنچانے کے ثواب ملیں گے۔

زیارت قبور کے فضائل

احادیثِ کریمہ میں زیارتِ قبور کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں۔

چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نہیتکم عن زیارة القبور فزوروہا۔"[3]

---

(1) شرح فقہ اکبر میں ہے: "عند أهل السنة أن للإنسان أن يجعل ثواب عمله بغير صلوٰة أو صوما أو حجا، أو صدقة أو غيرہا۔"

(شرح فقه اکبر، ص:۳۷۱، دار البشائر الاسلامية، بيروت)

ترجمہ: اہل سنت کے نزدیک یہ جائز ہے کہ ایک آدمی اپنے عمل کا ثواب دوسروں کو پہنچائے، خواہ وہ نیک عمل نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقہ وغیرہ۔

نوٹ: علامہ شامی علیہ الرحمہ نے بھی بعینہ یہی بات لکھی ہے۔ ملاحظہ کریں۔ رد المحتار ۱۵۱/۳، مکتبہ زکریا، دیوبند (یوپی)

(2) ولا ينقص من أجره شيئ۔ (فتاویٰ شامی، ۱۵۲/۳)

(3) [الف] مسلم شریف، کتاب الجنائز، ص:۳۷۷، دار الکتاب العربی، بیروت [ب] مشکوٰۃ شریف، ص:۱۵۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ترجمہ: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کیا کرو۔

تشریح: شروع اسلام میں قبروں کی زیارت مسلمانو مَردوں اور عورتوں کو منع تھی۔ کیوں کہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے۔ اندیشہ تھا کہ بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے قبر پرستی شروع نہ کردیں۔ جب دین ان میں راسخ ہوگیا تو ممانعت منسوخ ہوگئی۔ جیسے جب شراب حرام ہوئی تو شراب کے برتن استعمال کرنا بھی ممنوع ہوگیا، تاکہ لوگ برتن دیکھ کر پھر شراب نہ پینے لگیں۔ جب لوگ ترکِ شراب کے عادی ہوگئے تو برتنوں کے استعمال کی ممانعت منسوخ ہو گئی۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد "فزوروہا" یہ امر استحبابی ہے۔

سوال: مسلمانوں کے لیے زیارتِ قبور کے لیے سفر کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسلمانوں کو زیارتِ قبور کے لیے سفر کرنا جائز ہے،(1) اس لیے کہ حدیثِ پاک میں لفظ "زوروا" آیا ہے اور یہ مطلق ہے۔ جب اسپتالوں اور حکیموں کے پاس سفر کرکے جاسکتے ہیں تو مزاراتِ اولیا کی زیارت کے لیے بھی سفر کرسکتے ہیں کہ ان کی قبریں "روحانی اسپتال" ہیں۔ ان اسپتالوں میں روحانی امراض کا علاج ہوتا ہے۔

اگر قبر پر لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہیں تو اس وجہ سے زیارتِ قبور نہ چھوڑیں۔ بلکہ ہو سکے تو ان حرکتوں کو بند کرنے کی حتی الامکان کوشش کریں،(2) کیوں کہ "زوروا" مطلق ہے۔ دیکھیے! حضور اقدس ﷺ نے ہجرت سے پہلے بتوں کی وجہ سے کعبہ نہ چھوڑا، بلکہ موقع ملا تو کعبہ

---

(1) فتاویٰ شامی میں ہے: "وبزيارة القبور لاباس بها بل تندب۔" (فتاویٰ شامی، ۱۵۰/۳) یعنی قبروں کی زیارت میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ یہ ایک مندوب اور مستحسن کام ہے۔

(2) علامہ ابن حجر اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: "لا تترک لما يحصل عندها من منكرات ومفاسد كاختلاط الرجال بالنساء وغير ذٰلک بل على الإنسان فعلها وإنكار البدع بل وإزالتها إن أمكن۔" (رد المحتار، ۱۵۰/۳، مکتبہ زکریا، دیوبند)

ترجمہ: اگر مزاراتِ اولیا پر خلافِ شرع امور اور ناجائز حرکات کا ارتکاب ہو مثلاً مرد وعورت کا اختلاط وغیرہ تو ان کی وجہ سے زیارت قبور ترک نہ کی جائے بلکہ حتی الوسع ان برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے اور قبروں کی زیارت کی جائے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

معظّمہ سے بت نکال دیے۔ آج بھی نکاح میں لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہیں، مگر اس کی وجہ سے نہ نکاح بند کیے جاتے ہیں، نہ وہاں کی شرکت سے ہم باز رہتے ہیں، تو قبروں پر ناجائز حرکتوں کے باعث ہم زیارتِ قبور سے کیوں باز رہیں؟ نکاح سنت ہے اور قبروں کی زیارت بھی سنت۔ لہٰذا قبروں کی زیارت کے لیے سفر بھی درست اور ناجائز امور کی وجہ سے ان میں شرکت ممنوع نہیں۔

اب روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اولیاے کرام کے مزارات کی زیارت کے لیے سفر کر کے جانا جائز ہے۔ اولیاے کرام اپنی زیارت کرنے والوں کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر کوئی بات وہاں خلافِ شرع ہو، جیسے عورتوں کا سامنا، ڈھول باجہ وغیرہ تو اس کی وجہ سے قبروں کی زیارت نہ چھوڑی جائے، کیوں کہ ایسی باتوں کی وجہ سے نیک کام نہیں چھوڑا جاتا، بلکہ ان ناجائز چیزوں کو چھوڑا جائے اور ہو سکے تو بُری بات کو دور اور ختم کرنے کی کوشش کریں۔

حدیث: حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تزهّد في الدنيا وتذكر الاٰخرة۔"[1]

ترجمہ: میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب ان کی زیارتیں کیا کرو، کیوں کہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں۔

تشریح: قبروں کی زیارت کی ممانعت منسوخ ہو چکی ہے۔ اب اس کی اجازت ہے اور حق یہ ہے کہ اس اجازت میں مرد و عورت سب ہی داخل ہیں۔[2] اب عورتوں کو اس سے

---

(1) [الف] مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۵۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔
[ب] السنن لابن ماجۃ، ج:۱، ص:۱۱۴، باب زیارۃ القبور، دار الفکر، بیروت
[ج] شعب الایمان، ۷/۱۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

(2) اسی لیے علامہ شامی نے فرمایا: "والأصح أن الرخصة ثابتة لهن۔" (رد المحتار، ۳/۱۵۰)
ترجمہ: صحیح تر یہی ہے کہ قبروں کی زیارت کی رخصت عورتوں کے لیے بھی ثابت اور مشروع ہے۔
اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا: "الأصح أنه لا بأس بها" کہ عورتوں کو زیارتِ قبور میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری، ۵/۳۵۰)　　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

روکنا دوسری وجہ سے ہے۔[1] زیارتِ قبور سے دل بیدار ہوتا ہے۔نفس مرتا ہے۔ اور امیروں اور بادشاہوں کی ملاقاتوں سے دل غافل ہوتا ہے۔نفس موٹا پڑتا ہے۔

عورتوں کے لیے زیارتِ قبور سے متعلق علما کے تین اقوال ہیں۔

(۱)-مطلقاً ممنوع (۲)-مطلقاً جائز (۳)-عام عورتوں کو ممنوع جو صبر نہ کرسکیں اور خواص عورتوں کو جائز جو احکامِ شرعیہ سے واقف اور ان پر عامل ہوں۔

عورتوں کے لیے زیارتِ قبور جائز تو ہے ، مگر اسلم طریقہ ان کے حق میں یہ ہے کہ زیارتِ قبور کو نہ جائیں۔[2] مگر یہ اختلاف حضور اقدس ﷺ کے روضۂ انور کے علاوہ دوسرے قبور میں ہے۔حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر کی حاضری ہر مسلمان مرد و عورت حاجی پر واجب ہے۔

حدیث: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک خاص وجہ سے میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب وہ وجہ اور سبب باقی نہیں رہا۔ تو خبر دار ہو جاؤ۔ اور اب قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اس لیے کہ زیارتِ قبور دل کو نرم کرتی ہے اور دل کی نرمی سے

---

(1) اختلافِ زمان و مکان سے حکم بدل جاتا ہے، آج جب کہ بے حیائی اور بے پردگی عام ہوگئی ہے اور عورتیں مغربی تہذیب کی دلدادہ ہو چکی ہیں، اس لیے آج کے پر فتن دور میں عورتوں کو زیارت قبور کی ہر گز اجازت نہیں ہے۔ اور اس لیے بھی عورتوں کو زیارت قبور جائز نہیں کہ جب وہ اپنے عزیز و اقارب کی قبروں کی زیارت کریں گی تو جزع و فزع کریں گی۔ رونا دھونا اور سینہ کوبی شروع کردیں گی۔ اس لیے عورتوں کو زیارتِ قبور جائز نہیں۔ بزرگان دین کے مزارات پر حصولِ برکت کے لیے بوڑھی عورتیں جا سکتی ہیں، لیکن جوان عورتیں ہرگز نہ جائیں، انھیں سخت منع ہے۔ ملاحظہ کریں (بہارِ شریعت، چہارم، ص:۱۶۵)

اس موضوع پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا رسالہ "جمل النور فی نهى النساء عن زيارة القبور" کا مطالعہ کریں۔

(2) زیارتِ قبور کی طرح عورتوں کا مجلس وعظ اور جلسے جلوس میں تقریر سننے کے لیے جانا بھی منع ہے، فسادِ زمانہ اور برائیوں کے عام ہو جانے کی وجہ سے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی ارقام فرماتے ہیں: ائمۂ دین نے (عورتوں کو) جماعت و جمعہ و عیدین در کنار وعظ کی حاضری سے بھی منع فرمادیا، اگر چہ بڑھیا ہو، اگر چہ رات ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۶۹/۴، رضا اکیڈمی، ممبئی)
(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

نیکیاں عمل میں آتی ہیں، اور ہر آنکھ کو رُلاتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے اور کوئی ناجائز بات قبر کے پاس نہ بولو۔

حدیث: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من زار قبر أبويه أو أحدهما في كل جمعة غفرله وكتب برّا۔"(1)

ترجمہ: جو اپنے ماں باپ، یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کرے تو اس کی بخشش ہو جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔

تشریح: یعنی ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنے والا گویا اب بھی ان کی خدمت کر رہا ہے ۔ جو ثواب ان کی زندگی میں ان کی خدمت کرنے کا ہے وہی ثواب ان کی وفات کے بعد ان کی قبروں کی زیارت کا ہے۔ علماے کرام فرماتے ہیں کہ والدین کی وفات کے بعد تین کام کرو۔ ایک یہ کہ ہر جمعہ کو ان کی قبروں کی زیارت کرو۔ ان کے لیے دعائے مغفرت اور صدقہ و خیرات کرو۔ دوسرے یہ کہ ان کے قرض ادا کرو، ان کے وعدے پورے کرو، تیسرے یہ کہ والد کے دوستوں کو اپنا باپ اور والدہ کی سہیلیوں کو اپنی ماں سمجھو اور ان کی خدمت کرو اور بہتر یہ ہے کہ ہر جمعہ کے دن والدین کی قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اگر دوری یا دوسرا ملک ہونے کی وجہ سے وہاں حاضری میسر نہ ہو تو ہر جمعہ کو ان کے لیے ایصالِ ثواب کرو۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کسی ایسے شخص کی قبر سے گزرے جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرے تو وہ مردہ اسے پہچانتا اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔(2)

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ انھیں سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں:

"السلام عليكم أهل الديار من المؤمنين والمسلمين و إنا إن شاء الله

(1) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۵۴، باب زیارۃ القبور۔ فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔

(2) تفسیر ابن کثیر، ۵۷۵/۳، مؤسسۃ الریان، بیروت

بکم لاحقون نسال اللہ لنا ولکم العافیۃ۔"(1)

ترجمہ: اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو تم پر سلام ہو۔ انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے اور تمھارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔

تشریح: اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جاکر پہلے سلام کرنا، اور پھر یہ عرض کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد اہلِ قبور کے لیے ایصالِ ثواب کیا جائے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ مُردے باہر والوں کو دیکھتے ہیں، پہچانتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں۔ ورنہ انھیں سلام جائز نہ ہوتا۔ کیوں کہ جو سنتا نہ ہو یا سلام کا جواب نہ دے سکتا ہو اسے سلام کرنا جائز نہیں۔ دیکھیے! سونے والے اور نماز پڑھنے والے کو سلام نہیں کر سکتے اور مذکورہ بالا الفاظ عوام مسلمین کی قبروں پر بعد سلام کہے جائیں اور اولیاء اللہ کے مزارات پر یوں عرض کرے:

"سلامٌ علیکم بما کسبتم فنعم عقبی الدار۔"

اور شہدا کے مزارات پر یوں عرض کرے:

"سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔"

اس حدیث پاک میں لفظ ''دیار'' آیا ہے۔ دیار سے مراد قبریں ہیں، کیوں کہ قبریں میّتوں کے گھر اور قبرستان ان کا شہر ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

زار النبي ﷺ قبر أمه فبکیٰ و أبکیٰ من حوله۔"(2)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو روئے اور اپنے ارد گرد والوں کو رُلایا۔

تشریح: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار پر انوار مقام ابواء میں ہے جو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پرانے راستے میں

(1) مسلم شریف، ۱/۳۱۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۵۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔

واقع ہے۔

حضور انور شفیع محشر ﷺ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی پیدائش مبارک سے پہلے ہی انتقال فرما چکے تھے۔ چھ سال تک حضور اقدس ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کی آغوش پرورش میں رہے۔ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ اپنے ننہال مدینہ منورہ گئیں۔ حضور اکرم رحمتِ عالم ﷺ ساتھ تھے۔ واپسی میں مقامِ ابواء میں بیمار ہوئیں اور وہیں وفات پا گئیں اور وہیں مدفون ہوئیں۔[1] اس بیماری میں حضور اکرم ﷺ آپ کا سر دباتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ کے آنسو آپ کے چہرے پر گرے تو آنکھ کھولیں اور اپنے دوپٹے سے آپ کے آنسو پونچھ کر بولیں کہ دنیا مَرے گی مگر میں کبھی نہ مَروں گی، کیوں کہ تم جیسا فرزند چھوڑ رہی ہوں، جس کی وجہ سے مشرق و مغرب میں میرا چرچا رہے گا۔ اس ولیۂ وقت کا یہ قول درست ہوا۔ یہ زیارت قبر انور کا صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوا۔ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ایک ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین موجود تھے۔

حضور اقدس ﷺ اپنی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ کی جدائی میں اس لیے روئے کہ وہ زندہ ہوتیں تو ہماری یہ شان دیکھ کر اپنا دل ٹھنڈا کرتیں، صحابہ کرام بھی آپ کے گریہ اور آپ کی والدہ ماجدہ کو یاد کر کے رونے لگے۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"استاذنتُ ربي أن استغفرلها فلم يؤذن لی واستاذنته في أن أزور قبرها فأذن لی فزوروا القبور فإنها تذكر الموت۔"[2]

---

(1) علامہ ابن حجر مکی ہیتمی قدس سرہ لکھتے ہیں: "ماتت (أم النبي ﷺ) آمنة بالأبواء۔"
سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقام ابواء میں وفات پائیں۔ نور الله مضجعها۔
(المنح المكية، في شرح الهمزية، ص:۱۵۵، دار المنهاج، بيروت)

(2) [الف] مسلم شريف، كتاب الجنائز، ص:۳۷۷، دار الكتاب العربی، بيروت۔
[ب] مشكوٰة المصابيح، ص:۱۵۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔
[ج] شعب الايمان، ۱۷/۴، دار إحياء التراث العربی، بيروت۔

ترجمہ: میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ ماجدہ کی دعاے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی اور ان کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت مانگی تو اس کی مجھے اجازت دی گئی۔ قبروں کی زیارتیں کیا کرو، کیوں کہ یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔

تشریح: یعنی حضور اکرم ﷺ نے جو ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی۔ سرکار کے اس جملہ کی وجہ سے بعض لوگوں نے سمجھ لیا کہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا (معاذ اللہ) کافرہ تھیں۔ اس لیے حضور اقدس ﷺ کو ان کے لیے دعائے مغفرت سے منع کر دیا گیا۔ عام دیوبندی یہی کہتے ہیں۔ مگر ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے، غلط فاحش ہے، غلط محض ہے۔ اگر کافرہ ہوتیں تو حضور انور ﷺ کو زیارتِ قبر کی اجازت بھی نہ ملتی۔

چناں چہ ارشادِ ربانی ہے:

”وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ.“(1)

ترجمہ: اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا، بے شک یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

اس آیتِ مقدسہ میں حضورِ اقدس ﷺ کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا۔ اس آیتِ مقدسہ سے ثابت ہوا کہ کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن و زیارت کے لیے کھڑے ہونا بھی ممنوع ہے اور اس آیت میں فسق سے مراد کفر ہے۔(2)

حضور اقدس ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ کی زیارتِ قبر کی اجازت دی گئی۔ زیارتِ

---

(1) قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، آیت:۸۴، پ:۱۰

شانِ نزول: یہ آیت عبد اللہ بن ابی منافق کے حق میں نازل ہوئی۔

[الف] الدر المنثور، ۲۵۸/۴.

[ب] تفسیر طبری، جلد:٦، جزء:۱۰، ص:۲۳۷، دار الفکر، بیروت۔

[ج] زاد المسیر، ۳۶۲/۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

(2) تفسیر خازن، ۳۹۳/۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

قبر کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مومنہ ہیں۔

سوال: حضور اقدس ﷺ کو دعائے مغفرت سے کیوں روکا گیا؟

جواب: حضور اقدس ﷺ کو دعائے مغفرت سے اس لیے منع کیا گیا کہ حضرت آمنہ خاتون (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بے گناہ ہیں، انھوں نے بعثت ورسالت اور احکامِ شرعیہ کا زمانہ پایا ہی نہیں، پھر گناہ ان سے کیوں کر سرزد ہوئے۔ دعائے مغفرت تو گنہ گار کے لیے کی جاتی ہے۔ دیکھیے بچہ کے جنازے میں اسی لیے دعائے مغفرت نہیں کرتے کہ اس سے ابھی گناہ سرزد نہیں ہوئے ہیں۔ آج حضور اقدس ﷺ کے لیے دعائے مغفرت منع ہے، کیوں کہ حضور ﷺ معصوم ہیں۔ جب گناہ نہیں تو پھر گناہ سے مغفرت کی دعا کیسی؟

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایمان تو قرآنِ کریم کی صریح آیت سے ثابت ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی۔ چناں چہ ارشادِ ربانی ہے:

''وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ.''(1)

خدایا! میری اولاد میں ہمیشہ ایک مومن جماعت رہے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دعا کی:

''رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ.''(2)

اور اے مولیٰ! اسی مومن جماعت میں نبی آخر الزماں کو بھیج۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یقیناً یہ دعا قبول ہوئی اور حضور کی ولادت اسی پاک اور مومن جماعت میں ہوئی۔ حضور انور ﷺ کے تمام آبا و اجداد مومن ہیں۔ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے استغفار کی اجازت نہ ملنا، وہ اس لیے نہیں کہ وہ کافرہ تھیں، بلکہ اس لیے کہ وہ بے گناہ ہیں۔ گنہ گار تو وہ ہو جس کو شرعی احکام پہنچے اور وہ ان کی مخالفت کرے اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک تو شریعت کے احکام پہنچے ہی نہیں۔ اسی لیے بچے کی نمازِ جنازہ میں دعائے مغفرت نہیں ہوتی۔

---

(1) قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۸، پارہ:۱۔

(2) قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۸، پارہ:۱۔

رہا حضور اقدس کا گریہ فرمانا (رونا)، وہ محبتِ فرزندی کے جوش سے ہے کہ آج وہ زندہ ہوتیں تو ہماری اس شان وشوکت اور عظمت ورفعت کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرتیں۔

حضور کے تمام آبا واجداد مومن ومؤحد ہیں

حضور اقدس ﷺ کے والدین ماجدین مؤحد (ایمان والے) تھے اور اسلام کے تشریف لانے سے پہلے ہی انتقال فرما گئے تھے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ از آدم علیہ السلام تا حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کے نسب میں کوئی کافر نہ گزرا۔

محققینِ کرام فرماتے ہیں کہ وہ دونوں حضرات اپنی زندگی اور وفات میں مؤحد تھے اور اب مسلمان، بلکہ مسلمانوں کے سردار اور صحابی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے والدین اور آپ کے سارے آبا واجداد مومن تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک آپ کے سارے آبا واجداد مومن ومؤحد اور عابد وزاہد رہے۔ (1)

---

(1) اہلِ سنت وجماعت کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے تمام آبا واجداد اور والدائیں مومن وموحد ہیں بعض علمائے اہل سنت نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے۔ مگر حق وہی ہے جسے مصنف علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی ہیتمی لکھتے ہیں:

"إن آباء النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و أمهاته إلى آدم و حواء ليس فيهم كافر۔"
(المنح المكية في شرح الهمزية، ص:١٠٠، دار المنهاج، بيروت)

ترجمہ: از آدم (تا حضرت عبد اللہ والد گرامی رسول اکرم ﷺ) حضور کے تمام آبا واجداد اور امہات طاہرات (مائیں) مومن ومؤحد ہیں۔ آپ کے سلسلۂ نسب میں کوئی کافر نہیں گزرا۔

فائدہ: خاتم الحفاظ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حضور کے آبا واجداد اور امہات کے مومن ومؤحد ہونے پر ٦ / مستقل رسائل تصنیف کیے ہیں۔ اس موضوع پر تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے ان رسائل کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ ان رسائل کے نام یہ ہیں۔

[١] مسالک الحنفاء في والدى المصطفىٰ [٢] الدرج المنيفة فى الآباء الشريفة [٣] المقامة السندسية فى النسبة المصطفويه [٤] والتعظيم والمنة في أن أبوى رسول الله ﷺ فى الجنة [٥] نشر العلمين المنيفين فى إحياء الأبوين الشريفين [٦] السبل الجلية فى الآباء العلية۔

حضور اقدس ﷺ ہمیشہ انسانوں کی بہتر جماعت میں منتقل ہوتے رہے، یعنی آپ کے نور کی گردش بھی پاک پیٹھوں اور پیٹوں میں رہی اور پیدائش شریف بھی بہترین پُشت و شکم سے ہوئی۔

ارشادِ ربانی ہے: ”وَتُقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ“

اے نبی علیہ السلام ہم آپ کو مومنین کی پشتوں اور شکموں میں دورے کو دیکھ رہے ہیں، یعنی از آدم تا عبد اللہ آپ کے سارے آبا و اجداد مومن و مؤحد اور عابد ہیں۔ [1]

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

”رسائل التسع“ کے نام سے مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدر آباد سے امام سیوطی کے ۹/ رسائل کا مجموعہ شائع ہوا ہے۔ یہ چھ رسائل اسی مجموعہ میں شامل ہیں اور الحمدللہ احقر کے پاس موجود ہیں۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) [الف] تفسیر کبیر ۱۳/۱۷۲، مکتبۃ التجاریۃ، مکۃ المکرمۃ۔

[ب] المنح المکیۃ فی شرح الھمزیۃ، ص:۱۰۰، دار المنہاج، بیروت

[ج] المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ ۱/۱۴۷، برکات رضا، پوربندر، گجرات

فائدہ: امام جلال الدین سیوطی اور ابن حجر مکی ہیتمی کے علاوہ علامہ احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمہ نے بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے آبا و اجداد اور امہات طاہرات کے مومن و موحد، ناجی اور جنتی ہونے پر بڑا عمدہ کلام کیا ہے اور آخر میں دو ٹوک الفاظ میں یہ فیصلہ سنایا ہے:

"فالحذر الحذر من ذکرہما بما فیہ نقص فإن ذٰلک قد یؤذی النبی ﷺ..... وقد أطنب بعض العلماء فی الاستدلال لإیمانھما" (المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، ۱/ ۸۳-۱۸۲، برکات رضا، پوربندر، گجرات)

ترجمہ: خبردار! ہوشیار! والدینِ مصطفیٰ کا ذکر ایسے الفاظ سے نہ کرو جن میں نقص کا پہلو پایا جاتا ہو۔ کیوں کہ اس سے نبی اکرم ﷺ کو اذیت اور تکلیف ہوتی ہے (والدین مصطفیٰ کو معاذ اللہ کافر و مشرک کہنا حضور ﷺ کی دل آزاری کا سبب ہے) بعض علما نے تفصیلی دلائل کے ساتھ حضور ﷺ کے والدین کے ایمان و اسلام کو ثابت کیا ہے۔ محدث بریلی امام احمد رضا قدس سرہ نے اس موضوع پر ”شمول الإسلام لأصول الرسول الکرام“ کے نام سے مفصل و مدلل کتاب لکھی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

"لا یجوز القول بکون أبوی النبی ﷺ مشرکین.... وقد صح عن النبی ﷺ أنہ قال: بعثت

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ـــــــــــ

من خير قرون بني آدم فلا يمكن أن يكون كافر في سلسله آبائه ﷺ۔"

(تفسیر مظہری، ۳۰۸/۴، ندوۃ المصنفین، لکھنؤ)

ترجمہ: حضور ﷺ کے والدین کو مشرک کہنا جائز نہیں (بلکہ وہ مومن ہیں)

حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ابن آدم کے تمام خاندانوں میں سب سے بہتر خاندان میں پیدا ہوا۔ تو اب ممکن ہی نہیں کہ حضور کے سلسلۂ نسب میں کوئی کافر ہو۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

"من مات على الكفر أبيح لعنه إلّا والدى رسول الله ﷺ لثبوت أن الله تعالىٰ أحياهما حتى آمنا به كذا فى الاشباه عن مناقب الكردرى۔"

(العقود الدرية، ۳۳۰/۲، دار المعرفة، بيروت)

ترجمہ: کافر پر لعنت جائز ہے، مگر حضور کے والدین پر لعنت جائز نہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ فرمایا اور یہ دونوں حضرات حضور پر ایمان لائے۔

امام طحطاوی ”حاشیہ در مختار“ میں لکھتے ہیں:

"فيه إساءة أدب والذى ينبغي اعتقاده حفظهما عن الكفر۔"

ترجمہ: حضور ﷺ کے والدین کو کافر و مشرک کہنا بے ادبی ہے۔ آپ کے والدین کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے محفوظ ماننا ہی مناسب ترین عقیدہ ہے۔

فقہ اکبر کی ایک متنازع فیہ عبارت اور اس کا جواب:

سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت قدس سرہ سے منسوب رسالہ (در عقائد و کلام) فقہ اکبر میں ہے:

ووالدا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ماتا على الكفر۔

یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے والدین کا خاتمہ کفر پر ہوا۔

اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملا علی قاری نے لکھا ہے:

"ہذا رد علىٰ من قال إنهما ماتا على الإيمان أوماتا على الكفر ثم أحياهما الله تعالىٰ فماتا في مقام الإيقان۔"

(شرح الفقه الأكبر، ص:۳۱۰، دار البشائر الإسلاميه، بيروت)

ترجمہ: جن لوگوں نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کا خاتمہ ایمان پر ہوا، یہ ان لوگوں کا رد ہے۔ اسی طرح جن لوگوں نے کہا کہ آپ کے والدین کا خاتمہ کفر پر ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کر کے دولتِ

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

ایمان سے سرفراز فرمایا، پھر ان کا خاتمہ حالتِ ایمان میں ہوا۔ یہ ان لوگوں کا بھی رد ہے۔

احقر راقم الحروف کو تقریبًا چار سال پہلے رمضان المبارک کے مہینے میں "فقہ اکبر" اور اس کی شرح، شرحِ فقہ اکبر از: ملا علی قاری کے بالاستیعاب مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ فقہ اکبر اور شرح فقہ اکبر دونوں کی عبارتیں پڑھنے کے بعد دل پر عجیب سی کیفیت طاری ہوئی۔ اور یہ بات نہ جانے کیوں حلق سے نیچے نہیں اتری۔ اپنے دوست احباب اور اساتذۂ کرام سے رجوع کیا مگر تسلی بخش جواب نہ مل سکا اور اس مسئلے کو لے کر احقر راقم الحروف مدتوں ذہنی خلجان اور قلبی اضطراب میں مبتلا رہا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت علامہ سید طحطاوی اور امام احمد رضا محدث بریلوی کی تربت پر انوار و تجلیات کی موسلا دھار بارش نازل فرمائے، جن کے فیضانِ علم سے اس بندۂ عاجز اور کوتاہ علم کو انشراحِ صدر حاصل ہوا۔ اور یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کا حالتِ کفر میں خاتمے کا دعویٰ، یہ من گڑھت ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ شدید الزام و بہتان ہے۔ علمائے اہلِ سنت کی کتابوں میں تحریف و تبدیل اور اضافہ و الحاق کا سلسلہ صدیوں سے جاری ہے۔ بہت ممکن ہے کہ فقہ اکبر کی یہ عبارت "والدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الکفر" بھی الحاقی ہو اور حضرت ملا علی قاری نے زیرِ مطالعہ نسخہ پر اعتماد کرتے ہوئے اس پر یہ حاشیہ جڑ دیا ہو۔ "ہذا رد علیٰ من قال إنهما ماتا علی الإیمان"......

امام احمد رضا محدث بریلوی، علامہ سید طحطاوی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"وما فی الفقه الأکبر من أن والدیه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ماتا علی الکفر فمدسوس علی الإمام ویدل علیه أن النسخة المعتمدة منه لیس فیها شئ من ذلک۔ قال ابن حجر فی فتاویٰه والموجود فیها ذٰلک لأبي حنیفة محمد بن یوسف البخاری لا لأبي حنیفة النعمان بن ثابت الکوفی وعلی التسلیم أن الإمام قال ذلک فمعناه أنهما ماتا في زمن الکفر وہذا لا یقتضی اتصافهما به۔" (المعتقد المنتقد، ص:۱۶۹)

ترجمہ: یہ جو فقہ اکبر میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے والدین کا خاتمہ کفر پر ہوا، تو یہ سراسر امام اعظم پر الزام و بہتان ہے۔ امام موصوف پر الزام اور عبارت کے الحاقی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ "فقہ اکبر" کے مستند اور صحیح ترین نسخے میں یہ عبارت نہیں ہے۔ ابنِ حجر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے اور اس میں امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کے بجائے ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی جانب اس عبارت کو منسوب کیا گیا ہے۔ بر سبیل تنزل ہم مان بھی لیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ نے ایسا لکھا ہے تو عبارت کا معنیٰ و مفہوم اور صحیح محمل یہ ہوگا کہ والدینِ مصطفیٰ کا خاتمہ زمانۂ کفر میں ہوا اور کسی کا زمانۂ کفر میں انتقال کرنے سے اس کا صفتِ کفر سے متّصف ہونا ضروری نہیں۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

حضور اقدس ﷺ کے والدین کی بت پرستی یا عقیدۂ کفر ثابت نہیں بلکہ ان کے اقوال سے ان کے ایمان کا پتہ لگتا ہے۔ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی وفات کے وقت حضور اقدس ﷺ کے چہرۂ پاک پر حسرت سے نظر کی اور ان کی یتیمی کا خیال کر کے یہ اشعار پڑھیں۔

عربی اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

اے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے، مجھے یقین ہے کہ تم اللہ کی طرف سے ساری مخلوق کے نبی ہوگے۔ حل و حرم اور عرب و عجم میں اسلام پھیلاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں بت پرستی سے بچائے گا اور دینِ ابراہیمی تم سے پھیلے گا۔ اے بیٹے! ہر شخص مر جائے گا، میں بھی مر جاؤں گی مگر میرا ذکر قیامت تک باقی رہے گا، کیوں کہ میں بہترین چیز یعنی پاک فرزند چھوڑ رہی ہیں۔[1]

اس عبارت سے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مومن و موحد اور ان کے دینِ ابراہیمی پر ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کی پیدائشِ مبارک سے پہلے آپ کی تشریف آوری کی دنیا میں دھوم مچ گئی تھی۔ لوگ آپ کی نبوت، آپ کی بت شکنی اور دیگر صفات و خصوصیات کے خطبے پڑھ رہے تھے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے عجائب و غرائب خود دیکھے تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حمل شریف اور ولادتِ پاک میں بہت سے معجزات مشاہدہ کیے۔ حتیٰ کہ اصحابِ فیل کا عجیب و غریب واقعہ دیکھا کہ اس حملِ پاک کی برکت سے جماعتِ فیل کو ابابیل نے مار دیا۔ زمانۂ حمل میں ہر ماہ ایک پیغمبر خواب میں حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور کی ولادت کی بشارت دیتے رہے۔ ان کے اوصاف کی خبر دیتے رہے۔ ایک دفعہ حلیمہ دائی نے حضرت آمنہ سے عرض کیا۔ تمھارے فرزند کا سینہ چاک کیا گیا، میں ڈرتی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا مت ڈرو۔

---

(1) المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ ۱/۱۶۹، برکات رضا، پوربندر، گجرات

یہ سچے نبی ہیں۔ انھیں شیطان وغیرہ نقصان نہیں پہنچا سکتے وغیرہ وغیرہ۔ تو کیوں کر ممکن ہے کہ یہ باتیں دیکھ کر بھی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بت پرست ہی رہیں۔

ابو لہب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائشِ مبارک کی تھوڑی سی خوشی منائی تو اس کے عذاب میں تخفیف ہوگئی۔ [1]

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور عرشِ اعظم سے افضل ہے۔ [2] جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے وہ عرش سے اعلیٰ، جس سیپ میں موتی رہے وہ سیپ قیمتی، تو جو والدۂ پاک کہ نو مہینے اس درِ یتیم کو اپنے صدفِ شکم میں رکھے اور ان کے پیدا ہونے کی خوشیاں منائے تو بھلا یہ کیوں کر ممکن ہے کہ وہ جہنمی ہو۔ (معاذ اللہ)

اصحاب فَتْرت یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیانی لوگوں کے لیے فقط عَقیدۂ توحید کافی ہے اور اسی سے ان کی نجات ہے۔ یہ دونوں حضرات (یعنی حضور اقدس کے والدین ماجدین) انھیں اصحابِ فترت میں سے ہیں۔ [3] کیوں کہ ان کا

---

(1) علامہ احمد بن محمد قسطلانی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

"ثويبة عتيقة أبي لهب، اعتقها حين بشرته بولادته عليه السلام...... قال ابن الجوزي: فإذا كان هذا أبو لهب الكافر الذي نزل القرآن بذمه جوزي في النار بفرحه ليلة مولد النبي صلى الله عليه وسلم به فما حال المسلم المؤحد من أمته عليه السلام الذي يسر بمولده۔" (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱/۱۴۷، برکاتِ رضا، پوربندر)

ترجمہ: ثویبہ (آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ بھی پلایا) یہ ابولہب کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ جب ثویبہ نے ابولہب کو بھتیجا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوش خبری سنائی تو ابولہب نے ولادتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ ابن جوزی فرماتے ہیں: کافر ابولہب جس کی مذمت میں قرآن کی پوری سورت "تبت یدا ابی لھب" نازل ہوئی، جب ولادت کی خوشی منانے کے باعث اس کے عذاب میں تخفیف ہو سکتی ہے، تو پھر مسلمان اہلِ ایمان جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہیں، یہ ولادت کی خوشیاں منائیں تو انھیں کس قدر انعامِ خداوندی حاصل ہوگا! (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(2) الزبدة شرح العمدة، ص:۸۸، مطبوعہ خیرپور، سندھ، پاکستان

(3) علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"وحكمهما حكم من لم تبلغه الدعوة من أهل الفترة۔" (المقامة السندسية، فی

شرک کہیں سے ثابت نہیں۔ نیز یہ دونوں حضرات عین جوانی میں وفات پا گئے۔ چناں چہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر پاک ۲۵/ سال کی تھی اور حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس سے بھی کم۔ لہٰذا انھیں صحبتِ کفار کم ملی۔ نیز اگر یہ حضرات مشرک ہوتے تو ان کا اسم شریف عبد اللہ اور آمنہ نہ ہوتا، بلکہ کفار کا سا نام ہوتا۔ عبد اللہ کے معنیٰ ہیں: اللہ کا بندہ۔ اور آمنہ کے معنیٰ ہیں: اللہ تعالیٰ کی امانت رکھنے والی، یا معنیٰ ہے: ''دنیا کو امن دینے والی''۔ تو جوان کو آمنہ کہہ کر کافرہ کہتا ہے، وہ اپنے منہ سے ہی غلط کہتا ہے۔ جیسے کہ کوئی حضور کو محمد کہہ کر گستاخی کرے۔ (نعوذ باللہ رب العالمین)

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین ماجدین اپنی زندگیِ پاک میں مؤحد تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے ان دونوں کو زندہ کیا اور یہ دونوں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اب وہ امتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اولیاے کاملین میں سے ہیں۔(1)

ایک دیوبندی مولوی کی تقریر

ضلع سیالکوٹ میں ایک دیوبندی مولوی نے وعظ میں کہا کہ ''تم لوگ حضور کی شفاعت کی آس لگائے بیٹھے ہو وہ تو اپنی ماں کی بھی شفاعت نہ کر سکیں گے کہ وہ دونوں جہنم

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

النسبۃ المصطفویۃ، ص:۷، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد۔)

ترجمہ: حضور کے والدین اصحاب فترت میں سے ہیں۔ ان تک اسلام کی دعوت نہیں پہنچی۔ دونوں عقیدۂ توحید اور دین ابراہیمی کے ماننے والے مومن و مؤحد تھے۔ أنهما كانا على التوحيد و دين إبراهيم۔ (الدرج المنيفة، ص:۸، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد)

فائدہ: ایک نبی کی وفات سے لے کر دوسرے نبی کی بعثت تک کے زمانے کو ''فترت'' کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیانی زمانے میں تقریباً ۶۰۰ سال کا وقفہ ہے اور یہی زمانۂ فترت ہے۔ (المنح المکیۃ، ص:۱۰۴، دار المنہاج، بیروت)

(1) الدرج المنيفة فی الآباء الشريفة، ص:۶، دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد، عبارت یہ ہے: "إن الله تعالیٰ أحياهما له فآمنا به وذلک فی حجة الوداع۔" (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

میں جائیں" گے۔ (معاذ اللہ رب العالمین) وعظ ختم ہونے پر ایک جاہل کسان نے پوچھا کہ مولوی صاحب "مولوی اور حافظ کا کیا درجہ ہے؟" دیوبندی مولوی بولا کہ عالم تو اپنی سات پشت کو اور حافظ تین پشت کو بخشوائے گا۔ کسان بولا کہ مولوی تو سات پشت کو بخشوائے اور معراج میں جانے والے، قرآن لانے والے سرکار ﷺ اپنی ماں کو بھی نہ بخشوا سکے۔ اس کے بعد دیوبندی مولوی کو ذلیل وخوار کرکے باہر نکال دیا گیا۔

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں زیارتِ قبور میں کیا کہا کروں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: یوں کہا کرو:

"السلام علیٰ أہل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وإنا إنشاء اللہ بکم لاحقون۔"(1)

ترجمہ: مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والوں پر سلام ہو۔ اللہ ہمارے اگلے پچھلوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

تشریح: اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو زیارتِ قبور کی اجازت ہے اور وہ جو حدیثِ پاک میں دوسرے مقام پر ہے کہ اللہ تعالیٰ زیارتِ قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کرے تو اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو زیارتِ قبور کے وقت گریہ وزاری، بے پردگی، نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کریں۔ دیکھیے! حضورِ اقدس ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زیارتِ قبور سے منع نہ فرمایا، بلکہ انھیں اس کا طریقہ اور وہاں پڑھنے کی دعائیں سکھائیں۔

بعض علما نے فرمایا کہ عام عورتوں کو زیارتِ قبور سے روکو، جو وہاں رونا پیٹنا کریں، صبر نہ کرسکیں۔ ہمیشہ ہر وقت بے پردہ اور بے حیائی سے قبرستانوں کی زیارتیں کیا کریں۔ ان کا یہی مشغلہ ہو، خاص عورتیں جنھیں احکامِ شرعیہ معلوم ہوں اور ان پر عامل ہوں وہ زیارتِ قبور

(1) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۱۵۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔

کریں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

مگر یہ عورتوں کے بارے میں جو اختلاف ہے وہ حضور اقدس ﷺ کے روضۂ اقدس کے علاوہ دیگر قبروں کے بارے میں ہے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کے روضۂ انور کی حاضری ہر مسلمان مرد وعورت حاجی پرواجب ہے۔

حدیثِ پاک میں حضو سیدِ عالم نورِ مجسم ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں۔ (1) چنداحادیثِ کریمہ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من زار قبری وجبت له شفاعتی۔"(2)

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

حدیث: من زارنی متعمداً کان فی جواری یوم القیامۃ۔ (3)

ترجمہ: جو شخص قصداً میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میری امان میں ہوگا۔

---

(1) امام قاضی عیاض قدس سرہ "کتاب الشفاء" میں لکھتے ہیں:

"وزیارۃ قبر النبی ﷺ سنة من سنن المسلمین مجمع علیها و فضیلة مرغب فیها۔"

(کتاب الشفاء، ۸۳/۲، برکات رضا، پوربندر)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی قبر پاک کی زیارت، مسلمانوں کا دستور اور طریقہ ہے۔ مسلمانوں کو اس کی ترغیب دی گئی ہے اور اہلِ علم کا قبر شریف کی زیارت پر اجماع ہے۔

(2) [الف] کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۸۳/۲، برکات رضا، پوربندر، گجرات۔ [ب] وفاء الوفاء بأحوال دار المصطفیٰ، ۱۲۳۶/۴، برکات رضا، پوربندر، گجرات [ج] مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی، ص:۷۴۵، دار الکتاب، دیوبند۔ [د] احیاء العلوم، عربی، ۲۴۳/۵، دار صادر، بیروت۔

(3) مشکوٰۃ المصابیح، باب حرم المدینة، ص:۲۴۰، مکتبہ فاروقیہ، دہلی

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

تشریح: علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جو مدینہ منورہ صرف روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کی نیت سے جائے، نام و نمود یا کوئی تجارت، کاروبار اور دنیاوی کام مقصود نہ ہو تو وہ قیامت میں حضورِ اقدس ﷺ کا پڑوسی اور حضور کی امان میں ہوگا۔ مسجد نبوی کی زیارت، بقیع اور مسجد قبا کی حاضری اسی روضۂ رسول کے تابع ہو۔ اصل مقصود حاضریِ بارگاہِ رسول ہو۔ مدینۂ پاک کی حاضری صرف زیارت کے لیے ہو۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ وہاں کی حاضری مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی نیت سے ہو، زیارت کی نیت سے نہ ہو۔ (معاذ اللہ) مسجدیں تو دنیا میں ہزارہا ہیں۔ اس مسجد کی عظمت زیادہ کیوں؟ صرف حضور اقدس ﷺ کے دم قدم سے۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں حضورِ اقدس کی امان ہی کام آئے گی۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کی امان نہیں۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من حج فزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي۔"(1)

ترجمہ: جو میری وفات کے بعد حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

تشریح: یہ اس لیے ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنی قبر انور میں بحیاتِ حقیقی دنیاوی زندہ اور باحیات ہیں کہ آپ سے ہر طرح کی مدد و نصرت حاصل کی جاتی ہے۔(2)

حدیث: حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جو حرمین میں مرے گا قیامت میں امن والوں میں اٹھے گا۔(3)

---

(1) [الف] الترغيب والترهيب، ج:۲، كتاب الحج، ص:۲۴۵، مكتبه دار ابن حزم، بيروت۔ [ب] مشکوٰة المصابيح، ص:۲۴۱، فاروقيه بک ڈپو، دہلی

(2) مرقاة المفاتيح، شرح مشکوٰة المصابيح، ۴۱۰/۳، در الكتب العلمية، بيروت

(3) [الف] مشکوٰة شريف، ص:۲۴۱، فاروقيه بک ڈپو، دہلی

حدیث: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا، اور جو حرمین میں مَرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن والوں میں اٹھائے گا۔“(1)

حدیث: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔(2)

حدیث: روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، آپ فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس گھر میں جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدفون ہیں، یوں ہی چادر اتارے چلی جاتی تھی۔ کیوں کہ اس میں ایک میرے زوج (شوہر ہیں) اور ایک میرے والد (ابو بکر صدیق)۔ یعنی جب تک میرے حجرے میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون رہے، تب تک تو میں سر کھولے یا ڈھکے ہر طرح حجرے شریف میں چلی جاتی تھی، کیوں کہ نہ خاوند سے حجاب ہوتا ہے اور نہ والد سے۔

"فلما دفن عمر معهم فو الله ما دخلته إلا وأنا مشدودة عليّ ثيابي حياءً من عمر۔"(3)

ترجمہ: لیکن جب حضرت عمر دفن ہوئے تو اللہ کی قسم حضرت عمر سے شرم کی وجہ سے بغیر کپڑا لپیٹے اس گھر میں نہ گئی۔

تشریح: یعنی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حجرے میں دفن ہوگئے تب سے میں بغیر چادر اوڑھے اور پردہ کا بغیر اہتمام کیے حجرے شریف میں نہیں گئی۔ میں حضرت

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

[ب] سنن الصغریٰ للبیہقی، ۱/۵٦۷، دار المعرفۃ، لبنان۔

(1) الترغیب والترہیب، ۲/۲۴۵، مکتبہ دار ابن حزم، بیروت

(2) وفاء الوفاء بأحوال دار المصطفیٰ، ۴/۱۳۴۵، برکات رضا، پوربندر، گجرات

(3) مشکوٰۃ شریف، ص:٦٠، باب زیارۃ القبور، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی

عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے شرم وحیا کرتی ہوں۔

اس حدیث پاک سے چند مسئلے معلوم ہوئے

پہلا مسئلہ: یہ معلوم ہواکہ میت کا بعدِ وفات بھی احترام کرنا چاہیے۔ اسی لیے فقہاے کرام فرماتے ہیں میت کا ایسا احترام کریں، جیساکہ اس کی زندگی میں کیاجاتا تھا۔(1)

دوسرا مسئلہ: یہ معلوم ہواکہ بزرگوں کی قبروں کا بھی احترام اور ان سے بھی شرم وحیا چاہیے۔

تیسرا مسئلہ: یہ معلوم ہواکہ مُردہ قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتا اور انھیں پہچانتا ہے۔ دیکھیے! حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ان کی وفات کے بعد شرم و حیا فرمارہی ہیں۔ اگر آپ نہ دیکھتے تو پھر حضرت عائشہ کا حضرت عمر سے شرم وحیا فرمانے کے کیا معنٰی؟

---

(1) حدیث میں فرمایا گیا: "لأن أضع قدمي علیٰ جمر أحب إلی من وطئ القبر۔" آگ کے انگاروں پر چلنا مجھے پسند ہے، لیکن قبروں پر چلنا گوارا نہیں۔ (کشف النور، ص:۵، مکتبۃ الحقیقۃ، ترکی)

یہ اس وجہ سے ہے کہ بعدِ وفات بھی مُردے قابلِ احترام اور لائقِ تعظیم ہیں۔ قبر پر چلنے سے مُردوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ فقہاے کرام بیان کرتے ہیں: المیت یتأذی بما یتأذی به الحی۔ جس چیز سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے اس سے مردہ کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اسی قاعدہ کے تحت قبروں پر چلنا اور بعد وفات میت کو برف میں دیر تک رکھنا ناجائز ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: و یکره الجلوس ووطؤه۔ قبروں پر چلنا اور ان پر بیٹھنا مکروہ (منع) ہے۔

عمدۃ المحققین علامہ عبد الغنی نابلسی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رقم طراز ہیں:

لم یکره الوطی علیٰ القبر والجلوس علیه إلا لکرامة الموتیٰ بعد موتهم۔

(کشف النور عن اصحاب القبور، ص:۵، مکتبة الحقیقیة، ترکی)

ترجمہ: قبروں پر چلنا اور ان پر بیٹھنا اس لیے مکروہ ہے کہ مردے بعدِ وفات بھی قابلِ احترام ہیں۔

ہم اہلِ سنت وجماعت مزارات اولیا اور عام قبروں کا حد درجہ احترام اسی لیے کرتے ہیں۔ مگر افسوس نادان لوگ ہمیں "قبر پُجوا" کہتے ہیں، جو سراسر ہٹ دھرمی ہے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

چوتھا مسئلہ: یہ معلوم ہوا کہ قبر کی مٹی، تختے وغیرہ تو میت کی آنکھوں کے لیے حجاب نہیں بن سکتے، مگر زیارت کرنے والوں کے جسم کا لباس ان کے لیے آڑ ہے۔ لہٰذا میت کو زیارت کرنے والا ننگا دکھائی نہیں دیتا۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔

پانچواں مسئلہ: یہ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں پر مجاوروں کا رہنا درست ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجاورہ تھیں۔

چھٹا مسئلہ: یہ معلوم ہوا کہ عورت بھی مجاورہ ہو سکتی ہے، مگر پردہ اور حیا کے ساتھ۔

ساتواں مسئلہ: یہ معلوم ہوا کہ مجاورہ عورت کو قبر کی زیارت کی اجازت ہے، کیوں کہ وہ وہاں پہلے سے رہتی ہے۔

زیارتِ قبور کے ضروری مسائل

● -زیارتِ قبور جائز، مسنون اور مستحب ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہدائے اُحد کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرماتے تھے اور یہ بھی ارشاد فرماتے کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو۔(1)

---

(1) أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم كان ياتي قبور الشهداء بأحد على رأس كل حول۔
(رد المحتار، ۱۵۰/۳، دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اخیر میں شہدائے احد کی قبروں کی زیارت فرماتے تھے۔

درِ مختار میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

"كنت نهيتكم عن زيارة القبور ألا فزوروها" میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن اب زیارت کرو۔ (درمختار مع رد المحتار ۱۵۰/۳)

یہ حدیث بخاری ومسلم، مستدرک للحاکم اور صحاح ستہ کی اکثر کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھیے۔ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، ص:۳۷۷، دار الکتاب العربی، بیروت/المستدرک للحاکم، ۷۰۹/۱، دار المعرفة لبنان)

فتاویٰ عالمگیری ۳۵۰/۵ میں ہے:

وفی التهذيب يستحب زيارة القبور۔ یعنی قبروں کی زیارت مستحب ہے۔

●-جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے، اس کی زندگی میں اگر اس کے پاس آتا جاتا تھا تو جتنا نزدیک یا دور ہوتا تھا، اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے۔ (1)

●-اولیاے کرام و بزرگانِ دین و صلحا و شہدا کے مزاروں کی زیارت اور ان کے عرسوں میں شرکت کے لیے سفر کرنا جائز و مستحب ہے۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ حاجتیں پوری کرتا ہے۔ زیارت کرنے والے کو برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

●-اولیاے کرام و بزرگانِ دین و صالحین عظام کے مزارات پر غلاف ڈالنا جائز ہے۔ (2) جب کہ یہ مقصود ہو کہ مزار والے کی وقعت عام لوگوں کی نظر میں ہوگی، لوگ ادب کریں گے اور برکت حاصل کریں گے۔ ہاں عوام کی قبر پر غلاف نہ ڈالنا چاہیے۔

●-بچہ پیدا ہوتے ہی نہلا دھلا کر مزاراتِ اولیاے کرام پر لے جانا باعثِ برکت ہے۔ اسے ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔

●-قبروں پر پھول رکھنا بہتر اور مستحب ہے، کیوں کہ جب تک پھول تر رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور صاحبِ قبر کو اُنس ہوتا ہے۔ (3)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ______

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(1) وکیفیة الزیارة کزیارة ذلک المیت في حیاته من القرب والبعد۔

(عالمگیری، ۵/ ۳۵۰، زکریا بک ڈپو، دیوبند)

فائدہ: زیارتِ قبور سے پہلے گھر میں دو رکعت نفل اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص اور اس کا ثواب مردے کو پہنچائیں تو اللہ تعالیٰ مردے کی قبر کو روشنی سے بھر دے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، ۵/ ۱۵۰، زکریا بک ڈپو، دیوبند)

(2) العقود الدریة ۲/ ۳۲۴، از: علامہ ابن عابدین شامی، دار المعرفة، بیروت۔

نوٹ: عارف باللہ امام عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ نے "کشف النور عن اصحاب القبور" میں مزاراتِ اولیا پر چادر چڑھانے کو جائز لکھا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے مذکورہ کتاب کا ص: ۱۴، مطبوعہ مکتبۃ الحقیقۃ، ترکی۔

(3) فتاویٰ رضویہ، ۴/ ۲۰۸ میں ہے: قبورِ مسلمین خصوصاً اولیا (کی قبروں پر) پھول چڑھانا حسن ہے۔

فتاویٰ عالمگیری ۵/ ۳۵۱ میں ہے: وضع الورد والریاحین علی القبور حسن۔

یعنی قبروں پر پھول ڈالنا اچھی بات ہے اور پسندیدہ طریقہ ہے۔　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

●-قبروں سے تر گھاس نہ اکھیڑنا چاہیے، کیوں کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کا دل بہلتا ہے اور گھاس نوچنے میں میت کا حق ضائع ہوتا ہے۔ (1)

●-چراغ، عود، بتی وغیرہ کوئی چیز نفسِ قبر پر یعنی خاص قبر کے اوپر رکھ کر جلانا منع ہے۔ (2)

●-زیارت کرنے والوں کے لیے یا فاتحہ خوانی کے وقت عود و لوبان سلگانا بہتر ہے۔ (3)

●-قبر پر چلنا، کھڑا ہونا، پاؤں رکھنا، بیٹھنا، لیٹنا، پیشاب کرنا حرام وناجائز ہے۔ (4)

●-قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا ہو اس میں چلنا حرام ہے۔

●-قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا منع ہے۔ (5)

●-صاحبِ قبر کو سجدہ کرنا حرام اور قبر کا طواف ممنوع ہے۔ (6)

●-قبر پر یا قبر کو سامنے لے کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (7)

---

(1) فتاویٰ شامی، ۱۵۵/۳، ومجمع الأنہر، ۲۷۶/۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2) فتاویٰ رضویہ ۱۴۱/۴، رضا اکیڈمی، ممبئی

(3) فتاویٰ رضویہ، ۱۴۱/۴، رضا اکیڈمی، ممبئی

(4) مجمع الانہر شرح ملتقی الابہر، ۲۷۶/۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ترجمہ: قبر پر چلنا، قبر پر بیٹھنا، سونا، لیٹنا، قبر کے سامنے نماز پڑھنا اور قبر پر پیشاب پاخانہ کرنا، یہ تمام چیزیں ناجائز ہیں۔

(5) فتاویٰ رضویہ، ۱۰۴/۴، رضا اکیڈمی، ممبئی

(6) فتاویٰ رضویہ، ۸/۴، رضا اکیڈمی، ممبئی

(7) مجمع الانہر ۲۷۶/۱ میں ہے "یکرہ الصلوٰۃ عندہ" کہ قبر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
مسلم شریف کی حدیث ہے: "لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا إلیها۔" نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ (مسلم شریف کتاب الجنائز، ص: ۳۷۷، دار الکتب العربی، بیروت)
(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

● -اولیاے کرام وبزرگانِ دین اور مشائخ وعلما کی قبروں پر قبہ بنانا جائز ہے۔(1)

● -ناچنا، گانا، باجا بجانا، یہ سب کام حرام ہیں اور مزارات کے آس پاس یہ سب چیزیں اور بھی زیادہ قبیح اور بُری ہیں۔(2)

● -قبر پر قرآن مجید پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔(3)

● -قبر کے اندر میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی طرف طاق کھود کر اس میں شجرہ و عہد نامہ رکھنا جائز ہے۔(4)

● -میت کے کفن پر عہد نامہ لکھنا اور اس کے سینے اور پیشانی پر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پہلے کلمہ کی انگلی سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ اس سے مغفرت کی امید ہے۔(5)

---

(1) کشف النور عن أصحاب القبور کے ص:۱۳ پر امام عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:
ومن تعظیم الأولیاء بناء القبات علیٰ قبورہم فھی بدعۃ حسنۃ۔
ترجمہ: اولیاے کرام کی قبروں پر قبہ (گنبد) بنانا جائز ہے، جو تعظیمِ اولیا میں شامل ہے اور یہ بدعتِ حسنہ ہے۔

(2) فتاویٰ رضویہ، ۴/۲۱۶، رضا اکیڈمی، ممبئی

(3) بہارِ شریعت ۱/ ۱۶۴، المجمع المصباحی، مبارکپور

(4) فتاویٰ شامی، ۳/۱۵۷، مکتبہ زکریا، دیوبند

(5) رد المحتار ۳/۱۵۷، مکتبہ زکریا دیوبند

فائدہ: میت کے سینے اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، کلمۂ طیبہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنے کے جائز ہونے سے متعلق امام احمد رضا محدث بریلوی نے ایک مستقل رسالہ "الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن" کے نام سے لکھا ہے، جو فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں شامل ہے۔ ضرور اس کا مطالعہ کریں۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ایک بزرگ کی وصیت

ایک بزرگ نے اپنے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم موت کے بعد لکھنے کی وصیت کی تھی۔ انتقال کے بعد وصیت کے مطابق لکھ دی گئی، پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا تو حال دریافت کیا۔ اس نے کہا: جب میں قبر میں رکھا گیا تو عذاب قبر کے فرشتے آئے اور عذاب دینا چاہا، لیکن جب انھوں نے پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دیکھا تو اس بزرگ سے کہا کہ تو عذاب سے بچ گیا۔[1]

فائدہ: میت کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سینہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنا بھی مناسب ہے، لیکن روشنائی سے نہ لکھیں۔[2]

● -میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے سرہانے کھڑے ہو کر اذان دینا جائز و مستحب ہے۔

● -اولیاے کرام و مشائخ عظام اور بزرگانِ دین کی قبروں پر ہر سال تاریخِ وفات پر بغرضِ زیارت جمع ہونا اور انھیں قرآن خوانی، کلمۂ طیبہ، درود پاک، صدقہ و خیرات کا ثواب پہنچانا اور ان کی طرف سے فقیروں مسکینوں، یتیموں کو خیرات کرنا، کھانا کھلانا، میلادِ پاک پڑھنا، وعظ و تقریر کہنا موجبِ برکات و ثواب ہے۔[3]

فائدہ: علماے کرام و مشائخ عظام کے اقوال سے ثابت ہے کہ بزرگوں کے عرس کے دن زیارت کرنے والوں کو جو فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں وہ بہ نسبت دوسرے

---

(1) در مختار مع رد المحتار، ۱۵۶/۳، مکتبہ زکریا، دیوبند

(2) غسل کے بعد اور تکفین سے پہلے لکھیں۔ فتاویٰ شامی، ۱۵۷/۳، مکتبہ زکریا، دیوبند

(3) بہارِ شریعت سولھواں حصہ، جلد سوم، ص:۲۴۵، المجمع المصباحی، مبارک پور

دنوں کے بہت زائد ہوتے ہیں۔

● -کسی بزرگ کے ایصالِ ثواب کے لیے جانور پالنا اور اسے فربہ کرنا، پھر تاریخِ فاتحہ پر اس جانور کو "بسم اللہ اللہ اکبر" کہہ کر ذبح کرنا جائز ہے۔[1]

● -کافر مردہ کے لیے مغفرت کی دعا کرنا، کافر و مشرک کو بیکنٹھ باشی (جنتی) کہنا، اور مردہ مرتد کو مرحوم و مغفور کہنا حرام و کفر ہے۔[2]

● -کافر کی قبر پر دفن وزیارت کے لیے کھڑا ہونا ممنوع و حرام ہے۔

---

(1) حضرت ملا احمد جیون قدس سرہ "تفسیراتِ احمدیہ" میں لکھتے ہیں:

"إن البقرة المنذورة للأولياء كما هو الرسم في زماننا حلال طيب.

(تفسيرات احمديه، ص:۴۲، كتب خانه رحيميه ديوبند)

ترجمہ: اولیاے کرام کے لیے گائے کی نذر ماننا جائز ہے، جیسا کہ ہمارے زمانہ میں اس کا رواج ہے۔

(2) بہارِ شریعت ۵۹/۱، حصہ اول، المجمع المصباحی، مبارک پور

ایصالِ ثواب کا اسلامی طریقہ

ایصالِ ثواب کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کرے:

اے اللہ! جو کچھ میں نے قرآن پاک تلاوت کی ہے اس کو قبول فرما اور میرا یہ عمل اس لائق نہیں بلکہ اپنے فضل و کرم کے لائق ثواب عطا فرما اور اس کا ثواب حضور اقدس ﷺ کی روحِ اقدس کو پہنچا اور حضورِ اقدس ﷺ کے صدقے و طفیل میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی انبیائے کرام و رسولانِ عظام گزرے ہیں ان سب کی ارواح پاک کو پہنچا اور حضور اقدس ﷺ کے والدین ماجدین کی ارواح پاک کو پہنچا اور صحابۂ کرام و صحابیات، خلفائے راشدین و جملہ ازواج مطہرات و کل شہدائے کرام و شہدائے کربلا خصوصًا امام عالی مقام، امام حسین شہیدِ کربلا و جملہ تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین خصوصًا امامِ اعظم ابو حنیفہ اور تمام سلسلوں کے مشائخ کرام و اولیائے عظام و اہل بیت کرام۔ خصوصًا پیران پیر دستگیر حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے والدین اور آپ کی کل ازواجِ پاک، کل صاحب زادے و صاحب زادیاں اور آپ کے سلسلہ میں جتنے بھی مشائخ کرام گزرے ہیں اور خصوصًا ولی الہند حضور خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین احمد اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے والدین اور کل بیویاں اور کل لڑکے اور لڑکیاں اور آپ کے سلسلہ میں جتنے بھی مشائخ عظام گزرے ہیں۔ و نیز سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقش بندیہ، سہروردیہ میں جتنے بھی بزرگانِ دین گزرے ہیں و نیز حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جتنے بھی بزرگانِ دین و اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین گزرے ہیں کل لوگوں کی ارواح پاک کو ثواب پہنچا و نیز تمام مومنین و مومنات کی روحوں کو خصوصًا فلاں کی روح کو پہنچا اور فلاں کی جگہ میں اس کا نام لے۔ یعنی فلاں چیز کا ثواب بھی پہنچا۔

مخلصانہ گزارش

جو لوگ اس کتاب سے استفادہ کریں ان سے گزارش ہے کہ وہ خلوص اور دل کی گہرائیوں

سے اس حقیر و فقیر سراپا تقصیر کے لیے گناہوں کی مغفرت کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضور اقدس ﷺ کے صدقہ و طفیل میں اور اس کمترین کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اور حضرت اکرم محسن اعظم رحمت عالم نور مجسم حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچی اتباع کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بَجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

محمد سہیل احمد نعیمی رضوی بھاگل پوری

مدرس دار العلوم امجدیہ، گانجہ کھیت، ناگ پور، مہاراشٹر

۱۷/ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ بروز دو شنبہ

قارئین سے درخواست

قارئین کرام! سے لجاجت سے درخواست ہے کہ شبِ براءت کے مخصوص اوقات میں جب آپ اپنے لیے دعا فرمائیں تو مجھ ناچیز کو بھی شامل فرمائیں۔ کیا بعید ہے کہ کریم و رحیم مولیٰ عزوجل آپ کی مخلصانہ دعا سے اس حقیر کو بھی اپنی رضا و محبت سے نواز دے۔

آپ کی دعاؤں کا طالب

ناچیز محمد سہیل احمد نعیمی رضوی

محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ

مصادر ومراجع

(تحقیق وتخریج میں ان کتابوں سے مدد لی گئی ہے)

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف	مطبع/ناشر
1	قرآن مجید		
2	تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
3	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین بن کثیر دمشقی	مکتبۃ التجاریۃ، مکۃ المکرمہ
4	تفسیر طبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری	مکتبہ ابن تیمیہ، حلب
5	تفسیر قرطبی	امام ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی	دارالکتاب العربی، بیروت
6	تفسیر کشاف	جاراللہ محمود بن عمر زمخشری	برکات رضا، پور بندر گجرات
7	تفسیر کبیر	امام فخرالدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی	مکتبۃ التجاریۃ، مکۃ المکرمہ
8	تفسیر ابن وہب	امام ابومحمد عبداللہ بن محمد بن وہب دینوری	
9	تفسیر خازن	امام علی بن محمد خازن شافعی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
10	تفسیر در منثور	امام جلال الدین سیوطی شافعی	دارالفکر، بیروت
11	تفسیر بحر محیط	امام ابوالحیان محمد بن یوسف اندلسی غرناطی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
12	تفسیر بحر مدید	امام ابوالعباس احمد بن محمد بن مہدی ابن عجیبہ حسنی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
13	تفسیر ابی سعود	علامہ ابومسعود محمد بن عمادی سکیبی حنفی	داراحیاء التراث العربی، بیروت
14	تفسیر بغوی	امام ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی	دار ابن حزم، بیروت
15	تفسیر ابی حاتم	حافظ عبدالرحمٰن بن محمد ابن ادریس ابن ابی حاتم	دارالفکر، بیروت
16	تفسیر سراج منیر		دارالکتب العلمیہ، بیروت
17	تفسیر جمل	امام سلیمان بن عمر عجیلی شافعی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
18	تفسیر بیضاوی	امام ناصرالدین عبداللہ ابوعمر بن محمد شیرازی بیضاوی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
19	تفسیر صاوی	امام احمد صاوی مالکی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
20	تفسیر ثعلبی	امام ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
21	مدارک التنزیل	امام ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی	افضل المطابع، دہلی

22	زادالمسیر	علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی جوزی حنبلی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
23	تفسیر روح البیان	علامہ اسماعیل حقی حنفی	مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ
24	تفسیر مظہری	قاضی ثناءاللہ پانی پتی	ندوۃ المصنفین، لکھنؤ
25	تفسیر روح المعانی		مکتبہ امدادیہ، ملتان، پاکستان
26	تفسیر خزائن العرفان	علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی	مجلس برکات اشرفیہ، مبارکپور

(کتبِ احادیث)

اسمائے کتب	مصنف	مطبع/ناشر
صحیح بخاری شریف	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	دارالکتاب العربی، بیروت
صحیح مسلم شریف	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	دارالکتاب العربی، بیروت
جامع الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	داراحیاء التراث العربی، بیروت
سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث	جمعیۃ المکنز الاِسلامی، قاہرہ
سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	دارالفکر، بیروت
سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	دارابن حزم، بیروت
مسند امام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	دارالفاروق، عمان
شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
سنن کبریٰ	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	دارالمعرفۃ، بیروت
سنن صغریٰ	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	دارالمعرفۃ، لبنان
الترغیب والترہیب		دارالبیان العربی، مصر
مشکوٰۃ المصابیح	امام محمد بن عبداللہ تبریزی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
المستدرک للحاکم	امام ابوعبد محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری	دارالمعرفۃ، لبنان
جامع المسانید والسنن		دارالفکر، بیروت
الأدب المفرد	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	ابنائے مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی
مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی	مؤسسۃ الریان، قاہرہ
سنن الدارمی	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی	دارالفکر، بیروت
مسند ابی داؤد طیالسی	امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی	دارالکتب العلمیہ، بیروت

جامع الاصول	امام مجد الدین مبارک بن محمد بن اثیر جزری	دار الکتب العلمیہ، بیروت
صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ	مکتب الاسلامی، بیروت
سنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی	دار الفکر، بیروت
شرح الطیبی		دار الکتاب العربی، بیروت
شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن طحاوی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
عمدۃ القاری شرح بخاری	علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی	دار الفکر، بیروت
مرقات شرح مشکوٰۃ	ملا علی بن سلطان محمد قاری	دار الکتب العلمیہ، بیروت
اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	شاہ عبد الحق محدث دہلوی	منشی نول کشور، لکھنؤ
ارشاد الساری شرح بخاری	علامہ احمد بن محمد قسطلانی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
منہاج السنۃ النبویۃ	شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
موارد الظمان	امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
مقاصد الحسنۃ		دار الکتب العلمیہ، بیروت
کشف الخفاء		مکتبہ دار التراث، قاہرہ
النہایۃ		

کتب فقہ

در مختار شرح تنویر الابصار	محمد بن علی بن محمد علاء الدین حصکفی	مکتبہ زکریا، دیوبند
رد المحتار (فتاویٰ شامی)	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی	مکتبہ زکریا، دیوبند
فتاویٰ عالم گیری	ملا نظام الدین و دیگر علمائے ہند	زکریا بک ڈپو، سہارن پور
العقود الدریۃ	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی	دار المعرفۃ، بیروت
بحر الرائق	علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
مجمع الانہر	شیخ زادہ عبد الرحمٰن بن محمد سلیمان کلیبولی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
کنز الدقائق	امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی	برکات رضا، پور بندر، گجرات
مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحاوی		دار الکتاب، دیوبند
فتاویٰ حدیثیہ	امام احمد شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی	ابنائے مولوی غلام رسول، سورتی
فتاویٰ شعراوی	شیخ محمد متولی شعراوی	المکتبۃ العصریۃ، بیروت
فتاویٰ عزیزی	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	رحمٰن گل پبلیشر، پشاور، پاکستان

فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی	رضا اکیڈمی، ممبئی
بہارِ شریعت	صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی	المجمع المصباحی، مبارک پور
فتاویٰ قاضی شوکانی (الفتح الربانی)		مکتبۃ الجیل الجدید، یمن
فتاویٰ نذیریہ	میاں نذیر حسین دہلوی	دہلی پرنٹنگ پریس، دہلی
کتاب الشفاء	امام قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی	برکات رضا، پور بندر، گجرات
الاذکار للنووی	امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی	دار الحدیث، قاہرہ
التذکار فی افضل الاذکار	امام ابوعبداللہ محمد بن احمد ابوبکر قرطبی	موسسۃ الریان، بیروت
احیاء العلوم		دار صادر الاسلامیہ، بیروت
غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دار البشائر، دمشق
شرح فقہ اکبر	ملا علی بن سلطان محمد قاری حنفی	دار البشائر الاسلامیہ، بیروت
شرح العقیدۃ الطحاویۃ	امام قاضی علی بن علی بن ابی عز دمشقی	موسسۃ الرسالۃ، بیروت
المواہب اللدنیہ	علامہ احمد بن محمد قسطلانی	برکات رضا، پور بندر، گجرات
وفاء الوفاء	علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی	برکات رضا، پور بندر، گجرات
بستان الواعظین	امام ابوالفرج عبد الرحمٰن بن علی بن جوزی	دار الکتاب العربی، لبنان
الدرج المنیفۃ	علامہ جلال الدین سیوطی شافعی	دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد
مقامۃ السندسیۃ	علامہ جلال الدین سیوطی شافعی	دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد
المنح المکیہ شرح الہمزیۃ	امام احمد شہاب الدین بن حجر مکی ہیتمی	دار المنہاج، بیروت
نزہۃ المجالس	شیخ عبد الرحمٰن صفوری شافعی	دار الفکر، بیروت
کشف النور	علامہ عبد الغنی نابلسی	مکتبۃ الحقیقۃ، ترکی
درۃ الناصحین	شیخ عثمان بن حسن شاکر خوبوی	ابنائے مولوی غلام رسول، ممبئی
التوسل بالنبی وبالصالحین	شیخ ابوحامد بن مرزوق	مکتبۃ الحقیقۃ، ترکی
الحبل المتین	مولانا سعید الرحمٰن تیراہی بھوٹانی	مکتبۃ ایشیق، ترکی
تکمیل الایمان	شاہ عبد الحق محدث دہلوی	مطبع مجیدی، کان پور
ماذا فی شعبان	علامہ سید محمد بن علوی مالکی	مکۃ المکرمہ، سعودی عرب
مختار الصحاح		دار الحدیث، قاہرہ
لسان العرب	امام جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی	دار صادر، بیروت

المصباح المنیر		دارالحدیث، قاہرہ
الأزمنہ والأمکنہ	امام احمد بن مرزوقی	عالم الکتب، بیروت
القاموس الجدید	وحید الدین کیرانوی	کتب خانہ حسینیہ، دیوبند۔

ادارے کی دیگر مطبوعات

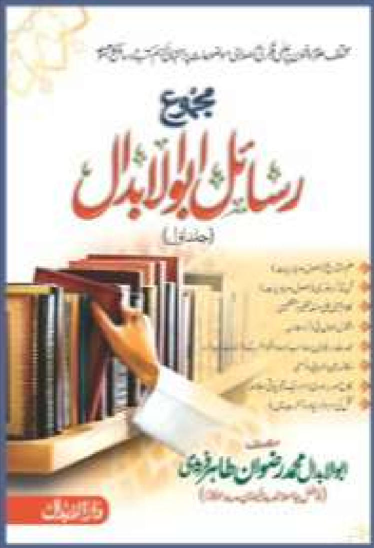

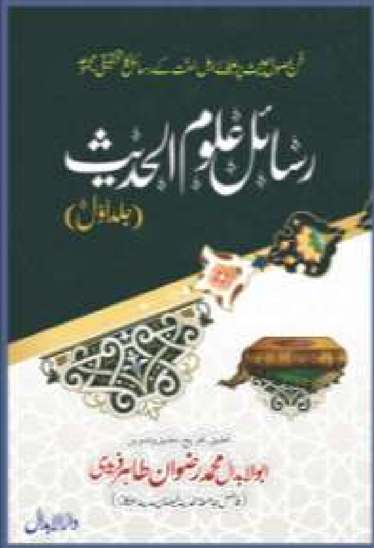

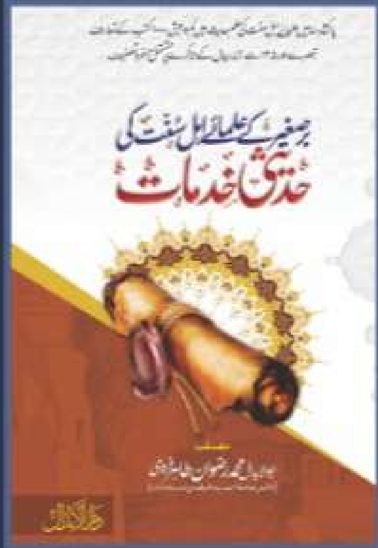

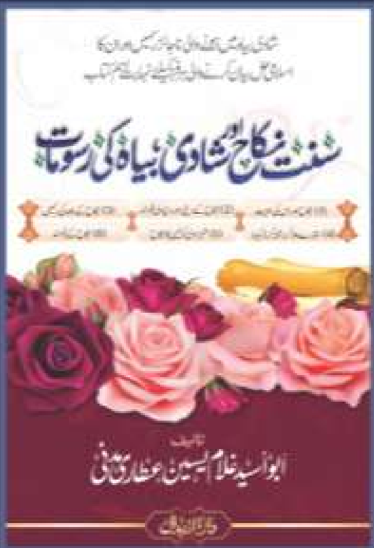

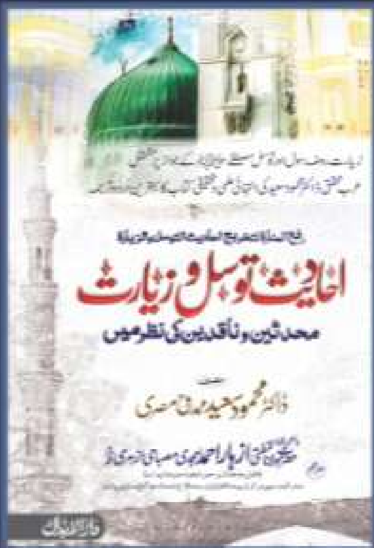

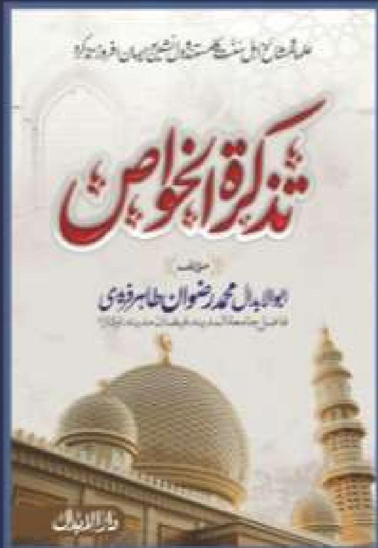

نوٹس

دارالابدال کی مطبوعات کی مکمل یا بعض اجزا کی پی ڈی ایف یا کسی اور شکل میں انٹرنیٹ، سوشل میڈیا جیسے وٹس اپ اور ٹیلی گرام وغیرہ پر شیئر کرنے کی اجازت نہیں۔ پبلشر کی اجازت کے بغیر کتاب کی پی ڈی ایف نیٹ پر اپلوڈ کرنا اخلاقا، شرعا اور قانونا جرم ہے۔

Dar-Ul-Abdaal
Okara Pakistan

+923177101307 Darul Abdaal
darulabdaal@gmail.com www.darulabdaal.com